Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16 e. 1

16C81

قصۂ مقتول جفا۔ معروف باسم تاریخی فسانۂ غم
مولفۂ حافظ محمد اسید الدین۔

پدماوت بھاکھا۔ محشی باحل معانی از ملک محمد جائسی۔

ایضاً۔ بھاکھا سے اردو مین شعر بشعر نظم
فرمایا مولوی قاسم علی بدایونی نے۔

ایضاً۔ از عبرت و عشرت۔

مجموعہ۔ قصۂ قاضی جونپور و قصۂ بندر۔ و قصۂ
مغالطت شیطان و قصہ چار لڑکون کا دل لگی کا قصہ
عقل و حمق کا مقابلہ مولفۂ مولوی الطاف۔

مثنوی گلزار نسیم۔ قصۂ گل بکاولی منظوم از دیا شنکر
نسیم لکھنوی۔

فسانۂ عجائب منظوم۔ مولفۂ منشی بھولا ناتھ
فراغ تخلص۔

نلدمن۔ راجہ نل اور دمن کا فسانہ منظوم۔

ہدایۃ النظار۔ از مولوی ممتاز علی سندیلوی۔

مثنوی میر حسن۔

یوسف زلیخا۔ اردو منظوم تصنیف نگار۔

شیرین خسرو۔ با تصویر مصنفۂ منشی گوبند پرشاد فضا۔

بنجارہ نامہ۔ مصنفۂ میان نظیر اکبر آبادی۔

لیلی مجنون۔ تصنیف میر تقی ہوس۔

بہار دانش۔ منظوم تصنیف تپش۔

مجموعۂ قصہ سپاہی زادہ۔ با تصویر بارہ قصہ
۱۔ قصۂ سپاہی زادہ ۔ ۲۔ قصۂ چار باغ رنگین
۳۔ قصۂ محمود شاہ ۔ ۴۔ قصۂ سوداگر بچہ
۵۔ عاشق کا جنازہ ۔ ۶۔ قاصد نامہ ۔ ۷۔
ہنس نامہ ۔ ۸۔ تندرستی نامہ ۔ ۹۔ دگمہ شگفہ نامہ
۱۰۔ دولت نامہ ۔ ۱۱۔ بھونچال نامہ ۔ ۱۲۔
رنگین نامہ۔

بحر دانش۔ یعنے قصۂ سوداگر بچہ۔

شاہنامۂ اردو۔ منظوم تصنیف منشی مولچند۔

طلسم شایان۔ یعنے داستان امیر حمزہ
منظوم مصنفۂ منشی طوطا رام شایان۔

بوستان راحت۔ قصۂ شاہزادہ فتن و جھرو بالا۔

قصۂ شاہ روم۔

نالۂ منظور منظوم۔ مولفۂ سید منظور احمد۔

مثنوی ابر کرم۔

مجموعۂ قاصد نامہ و قصۂ شاہ روم گیارہ
قصہ ۱۔ قصۂ شاہ روم ۔ ۲۔ قاصد نامہ ۔ ۳۔ ہنس نامہ
۴۔ رنگین نامہ ۔ ۵۔ آٹا دال نامہ ۔ ۶۔ گرہ بند نظیر
۷۔ پیسے نامہ ۸۔ کوڑی نامہ ۔ ۹۔ بنجارہ نامہ۔
۱۰۔ جوگن نامہ ۔ ۱۱۔ دعی نامہ۔

فسانۂ معقول ۔ مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمیری ۔

قصۂ سورج پور ۔ ایک زمیندار کا فسانہ مؤلفہ چیرونجی لال ۔

آئینۂ معقول ۔ یعنے قصہ قاسم وہاشم در مدح افراز وجہ خلیفہ بغداد مرتبہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمیری ۔

جادۂ تسخیر ۔ نادر عبارت مسجع مصنفہ نواب محمد حیدر علیخان بہادر ۔

نورتن ۔ مصنفہ میان محمد بخش تخلص مہجور ۔

قصۂ اگر گل ۔ مولفہ عاصی تخلص ۔

سیر مقبول ۔ نادر عبارت مصنفہ سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۔

قصہ گوپی چند بھرتری ۔

سنگاسن بتیسی ۔ قصۂ راجہ بھوج بالتصویرات

بیتال پچیسی ۔ قصۂ راجہ بکرم مع تصویرات ہے ۔

گل بکاولی ۔ مولفہ نہال چند شاہجہان آبادی ۔

طوطا کہانی ۔ تصنیف سید حیدر حسین ۔

قصۂ گل وصنوبر ۔ مولفہ منشی ہیم چند ۔

طوطی نامہ ۔ مع قصۂ ابراہیم ادہم مؤلفہ شاہ غلام حیدر ۔

فسانہائے نظم

الف لیلہ منظوم ۔ چار جلد تصنیف مختلف

۱۔ **جلد** ۔ بنظم دلکش مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی سخنور نامی ۔

۲۔ **جلد** ۔ نتیجہ طبع شاعر خوش فکر منشی طوطا رام شایان

۳۔ **جلد** ۔ 〃 منہ

۴۔ **جلد** ۔ از منشی شادی لال شاگرد مرزا نسیم دہلوی

مجموعۂ قصص ۔ مشمولہ پانچ قصہ مولف مختلف کے یعنی

۱۔ **قصۂ سوداگر بچہ** ۔ ۲ **قصۂ ماہی گیر** ۔ ۳ **قصۂ جمجمہ** ۔ ۴ **قصۂ منصور** ۔ ۵ **قصۂ شاہ روم** ۔ اور اس مجموعہ سے ہر ایک کتاب علیحدہ علیحدہ بھی موجود ہے ۔

سنگاسن بتیسی ۔ منظوم منشی رنگین لال ۔

گلزار ابراہیم ۔ ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ مؤلفہ حسن تخلص ۔

چشمۂ شیرین ۔ فرہاد وشیرین کا قصہ ۔

مخبر ہمت ۔ تصنیف منشی سبحے گوپال تاثیر تخلص

ایجاد رنگین ۔ مختصر مختصر حکایات مصنفہ سعادت یار خان رنگین دہلوی ۔

مجموعہ ۔ چوہے نامہ وبلی نامہ وافیونی نامہ جوگن نامہ ۔ مصنفہ میان باطن اکبر آبادی ۔

مرغوب سمبران عالم — محبوب جہان و جانعالم

اسکی صفت مین المختصر زبان نثار و ناظم قاصر ہے بینظیر و بیمثل سراسر ہے الحمد للہ کہ یہ شاہد دلفریب سخن نے بار دوم مطبع نامی گرامی مرجع دبیر و خبیر امید گاہ صغیر و کبیر

نظم

سرخیل سخنوران عالم ++ — سرحلقہ منشیان عالم ++
سردفتر سروران دوران — سرطبقہ عالمان ذیشان
آرائش تخت ارجمندی — زیبائش تاج سربلندی

یعنی مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور مین طبع ہوکر مشتاقون کو جلوہ دکھایا مصنف کا مدعا بر آیا مشتاقون کا حوصلہ نکلا صادق نے بھی خامہ تلطف شمامہ براہ محبت اوسکا قطعہ تاریخ طبع ثانی نظم کر دکھایا فقط

قطعہ تاریخ احقر العباد خاکپائے کاملان لائق و فائق صاحبعالم متخلص بہ صادق

بہ فکر چاہ نکو سیرت و نجستہ مقام — سوا جو فضل الٰہی سے یہ فسانہ تمام
بسال ہجری دم فکر مجھسے ہاتف نے — کہا کہ لکھہ یہ سر دل کو کرکے تو گمنام
زہی فسانہ رنگین و داستان دلکش — کہ جسکو چاہیے کہنا بہار باغ کلام
۱۲۹۹ھ

اختتام انطباع بماہ جنوری ۱۸۸۲ء مطابق ماہ صفر ۱۲۹۹ ہجری

لطافت تحریر یر دل ہر ایک کا بیقرار ہوا سبحان اللہ جہان مصنف ممدوح نے گلریزی گلشن کی صفت باغ و دشت مین فرمائی ہے زمین شعر یہ از گلزمین باغ فردوس بنائی ہے جہان کہین بزم کا نقشہ دکھایا ہے حسینان جہان کو اپنی طرز تحریر بھایا ہے معرکۂ جنگ و جدال یہ رستم دستان کی روح نثار ہے صفحہ قرطاس میدان رزم و پیکار ہے ہو بہو تصویر ساری کھینچ دی ہے حماست جنگ اسفندیار خامہ کی مدد سی بتلائی ہی جہان ہجر کی شکایت ہی عجب دلفریب نمک پاش جان مجروح حکایت ہی کہ ناظرین کو اوسکے دیکھنے سے دریائے اشک کی طغیانی ہی نرگسی چشمون کو انتظار مین حیرانی ہی ابر حسرت و یاس ہر طرف چھایا ہے سرو قد ہر ایک بار الم سے جھکا ہی نخل حیات باد مخالف ہجر سے خزان خوردہ ہی غنچہ دل صرصر فرقت سے پژمردہ ہی جس جگھہ وصل کا بیان ہی نئی طرح کا فرحت کا سامان ہی ہر فقرہ رنگین گلستان فصاحت کا تازہ گل ہی ہر طرف شور خندہ مینائی قلقل ہی ہر حرف دلچسپ گویا زبان بلبل ہی زہے ذہن ذکا و خہی طبع رسا اوس شہریار اقلیم سخن کی کہ جسنے ایسا باغ پر بہار خاطر مشتاقان حزین کے لیے لگایا ہی اپنا زور قلم اور طبیعت کا رنگ دکھایا ہی

نظم

دلچسپ یہ نثر کسقدر ہے … قربان جسپر دل و جگر ہے
رونق دہ باغ کامرانی … گلدستۂ باغ خوش بیانی
یہ نثر نہین ہی جعد سنبل … گرتے ہین چمن مین پھول بالکل
کیا طرز بیان ہے ماشاء اللہ … بھایا ہی ہر ایک دلکو واللہ
فرق اسمین نہین ہی کچھ سر مو … سب اسمین بھرا ہوا ہی جادو
دریا ہی بہا فصاحتون کا … منبع ہے یہی بلاغتون کا
ایسی تقریر کچھ ہی زیبا … باتین کرے جیسے ماہ سیما

کو اوسکے اگر دریا کہون کہ جسکا ہر حباب قرص مہر اور ماہ سے کہین بہتر اور اولےٰ ہے روا ہے قدر دان ہر فن خصوص فن ادب سخندانی مہربان ہر ہنر سیما ہر مہربانی جسنے کہ کبھی کلام کو اوس گل گلشن رنگین بیانی کے سونگھا اور تحریر رشک گلزار کو دیکھا گل بوستان نظرون مین خار دکھائی دیا اور جسنے کہ نام اوس شیرین کلام کا زبان سے لیا اوسپر مزا مذاق قند و شکر کا ناگوار ہوا اور جس صاحب کمال نے کہ وصف کمال اوسکا سنا ہوائے نکہت ملاقات دلین بھری عاشق ہوکر آرزومند قدمبوسی کا ہوا ایک نکتہ اسوقت حقیر کو یاد آیا بنا استعارہ لکھکر ناظرین کو سنایا یعنے قباے شاعری جو جسم اقدس پر آراستہ اور ملبس ہے ہر تار اوسکا شعاع شمس سپہر برتری ہے اور ہر عنصر کہ عناصر اربع جسم مطہر کا ہے دو خاصیت نیک کا اثر رکھتا ہے ایک واسطے دشمن اور حاسد کوتہ بین کے لیئے اور دوسرا واسطے دوست اور شاگردون کی خوشی خاطر حزین کے لیئے یعنے آتش واسطے دشمن نابکار کے نار ہے اور واسطے دوست کے گلزار ہے آب واسطے دشمن کے غرقاب بحر عدم اور واسطے دوست کے انہار کرم باد دشمن کا چراغ ہستی گل کرے اور دوست کا مثل نسیم غنچہ دل شگفتہ اور گل کرے خاک سے چشم دشمن خیرہ سر تیرہ ہو اور دوست کا شیشہ فکر مثل آئینہ غبار کلفت سے منیرہ ہو نسیم گلشن صفات کہ باہر بیان احصار اور حصر سے ہے اور اظہار نام نامی کہ نشان دینا اوسکا دلیل دیار نثر کی نصرت و نثر ہے الحال لازم و ملزوم ہے کہ لب عجز مثل غنچہ سربستہ زبان ثنا کھولکر مثل گل خندان ہو کیونکہ جب اس نمک نثر نے حلاوت چاشنی اصلاح پائی نام اوس خوانِ الوان نعمت شاعری کا شکر نظم سے زبان پر آئے مگر ڈر ہے کہ بحر شعر مین صفت اوس قلزم بے پایان کی کب سمائے مثل مشہور ہے کہ دریا کوزے مین کب آئے ہمانا عقد ثریاے نظم و نثر وحید الدہر اوستاد الزمانی رشک دہ انوری و خاقانی وحید العصر ناظم ملک نظم و نثر مقدمۃ الجیش معرکہ سخن آرائی کہ الفاظ توصیف اوسکے بزم بیان مین جلوہ بخش رعنائی و زیبائی آفتاب

چمک دمک پر مہر و ماہ شیدا ہون جسوقت شمع زبان رشک کلیم کی روشنی اصلاح بخشنے صفحۂ عزت دہ طور
بنکر شعلہ وار فانوس خیال معشوقان و مشتاقان کے دم زنی نسیم گفتار شرربار حضور لامع النور سے چشم
مردمان بعبارت مین جلوہ گری کرے جب یہ الفاظ مجہول موصل تلفظ اثبات تقریر سامنے حضرت کے کئیے زبان
معجز بیان سے دامن حال مین مجھ شکستہ بال کے یون گہر افشان ہوئے کہ تو نے ناحق بیفائدہ میرا سر پھرایا
اور اپنے تئین بھی انگشت نمائے چشم آہو گیران بنایا یہ تمام کتاب لائق اصلاح کب ہے تیری یہ یاوہ گوئی سر بسر
بے مطلب ہی ہے مین نے بھر دست عجز دامن اقدس پر ہاراہٹ کر کے عرض کیا کہ گل را از خار و ساحل را از خس
و خاشاک ننگ و عار نمیباشد مین اس تکلیف دہی سے باز نہ آؤنگا تمام کتاب دکھلاؤنگا اوسوقت
کہ مجھپر نہایت پرورش اور لطف و کرم فرماتی ہین سراسری بہ نگاہ کرم اوس قلزم بحر زخار بے کنار یعنی نے چشمۂ
کتاب کو سیراب اصلاح فرمایا کمترین لب تشنۂ آب مضمون ساحل مطلب سے آشنا ہوا یہ ایک قطرہ اوسکے
فیض عمیم اور لطف کریم دریائے حلم کا ہی زہے نہنگ بحر علمیت و شاعری و خضر مہر سپہر سخنوری
کہ اگر زبان پارسی مین شمع زبان سے شعر لمعہ پذیر ہو ہر شعشۂ حرف بر زردشت حسن سخن زندگو
اپنے نثار آتشکدہ بیان کرے ہندوے خط بر مثل سپند سواد خاطر نثار پروانہ وار جلے صفحۂ ورق
مضمون نستعلیق پر نوشتہ تقدیر خوش فکر خط شکست بنجائے ہر لفظ گوہر شب چراغ تیرہ باطنون
کو دکھائی دے روشندلی کا مضمون ہاتھہ آئے ہر فقرے کا پلہ نظر سخیدگان مین عبارت
دافع الحزن وزن گری معشوقان چہاردہ سالہ کا رنگ دکھائے نقاط اوراق سپہر یعنی کوکب دری
ذرات زمین بنکر روشنی مضمون حضرت سے زمین بوس خدمت ہون اور زمین شعر پر آسمان مضمون
بلا گردان رہے اگر نسیم شمیم خلق سے دمساز ہو صدائے عطسۂ غنچۂ کلام کی پس دیوار چمن زمین شاعری
مین سنائی دے اگر صبائے لطف ہوادار اشک شبنم ہو دندان خندۂ دندان نمائے گل شگاف در گلشن نہفتار
سے دکھائی دے حلم کو اوسکے کوہ لکھون کہ جسکا قلہ اوج سپہر سے بھی مرتبے اور رفعت مین زیادہ ہے تو بجا ہے علم

کھینچکر اپنے سر آپ کاٹ ڈالے شاہزادے نے تنہا گھوڑا طرف لشکر کے اوٹھایا اور حملہ کیا علیم کو سر دست
ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا اور پھر لشکر کو حکم دیا کہ پہلے ہی حملے مین شاہ ہاماوران رو بفرار لایا لشکر نے
تعاقب کیا اور قید کر کے روبرو شاہزادے کے لائے شاہزادے نے فوراً قتل کر ڈالا پھر آپ شہر مین تشریف
لایا تمام شہر کو آباد کیا اور وہ شہر تاجر کو جو رفیق شاہزادہ تھا اور جنگ قزاق کو لیگیا تھا عنایت فرمایا عدل
وداد کے لیئے بہت سی تاکید فرما کر آپ طرف دار السلطنت حسن آباد کے کوچ فرمایا اور باحشم و خدم
داخل ہو کر ہمراہ معشوقان پریچہرگان داد عشرت دینے مین مشغول ہوا مطلب دل سیطرح کا حصول ہوا
آلہی جسطرح یہ شاہزادہ زبان و قلم مصنف سے دیار سخن مین کامیاب و آباد ہوا اور دلشاد ہوا اوسی
طرح آقائے نامی جناب منشی نولکشور صاحب ضاعف اقبالہ و اجلالہ کے مطالب اور تمنائے
دلی بر آوین آمین آمین یا رب العالمین فقط

توصیف جناب اوستاد منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ داستان گوئی مین جنکا حقیر شاگرد ہے اور فسانہ کو دکھایا ہے

ہزار ہزار ثنا صانع طلسم عالم خالق ہیژدہ ہزار عالم کا اور لاکھ لاکھ احسان عنایت رہنمائے جن و
آدم اور کل عالم کا کہ جسکی مدد اور عنایت بیغایت سے یہ چند اوراق پریشان نے صورت ترتیب
کی پائی مصنف کی آرزوے دلی بر آئی جسوقت تمام فسانہ زیب تحریر ہوا حضرات اوستاد سے یون عرض پیرا
حقیر ہوا کہ اگر اصلاح حضور کی ہو جائے روسیاہی سیہ جردہ کتاب کی دھو جائے الفاظ مضامین
کا وہ رنگ بندھے اور وہ معنی غریب پیدا ہون کہ وضع لطافت رسم الخط سے شیوہ دلفریبی ہویدا ہو
مانند معشوق عشوہ سنج باکرشمہ وناز کے یہ کتاب آمادہ دلبری اور دلداری مشتاقان باوفا ہو سواد اسطر
تحریر حرف زن شام سوسنی رنگ ہو عجیب و غریب ڈھنگ ہو بیاض خاطر احباب پر سپیدۂ صبح
یاسمن پھولے گلشن کا جوبن نگاہ بلبل مین پھولے شب یلدائے رقم سے معنی دلفروز پیدا ہون

سے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیں حکیم نے کہا صبح کو مین آؤنگا غرض رات بھر تیاری حرب وضرب رہی
صبح لشکر جانبین کے میدان رزم مین آئے اور صفوف جدال وقتال درست ہوئین اوسوقت حکیم
بھی خود میانے مین سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور ہر طرف آنکھ ملاکر آواز دی کہ ایہا الناس اسلحہ
جسم سے اوتار ڈالو اور رخ میدان سے طرف صحرا کے پھیرو اور عبادت جاکرو فقیر ہوجاؤ بمجرد اس آواز کے جتنے
بہادر کہ میدان جنگاہ مین تھے گھوڑون سے اوترکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے یہ حال ایلچی دیکھکر
گھبرایا اور عریضہ خدمت شاہزادے مین لکھکر روانہ کیا اور دوسری روز پھر میدان مین آیا خلاصہ کل
فوج کا حکیم نے یہ حال بنایا اور یہان جسوقت یہ خبر شاہزادے کو پہونچی اور لشکر روانہ کیا غرض جو آیا
اوسکا یہی حال ہوا آخرکار شاہزادے نے اوس باجے کو جو شہنشاہ جنات نے دیا تھا بجایا دیکھا تو فوج
بیشمار لیکر شہزادہ جن حاضر ہوا شاہزادے نے کل کیفیت حکیم کی بیان کی اوسنے عرض کیا کہ حضور
وہ عامل اسم زہرہ ہے اس وجہ سے اوسکے کلام مین یہ تسخیر ہے اگر حضور اسم مریخ پڑھین تو
یقین ہے کہ غالب آئین غرض شاہزادے نے اسم مریخ شروع کیا تین روز تک عمل خوانی رہی
جب وہ اسم ختم ہوا ایک جلاد صورت انسان پیدا ہوا اور عرض کیا مین مطیع حکم ہون جسوقت حضور
آپ قتل یا مریخ فرمائینگے ہزارہا کے سر تن سے جدا پائینگے شہزادے نے جب اسم سے فراغت پائی
بارگاہ اپنی شہر کے باہر استادہ کرائی اور فوج لاتعد ولا تحصے لیکر طرف شہر ہاماوران کے کوچ فرمایا یہانتک
کہ شہر مین لشکر داخل ہوا بادشاہ ہاماوران گھبرایا باہر شہر کے مقابلے کو شہزادے کے آیا اسقدر فوج
کو دیکھکر ہوش پران ہوئے حکیم کو طلب کیا جب اوسنے بھی اس کروفر کو دیکھا نبض ساقط ہوگئی
رعشہ تمام اعضا مین پڑگیا غرض اپنی بیحیائی سے مقابلہ کیا صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئین حکیم نے
اسم شروع کیا اور اوسیطرح لوگ لشکر شاہزادے کے فقیر ہونے لگے اوسوقت شاہزادے نے اسم مریخ
شروع کیا اور طرف لشکر شاہ ہاماوران کی دم کیا عجب ہنگامہ ہوا تمام فوج کے سوار اور پیدلون نے تلوارین

نہ سمجھا یہ چھوکرا مجھسے خواہان باج و خراج ہے دعواے ہمسری آج ہی اوس ایلچی نے جواب جب پایا شاہ ہاماوران سے کہا کہ اے بادشاہ اگر شاہزادے کی تابعداری سے انکار ہے تو بندہ آمادۂ رزم و پیکار ہے مجھسے مقابلہ کیجیے داد مردی و مردانگی دیجیے یہ سنکر اوسوقت شاہ ہاماوران نے سامان جنگ کیا اور ایلچی سے شاہزادے کے مقابلہ ہوا فوج ظفر موج شاہزادہ نے جو ایلچی کی ہمراہ رہتی تھی فوراً دریاے خون بہا دیا شاہ ہاماوران نے شکست کھائی فوج شاہزادہ ہورجون پر حریف کے درآئی خاقان گردون اساس میدان رزمگاہ سے بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور ایک حکیم اسکے ملک مین رہتا ہے کہ نام اوس حکیم کا ارغوس ہے اوسکے پاس گیا اور کہا کہ آپ مجھے ہاتھ سے دشمن کے بچائیے کوئی ایسی تدبیر بتائی کہ مجھے پناہ ملے اور ملک و مال بچے حکیم نے جو شاہ ہاماوران کو بدحواس پایا اور دیکھا کہ رنگ اسکے چہرے کا مثل رنگت بیمار کے زرد ہے اور مردنی منہ پر چھائی ہے پوچھا کہ اے بادشاہ عالی تبار کس تہلکہ الیم نے ترا دم زندگی سے تنگ کیا ہے جس سے تو اس طرح دق ہے رنگ چہرے کا فق ہے بادشاہ نے کچھ حال اپنے مرض کا بیان کیا یعنے آنا ایلچی شہزادہ قمرضیا کا اور خراج طلب کرنا اوسکا اور اپنے انکار کرنے پر فساد ہونا اور شکست کھا کر آنا سب مفصل کہا حکیم نے یہ ماجرا سنکر تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ اے شاہ تم جا کر آج کے دن میدان کارزار مین ٹھہرو دروازہ قلعے کا کھولدو اپنی فوج کو جمع کرکے باہر نکلو اور طبل جنگی بجواؤ اور مجھے اطلاع دو کہ اسوقت لشکر حریف سے مین مقابلے کو جاتا ہون بس جب مین یہ خبر پاؤنگا فوراً اپنے تئین عرصۂ جنگاہ مین پہونچاؤنگا اور لشکر عدو کو برباد اور تباہ کردونگا یہ کلام اوس حکیم کا بادشاہ نے سنکر کمال عجز و الحاح کی اور وعدہ مصمم اپنے مہم کے بارے مین لیا اور بموجب کہنے حکیم کے قلعے مین آکر فوج کی کارسازی کی اور دروازہ قلعے کا کھولا اور لشکر ہمت اثر لیکر باہر نکلا بارگاہ استادہ کرائی فوج مقابلے مین ایلچی کی اوتروائی اور طبل جنگ بجوایا اور حکیم سے

ہان ملکہ خورشید جمال کی تخت پر بیٹھکر شاہزادے کے ملک مین آئے بیٹی اور داماد کو خوش ہوکر گلے لگایا
چھٹی کے لیے جو زر نقد لائے تھے شاہزادے کے یہان پیش کیا غم مفارقت بھولا سمجھے کہ اسی طرح
بوسیلہ جنّات ملاقات ہوگی اور رمالون کو بادشاہ نے طلب کرکے پوچھا کہ طالع اس فرزند کے دیکھو
اونھون نے بعد زائچہ کشی وغیرہ کے عرض کیا کہ یہ فرزند فاتح طلسم گہ ہار سلیمانی ہوگا اور بہت
سے دیوان خونخوار کو تہ تیغ آبدار کریگا بڑا اولوالعزم ہوگا بادشاہ نے سجدہ شکر ادا کیا پھر شاہزادہ
پرورش پانے لگا اور نام اس لڑکے کا شاہزادہ کیوان علم رکھا فی الجملہ بعد جلسہ چھٹی جب
وہانسے رخصت ہوا اور ملک قہرمان اپنے ملک کو گیا اور شاہزادہ قمر ضیا کو ملک خورشید تاجدار
یعنے باپ نے شاہزادے کے ملک و مال سب سپرد کیا آپ یاد خالق مین گوشہ نشین ہوکر مصروف
ہوا اب انشاء اللہ اگر کوئی شخص شایق ہوگا اور فرمایش کریگا تو حال شاہزادہ کیوان علم کا
کمترین مصنف فسانہ صفحہ دہر پر زیب قلم کریگا بشرطیکہ حیات مستعار باقی رہی اور زمانے نے مہلت
دی المختصر اب شاہزادہ قمر ضیا تخت سلطنت پر جلوس فرماکر عدل و داد مین مصروف ہوا
اور فرمان واجب الاذعان مشعر بہ انقیاد و اطاعت اور باج گذاری بنام حاکمان ربع مسکون
جاری فرمایا کہ ہماری اطاعت کرو اور دایرہ بندگی مین سر جھکاؤ خراج ملک کا اپنے روانہ کرو یہ حکمنامہ
لیکر شاہزادے کا سفیر جس اقلیم مین گیا وہان کے بادشاہ نے فرمانبرداری اختیار کی اور خراج
خدمت شاہزادے مین روانہ کیا اور کوئی بادشاہ خود غاشیہ حکم کو دوش ہوش پہ رکھکر حاضر ہوا اور
خاک آستان شاہی کو طوطیای چشم کیا اور جس کسی نے سرکشی کی گوشمالی معقول ملازمان
شاہزادہ قمر ضیا نے دی چنانچہ ایکروز ایلچی شاہزادے کا شہر ہاماوران مین پہونچا اور بادشاہ
ملک ہاماوران سے سوال اطاعت کیا اور خراج مانگا بادشاہ ہاماوران یعنے خاقان گردون
اساس نے انکار کیا اور کہا کہ کبھی ہمنے ملک خورشید تاجدار یعنے شاہزادے کے باپ کو تو کچھ مال

پھر سواریان شہزادیان طلسم کی آئین کنیزون نے اور مان نے شہزادی کی اوتارا اور جب
سکھپال ملکہ خورشید جمال کا دروازے پر آیا اسکے مان نے اوتروایا ہر ایک بہو کی بلائین لین
پھر شاہزادہ رخصت ہوکر مان سے بارگاہ مین آیا بادشاہ نے باجاہ و حشم وہانسے کوچ کیا اپنے
شہر مین ہر ایک مشتاقون کو اپنے فرزند کا دیدار دکھایا پھر بارگاہ مین آکر چالیس روز کے جشن کا حکم
دیا پھر تو عجب صحبت عیش و سرور برپا ہوئی کہ بزم جشن جمشید نظرون سے گر گیا اور شاہزادہ جن
کو ایک مکان خاص بہت تیاری کا عنایت ہوا شہزادہ کمال عجز سے دعوت وغیرہ مین مصروف
رہا اور اشیائے نادرہ ملک ہندوستان ہر روز پیش کرتا تھا کہ جو پسند خاطر ہو اوسے قبول فرمائین
شاہزادہ جن عرض کرتا تھا کہ آپ آقا ہو کر یہ نوازشین میرے حال پر فرماتے ہین کہ شکریہ اوسکا
زبان سے ادا نہین ہو سکتا اور ہر روز دربار مین بادشاہ بھی بہت مہربانی کے ساتھ پیش آتا
تھا اور ہر روز سیر ممالک کی کراتا تھا غرضکہ ایک روز شاہزادے نے جنون سے اور دیوون
سے شہر طلا کے حکم دیا کہ ایک خانہ باغ نمونہ شہر گلستان ارم جیسے اوسمین نقش و نگار ہین
ہین تیار کرو تاکہ اوسمین شاہزادیان طلسم کی ساکن ہون دیوون نے بموجب حکم کے
اس کام مین ہمت صرف کی اور ویسی ہی عمارت بنائی شاہزادے کو دیکھکر پسند آئی اوسمین
بعیش و آرام رہنا اختیار کیا اور اوسی عمارت مین سب اپنی معشوقون کو لا کر رکھا غرضکہ اگر اوس باغ
کی اور مکانات کی تعریف تحریر کرون نہایت طول کلام ہوگا غرضکہ جب کچھ دن اور زمانہ گذرا ہوگا کہ
شہزادے کے یہان بطن ملکہ خورشید جمال سے صاحبزادہ پیدا ہوا جسے دیکھکر شہزادے اور اعلی
شید اہوا اوسکی چھٹی کا سامان اور اخیر چلے خوب دھوم دھڑکے سے ہولئے شہزادے نے جنون
اور دیوون کو تخت ہمراہ کرکے ملک قہرمان عدو سوز کے پاس نامہ بھیجا اور مژدہ خوشی
کہلا بھیجا وہان بھی شہر مین رونق اور آبادی ہوگی بادشاہ قہرمان مع چند امراء والاشان اور

اور تخت سلیمانی کمال زیب و زینت سے آراستہ اور ایک علم جسکے اوپر ایک الماس آدھ گز کا لنبا اور سپید
چوڑا سر پر سایہ فگن کہ چھوٹ سے اوسکی وہ جگہہ رشک وہ وادی ایمن اور تخت پر شاہزادہ جن
کے برابر بیٹھا ہوا اور سرکشان دہر ہمراہ اور چتر زرنگار گردش مین گوہرہاے شبچراغ تاج مین تعبیہ
کیے ہوئے اور تخت کو کئی دیو اوٹھائے اور برابر برابر سرکشان طلسم اور قاف گھوڑون پر سوار
قرق زنجیر پڑتی ہوئی عود و عنبر کے منقلین طفلان ماہ طلعت جواہر پوش لیے ہوئے گرگٹ اور
نقیب آواز مین لگاتے کمال چمک دمک سے آئے شہزادہ بادشاہ کو گھوڑے دیکھکر تخت سے
اوترا اور ادھر شاہزادہ جن تخت سے اوترا اور تمام سردار پاپیادہ ہوئے اور شاہزادے کو بادشاہ
نے آتے دیکھکر آگے بڑھکر ہاتھونکو پھیلایا شاہزادہ قدمون کی طرف چلا اور دوڑکر قدمون پر گرا بادشاہ
نے سر اوٹھاکر سینے سے لگایا دل بیقرار نے قرار پایا اور گلے لگاکر شہزادے کو بادشاہ خوب رویا
خزانہ گوہر اشک کا نثار کیا سر و چشم پر بوسے دیے دیر تک خوب پیار کیا اور حکم دیا وزیر نے
زر و جواہر حاضر کیا شاہزادے پر سے نثار کیا تو پچانے مین سلامی اوڑی یہان کے امیر وزیر خدمت
مین شاہزادے کے حاضر ہوئے سب نے دیدار فرخندہ آثار شہزادے سے اپنی آنکھون کو منور
اور روشن کیا پھر بادشاہ لیکر بارگاہ مین آیا ناچ رنگ کا حکم دیا طوائف ہند رشک زہرہ و مشتری
حاضر تھین سب نے مبارکباد گانا شروع کی شاہزادے نے بادشاہ سے کہا کہ مین اگر اجازت ہو
تو مادر مہربان کے قدم آنکھون سے لگاؤن اونکو بھی دیکھ آؤن بادشاہ نے فرمایا کہ بابا بہت جلد
بارگاہ مین آنا کہ ابھی اس تشنہ آب وصال کو تمھارے دیکھنے سے سیری نہین ہوئی غرض
شاہزادہ جب خیمے مین آیا در دولت پر مادر مہربان کو پایا دیکھا تو مان راستے مین انتظار کے ساتھ
کھڑی ہے دروازے سے آنکھ لڑی ہے یہ دیکھکر شہزادے نے قدمون کو بوسہ دیا مان
نے فرزند کو گلے سے لگایا محلات کی تمام رنڈیون نے گھیر لیا ٹوٹکے اور رسمین خوشی کی ادا کرنے لگین

اس لشکر مین نہین ہے تخت خالی آنے کی کیا وجہ ہے تاجر نے عرض کیا کہ اس لشکر کی ملکہ آپ کی
بہو ہے حسن مین ثانی بلقیس ہو بہو ہے ملکہ زلف آرا نام مالک درجہ چہارم طلسم مذکور ہے نہایت
صاحب مقدور ہے اور باپ اوسکا شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوا پھر جب شام ہوئی
بادشاہ آج بھی دیدار فرزند سے محروم پھر کر بارگاہ مین آیا روز پنجم ملکہ نوبہار کی فوج کو
دیکھکر بے سرداری کا سبب پوچھا اسنے وہی کیفیت بیان کی کہ یہ بھی محل شاہزادے کا ہے
اور ملکہ نوبہار زمرد قبا نام ہے کمال حسین وہ لالہ فام ہے قصہ مختصر چھٹے روز بزرگان طلسم
درششم کہ جنکی شکلین مہذب تھین بڑی تیاری سے لشکر لیکر برآمد ہوئے اور ساتوین روز عقیل
جادو طرف سے ملکہ ذو فنون کے کمال چمک دمک کے ساتھہ کل درون کی فوج کو لیکر
نکلا بادشاہ نے کیفیت اسکی پوچھی تاجر نے حال درششم و ہفتم بیان کیا اور مژدہ دیا
کہ کل شہزادہ بھی یقین ہے تشریف لائے مشتاقون کی امید برآئی بادشاہ آٹھوین روز
بھی چشم براہ ہوا دیکھا کہ ایک بازار پیدا ہوا کہ بازار سیارگان فلک جسکے سامنے گرد تھا
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ بازار کیسا ہے کہ یہ اشیا چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہونگیں تاجر نے عرض
کیا کہ یہ بازار پردۂ قاف ہے نام اسکا بازار بلقیس ہے باشندہ اسکا ہر ایک لایق و سلیس ہے اور
شہنشاہ پردۂ قاف نے شہزادے کے ہمراہ کر دی ہے اور بازاری لوگ اسکے جنات ہین والا صفات
ہین پھر تمام لشکر پردۂ قاف اور لشکر شہر طلائی پردۂ قاف اور اشیائے تحائف وغیرہ پیدا ہوا اسقدر
کہ تمام دن وہ بھی گذرا غرض نوین روز لشکر کئی لاکھہ سپاہ کا کہ جنکی وردیان زرق برق کی
اور اسلحے بھی تمام نئے اور گھوڑے کوتل اور بارگاہ طلسمی اور اعرابہ زر سفید و سرخ کے
برآمد ہوئے بادشاہ نے پوچھا تاجر نے عرض کیا کہ یہ مال طلسم اور مال ملک معشوق شہزادہ
یعنے ملک ملکہ خورشید جمال ہے پھر دیکھا تو تخت پر شہزادۂ عالم سوار اور گرد کئی سو تاجدار

وطلائی نقارون کی اور اونٹون پر نقارچی سرخ گلنار نگریان باندھے بانائی انگرکھے پہنے پیدا ہوئے
پھر اونکے بعد بہت سے ہاتھیون پر نشان بردار علمہائے زنگاری لیے سوار اور علمون کے پھریرے
کھلے نشان ہوا سے اوڑتے ہوئے گذرے انکے بعد کئی لاکھ سوار جرار برے سے پرا ملائے آئی اور ایک
بادشاہ تخت پر سوار بڑی تزک سے باامرا و وزرا کے برآمد ہوا جسکے ہمراہ بہت سے غلامان زرین
کمر پایۂ تخت کو تھامے ساتھ ساتھ آئے تھے بادشاہ نے فرمایا کہ فرزند میرا ایسی ہے چھوٹا سا جو
مجھسے جدا ہوگیا تھا تو مجھے شناخت اوسکی باقی نرہی تاجر جو قریب کھڑا تھا اوسنے عرض
کیا کہ حضور یہ ملازم شہزادہ مین اور یہ بادشاہ کہ نام اسکا نامدار جادو ہے مالک درجۂ اول طلسم
بدر الجمال کا ہے جسکو آپ کے صاحبزادے نے بمدد پروردگار فتح کیا ہے بادشاہ یہ سنکر خوش
ہوا دیکھا تو وہ بادشاہ وہان پہونچکر لشکر کو قیام کا حکم دیکر پھر واپس ہوگیا بادشاہ نے تاجر
سے پوچھا کہ اب یہ کہان گیا اسنے عرض کیا کہ اپنا لشکر پہونچاکر واسطے ہمراہی شہزادگی
کے گیا اونھین کے ہمراہ رکاب حاضر ہوگا اسیطرح بادشاہ شام تک صبح سے لشکر کی
آمد کو دیکھا کیا یہانتک کہ مسافر فلک چارم طرف کلبۂ مغرب کے پہونچا لشکر کا اوسی طرح داخلہ
سنا بادشاہ آنکر خیمے مین اقامت فرما ہوا دم سحر پھر منتظر اگر سر راہ بیٹھا دیکھا کہ اوسی طرح نوبت
و نقارے کے بعد پھر ایک لشکر کا داخلہ ہوا اور ایک تخت پر ایک بادشاہ کو کہ نہایت تنومند
اور قوی ہیکل تھا سوار دیکھا بادشاہ نے استفسار کیا اوس تاجر نے عرض کیا کہ یہ درِ دوم طلسم
مذکور کا شاہ ہے کہ نام اسکا کوہان کوہ سر ہے نہایت مدبر اور دلاور ہے اسیطرح وہ دن
بھی تمام ہوا تیسرے روز در سوم کا لشکر اور فرزند دخان جادو بڑے کروفر سے داخل ہوا
بادشاہ نے اسکو بھی دریافت کیا تاجر نے عرض کیا کہ در سوم کی فوج ہے نہایت بارفعت و اوج
غرض روز چہارم سپہ سالار ملکہ زلف آرا لشکر لیکر داخل ہوا بادشاہ نے تاجر سے کہا کہ بادشاہ

وزیر اعظم کو حکم ہوا کہ جاکر کوہ بوقلمون پر پری آنے کی شہزادے کو اطلاع کرے عرض وزیر یہان سے روانہ
ہوا وہان شہزادہ برابر ضریر کے تخت پر جلوہ گر تھا جب وزیر قریب شہر ہوپنچا حیران کار ہوا کہ یہان
تو وہ جنگل قلب تھا کہ انسان تو کیا جانور پرند تک کی بھی رسائی مشکل تھی وحشت برستی تھی ویرانی
حاصل تھی غرض یہ خبر شہزادے کو آمد وزیر کی ہوپنچی کچھ لوگ استقبال کو بھیجے جب وزیر زیر دامن
کوہ ہوپنچا دیکھا ایک شہر عظیم الشان آباد ہے رعیت دلشاد ہے جب اور قریب آیا دار العمارۃ
شاہی کی رفعت دیکھکر عقل دنگ ہوئی جب اندر داخل ہوا شہزادے کو تخت سلطنت پر متمکن
پایا اور دربار کی اولوالعزمی دیکھی کہ بہت سے تاجدار شہزادے کے گرد و پیش تخت کے استادہ
ہین اور سترہ لاکھ سواران جرار کے افسر اور کئی لاکھ گردو گردن کش دنگلون پر متمکن
ہین اور کچھ سرداران پردۂ قاف زیب دہ کرسی ہاے زرین ہین جسوقت وزیر آنکر سامنے ہوپنچا
شہزادہ اوٹھکھڑا ہوا اور وزیر کو گلے سے لگایا وزیر نے بعد بجاآوری مراسم عجز و نیاز شہزادی
کو گلے لگا کر گود مین کھلایا تھا اور مثل اپنے فرزندونکے پرورش کیا تھا چیخ مارکر رویا پھر شہزادی
نے مقام وزارت سے بالاتر پایہ چارم تخت کے او پروزیر کو جگہہ دی اور پوچھا کہ مزاج ہمایون
حضرت ظل سبحانی کا بخیریت ہے وزیر نے عرض کیا کہ حضور کے غم مین بے بصارت ہو گئے
تھے مگر جسوقت عرضی حضور کی ہوپنچی اوسوقت آنکھین روشن ہوئین اور اسقدر تاب
و توانائی جسم زار مین آئی کہ شہر کے باہر آپ کے لینے کو تشریف لائے ہین اور کئی کوس سوار
ہو کر چلے آئے ہین شہزادے نے یہ سنکر حکم دیا کہ لشکر کوچ ہو اوسیوقت قرنا لشکر مین پھکی اور شہزادہ
سوار ہوا اب یہان بادشاہ مع اراکین سلطنت کے منتظر اور چشم براہ شہزادی کا ہے کہ دیکھا
شتری فیلی نقارون کی صدا آئی کہ گوش فلک جسکو سنکر کر ہوا بادشاہ باہر بارگاہ
سے برآمد ہو کر کھڑا ہوا اور آمد کا شہزادے کے تماشا دیکھنے لگا دیکھا تو کئی ہزار جوڑھی نقرئی

ہوئے گویا کشت خشک مین پانی سے سیرابی ہوئی ہر ایک دکان مثل دیدۂ عاشق کے انتظار مین شہزادے کے
کھل گئی گرم بازاری شروع ہوئی کٹورا کھنکنے لگا جوہریون نے تاش بادلے وغیرہ کے پردے اور
چھتین دوکانون مین آراستہ کین ہر شخص نے موافق اپنی لیاقت کے فرش عمدہ اور بہتر دروازے
پر اپنے مکان کے آراستہ کیا زنان رقاصہ زہرہ جبین نے صدائے مبارکباد بلند کی صدائے خورمی پھیل
گئی ہر طرف گھما گھم ہونے لگی اور ادھر بادشاہ نے شام کو خاص محل مین جا کر مان کو شہزادے کی
حمام کرایا پوشاک تبدیل کرائی محلین تمام عورتون اور محلات مخدرات شاہی نے سامان خوشی کا
کیا ہر طرف قہقہے اور دھوم دھام ہوئی نذر و نیاز جو کچھ جسنے مانی تھی کرنے لگی اور تمام رات رقص و سرود
گانا بجانا رہا بادشاہ نے آرام نفرمایا شہر کے امرا و وزرا و رؤسا نذرین لیکر واسطے مبارکباد کے حاضر آئے ہر ایک کو خلعت
مرحمت ہوا دار العمارۃ مین آراستگی ہوئی بادشاہ نے ملبوس سرخ زیب جسم فرمایا غرض جسوقت
مسافر شب گرد یعنے ابن اللیل میدان چرخ سے طرف اپنے گھر کے پھر آیا اور سیاح چرخ چہارم
تیغہ شعاع کا زرین باندھکر رہگراے فلک ہوا بادشاہ سوار ہوا تمام اونکے اعلیٰ اکابر اصاغر شہر کے ہمراہ
بشاش و خندان ساتھ ہوئے اور محلات کی عورتین اور مان شہزادے کی بھی سوار ہوئی بڑے
تجمل و شان سے واسطے لینے شہزادے کے چلے جسوقت بیرون شہر پہنچے بادشاہ نے حکم دیا کہ زر انداز
زربفتی بچھائی جائین جسوقت شہزادے کو لیکر مین آؤن تمام سامان تزک تیار رہے اور افسران
فوج اور توپخانہ وغیرہ سب ہمراہ چلے غرض یہ جملہ سامان کرکے بادشاہ کئی کوس شہر کے باہر آیا
اوسوقت تاجر فرستادہ شہزادہ حاضر تھا اوسنے عرض کیا کہ ظل سبحانی یہان بارگاہ استادہ کرا کر
اور تشریف رکھین شہزادے نے وقت رخصت مجھسے کہا تھا بادشاہ حقیر کے لیے تکلیف نفرمائین مین
خود حاضر خدمت ہونگا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اور آگے چلو شاید فرزند میرا آتا ہو اوسنے عرض
کیا کہ یہین تشریف رکھیے اور وزیر اعظم کو روانہ فرمائیے غرض بجبور کر بادشاہ نے اوسیجا مقام کیا اور

بادشاہا بارگاہت چون فلک پُر نور باد	داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد
آیۂ انا فتحنا گرد بر گرد تو باد	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

ای بادشاہ مین پیام شاہزادے کے پاس سے لایا ہون آپ کے فرزند کا فرستادہ آیا ہون بادشاہ نے حکم دیا کہ اے وزیر کچھہ جواہر اس تاجر کے اوپر سے نثار کر پھر فرمایا کہ کیا مجھہ بوڑھے باپ سے میرے فرزند نے فرمایا ہے خیریت سے تو ہے اِسنے بڑی دیر تک باتون مین لگایا پھر عرض کیا کہ شاہزادہ آیا بادشاہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور وزیر نے گلاب و کیوڑا وغیرہ چھڑکا جب ہوش مین آیا پوچھا کہ کہان ہین تاجر نے عرض کیا کہ عرضی لایا ہون اُوس سے سب کیفیت واضح ہو جائیگی شام غم جائیگی صبح عشرت منہ دکھائیگی بادشاہ نے وہ عرضی طلب کی اُسنے حاضر خدمت کی بادشاہ نے جب اُوس عرضی کو فرط محبت سے آنکھون سے لگایا دیکھتے دیکھتے بقدرت سمیع و بصیر آنکھون مین نور آیا نور دیدہ کی تحریر نے روشنی بخشی قدرت خدا نے جلوہ نمائی کی خلاصہ یہ کہ جب مضمون عرضی سے کہ اوسمین بعجز و ادب تمام لکھا تھا کہ حقیر آپکا بعد فتح طلسمات و طے منازل و مراحل بردہ قاف حسب دلخواہ تمام واسطے قدمبوسی جناب قبلۂ کونین کے حاضر ہوا ہے آگاہی پائی وزیر اعظم سے حکم دیا کہ شہر مین منادی ندا کرے کہ کل کے روز تمام شہر آئینہ بند ہو اور ہر گلی کوچے مین سامان عشرت دلپسند ہو در خزانہ وا ہو ہزارہا قیدی رہا ہو اور ہم بھی کل اپنے فرزند کے لینے کے لیے اِس مقام سے جائینگے دولت دیدار پائینگے وزیر یہ حکم پاکر خوشی خوشی دار العمارۃ مین آیا اور بنام کوتوال شہر حکم آراستگی شہر صادر فرمایا پھر تو تمام شہر مین جارچی نے جار دیا اور دہل زنی کی کہ کل بادشاہ جشن کریگا اور لینے کو اپنے شہزادے کے اس مقام سے جائیگا سب اہل شہر خوشی کرین اور اپنے شاہزادے کو لینے چلین اور اگر ممکن ہو در خزانہ شاہی وا ہے وزیر اعظم سبکو دیتا ہے اوس سے طلب کرین یہ حکم سنکر پژمردہ خاطرون کا غنچۂ دل شگفتہ ہوا اور باغ باغ ہو کر آراستگی گلشن شہر مین ہمہ تن مصروف

حال پریشان وتباہ تھا تاجر نے وہان پہونچکر وزیر کو مجرا کیا اور عرض کی کہ حضرت جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی کہان تشریف فرما ہین مجھکو کچھہ خدمت اقدس مین عرض کرنا ہے وزیر یہ سنکر زار زار مثل ابر نوبہار کے رویا اور تاجر سے تر زبان ہو کر کہا اے بندۂ خدا یہ شہر نحوست اثر عجب تباہی اور گردش آئی کہ والی ملک وارث سلطنت جبسے یہان سے ہمراہ ایک تاجر کے تشریف لیگیا ہے اوسوقت سی متاع عیش وطرب قزاق رنج نے لوٹ لیا ہے بادشاہ غم مین اپنے یوسف کے کہ ہر دل عزیز تھا یعقوب وار بے بصر ہوا شہر تمام ویران ہے نہایت حیران و پریشان ہے ایک گوشے مین بادشاہ پڑا رہتا ہے تو کیا حال بادشاہ کا مجھسے پوچھتا ہے وزیر جب یہ ذکر کر کے رونے لگا تاجر نے کہا کہ حضور صبر فرمائین وہ جامع المتفرقین شہزادے کو ملائیگا اور مین خدمت شاہزادے سے حاضر ہوا ہون وزیر اوٹھکر تاجر سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ع از کجا میرسی اے ہدہد فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کیا خبر لائے ہو کہا نسے آئے ہو تاجر بیٹھہ گیا اور عرضی شہزادی کی نکالکر وزیر کے ہاتھہ مین دی اُسنے پہلے تو اوسکے بوسے لیے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر مضمون سے آگاہی پائی یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پھر وہ عرضی لیکر بادشاہ پاس چلا تاجر بھی ہمراہ ہو لیا جب محل کے دروازے پر پہونچا کہلا بھیجا کہ غلام نے بہت دنون سے جمال مبارک حضور پر نور سے آنکھین روشن نہین کین دل کی حسرتین نہین مٹین امیدوار ہون کہ حضور کی خدمت مین شرف باریاب ہونے کا پاؤن اور آپ کو دیکھہ جاؤن چونکہ بادشاہ وزیر سے کمال محبت رکھتا تھا اندر طلب فرمایا اور کہا کہ اے وزیر اعظم کیا ارادہ رکھتا ہے اِسنے قدم کو آنکھون سے لگایا اور گرد پھر کر نثار ہوا اور عرض کیا کہ وہی تاجر جسکے ہمراہ شہزادہ تشریف لیگیا تھا حاضر ہے کچھہ حضور مین عرض کیا چاہتا ہے بادشاہ نے نام شہزادے کا سنکر فرمایا کہ بہت جلد حاضر لاؤ وزیر نے اندرون محل تاجر کو طلب کیا تاجر سامنے آ کر دعا و ثنائے شہریاری بجا لایا کہ **قطعہ**

وہ تھی جہان یہ جن قید مین ساحرہ کی گرفتار تھا اوس روز وہان قیام کیا اور بڑے عیش و آرام سے شب بسر کی خورمی و راحت سے سحر کی صبح وہان سے لشکر کا کوچ ہوا دوسری منزل کوہ بوقلمون پر جہان قزاق کا مسکن تھا پہونچا اوس شب کو وہان قیام کیا قزاق نے اپنے حوصلے سے باہر شہزادے کی دعوت کی بڑی خدمت کی شاہزادے نے اوسطرف کے ملک جو اوس کوہ سے ملحق تھے اونکا فرمان معافی اوس قزاق کو لکھ دیا اور اون بادشاہون کو وہان کے باج گذارون کو بلا کر اطاعت کا قزاق کے حکم دیا اور دیوون سے فرمایا کہ جنگل کو صاف کر کے ایک مختصر سا شہر آباد کر دو اور دار العمارۃ کوہ کا درہ کاٹ کر بناؤ اوسیوقت سے دیوون نے تعمیل حکم کرنا شروع کی ایک ہفتے تک شاہزادہ بخاطر قزاق وہان رہا اوس عرصے مین دیوون نے شہر کی عمارتین اور دار العمارۃ وغیرہ تیار کیا جابجا کچھ فرمان شاہزادے نے بنام بادشاہ اطراف و جوانب روانہ کیے کہ رعایا اپنے اپنے ملکون سے یہان آباد ہونے کو بھیجین غرض اوس سرزمین کو آباد کر کے تاج شہریاری ضریر کے سر پر رکھا پھر وہان سے ایک عرضی خدمت مین اپنے باپ کے لکھکر بواسطہ تاجر روانہ کی وہ بڑے جاہ و حشم سے طرف دار العمارۃ حسن آباد کے روانہ ہوا جب ملک مین اگر پہونچا بالکل سنسان اور ویران پایا جس روز سے شاہزادہ ہمراہ تاجر چلا گیا تھا اوسدن سے بادشاہ گوشہ نشین ہوا تھا امورات سلطنت وزیر اعظم کی رائے پر موقوف تھے اور مان نے شاہزادے کی ترک لباس فرمایا تھا اور بادشاہ غم مین اپنے فرزند کے روتے روتے بے بصر ہو گیا تھا یعقوب وار آنکھین راہ انتظار مین اوس یوسف گم گشتہ کے جاتی رہی تھین شہزادے کو ڈھونڈھتی تھین تمام شہر مثل ایک قصبے کے آباد تھا رعایا فرار دکانین بند ہر شخص بیقرار ہر طرف شور داد و بیداد تھا یہ تاجر دار العمارۃ شاہی مین پہونچا وہان سناٹا پایا تخت شاہی پر فقط تاج بادشاہ رکھا تھا وزیر اعظم کرسی وزارت پر بیٹھا تھا چند سردار سپہ سالار حاضر تھے ناچ راگ کے بدلے نالہ و آہ تھا غرض

اور پاؤن ایک نیچے پاؤن کو دبا کر جھٹکا دیا کہ شل کر پاس چیر کر اوسکو پھینکدیا احسنت و آفرین کی صدا لشکر
مین بلند ہوئی اور ادھر فوج نے اوس ساحرہ کے یورش کیا ہر ایک مفسد آمادۂ شر ہوا شاہزادی پر آگری
شاہزادہ بھی تلوار کھینچکر اونمین ملگیا اور ادھر سے وہ جن اور بادشاہ شہر طلا فوج لیکر مدد کو شاہزادے
کی پہونچا جری دیر تک تلوار چلی آخر کو شکست لشکر ساحرہ کو ہوئی بہت بھاگ گئے بہت مارے گئے بہت سے
گرفتار آئے شہزادے کے لشکر مین طبل فتح و ظفر بجے وہ جو پتھر کے ہوگئے تھے بعد مرنے اوس ساحرہ
کے پھر انسان ہوئے غرض بعد فتح فیروزی شاہزادہ لشکر لیکر میدان سے پھر آیا بادشاہ شہر طلائی نے بہت
ساز و سامان کیا پھر اپنے ملک مین لایا جشن ملوکانہ برپا ہوا بڑی تیاری سے سامان دعوت کیا پھر شاہ
طلائی نے خدمت شاہزادے مین عرض کیا کہ کنیز ہی مین اپنی اوس شخص کی دختر نیک اختر کو قبول فرمائیے
میرا رتبہ بڑھائیے شہزادہ خاموش ہو رہا اوسنے مرضی پا کر بساعت سعید پریزاد کو شاہزادے کی
ساتھ منعقد کیا اور بہت ساز و مال تحفے وغیرہ بطور جہیز کی پیشکش کیے بعد فراغ شاہزادہ باجاہ و حشم
وہانسے رخصت ہوا اور فوج شہنشاہ جنات جو واسطے مدد کے جن ساحرہ کی لڑائی مین لایا تھا اوسکو
ایک نامۂ خیر شمامہ لکھکر روانہ فرمایا اور آپ بھی چلا یہانتک کہ کنارے دریاے اخضر کے پہونچا
سیر اطراف و جوانب کی کرتا کنارے کنارے دریا کے مثل موج روان تھا جب کوہ اخضر پردۂ قاف
پر آیا مرکبھائی پرند اوسیطرح اوس جن نے حاضر کیے اور کل ساز و سامان لشکر اور جملہ سپاہ
شہزادے کی سوار ہوئی مرکبون نے پرواز کی اور شہزادے کو تخت مع محلات وغیرہ کے سوار
کیا اور وہ جن بھی سوار ہوا غرض اسیطرح ایک ہفتہ اس سفر مین گذرا آٹھوین روز پردۂ زمین
دکھائی دیا اور عمارتین شہرون کی نظر آئین جن نے کہا کہ اے بادشاہ کنارہ ملک کا جہان
آپ کی والد ماجد زیب دہ اورنگ خلافت ہین نظر آتا ہے حکم ہو تو لشکر اوترے شاہزادے نے
کہا بہتر ہے پھر لشکر سرحد ملک حسن آباد مین اوترا جہان سے دار العمارۃ سات منزل تھا وہ جگہ

وغیرہ آراستہ و پیراستہ کیے نقیب نقابت کرکے اور کڑکیت کڑکا کہکے جب گذر گئے اوسوقت اوس ساحرہ نے کہ نام اوس ملعونہ کا شہریار جنیہ ہے ایک دیو کی گردن پر سوار ہو کر میدان مین اگر مبارز طلب کیا شاہزادہ دور اول طلسم بدر الجمال یعنے نامدار شاہ نے مرکب میدان مین نکالا اور شاہزادے سے اجازت خواہ ہوا شہزادے نے فرمایا کہ ذرا بہت سمجھکر اے بہادر مقابلہ کرنا کیونکہ وہ دیونی ہے اور تم آدمی ہو پھر رخصت فرمایا یہ بہادر مرکب اوڑا کر میدان مین آیا اوس دیونی نے ساتور گرانبار بزور تمام مارا اس بہادر نے خالی دیکر تلوار جھپٹکر ماری دیکھا تو اوسنے کچھ سحر پڑھا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ جوان پتھر کا بنکر اوسی مقام پر رہگیا پھر اسنے مبارز طلبی کی اور ایک بہادر مقابلے کو گیا مگر وہ بھی اوسیطرح پتھر کا بنا اسیطرح بہت سے سردار کام آئی اوسوقت کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئی تمام سردار پاپیادہ ہوکر خدمت شاہزادے مین حاضر ہوئے نقارہ شہنشاہی میلی نوازش مین آئی بجی علمونکے سلامی کے لیے جھکنے لگی آواز مگرنہ دم گاودم کی بلند ہوئی فوج مین باجے انواع انواع کے بجنے لگے شاہزادہ سامنے تخت بادشاہ شہر طلا کے آیا اور سیف زبانی دکھائی کہ اے بادشاہ جمجاہ یہ عبد ذلیل جاکر گوشمالی اس ساحرہ کو دیگا آپ اجازت دین بادشاہ نے تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان ہو پہلے مجھے چاہیے کہ آمادہ کارزار ہون خیر اب جو تمھارا ارادہ ہے تو سپرد کیا پروردگار کے پھر شاہزادے نے رخ میدان جنگاہ کی طرف کیا اور مقابل اوس ساحرہ کے آیا اوسنے اوسی طریقے سے ساتور مارا شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہرچند اوسنے سحر کیا مگر بہ برکت انگشتر باطل السحر تاثیر نکی اور شاہزادی نے جھٹکا دیکر ساتور چھین لیا اوسوقت اوس نابکار نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا شہزادہ اور وہ دونو زمین پر آئے ہنگامہ کشتی کا شروع ہوا بڑی دیر تک زور ریلا پیلی کرتے رہے آخرکار شاہزادے نے اوٹھاکر زمین پر دے ٹپکا اور بزبردستی اوسکو پچھاڑا

یہ خبر سنکر بادشاہ طلا نے بھی اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اودھر شاہزادے نے بیرون شہر طلا جو لشکر
اسکا گیارہ لاکھ سواران جرار کا پڑا تھا اوسمین آکر طبل جنگ بجوایا پھر بیرون شہر طلا جو لشکر مین
بارگاہ تھی اوسمین بادشاہ شہر طلائی کو بھی جگہہ دی شب بھر تیاری جنگ رہی جسوقت چار پہر
رات گذر کر ساحر فلک بتخانۂ مشرق سے نمودار ہوا دیکھا کہ جانب پردۂ تاریک سے گرد اوڑھی
اور ایک آندھی تیرہ و تار اوٹھی ایک لمحے مین فوج دیوون کی وہ ساحرہ لیکر وارد ہوئی اور قریب خیام
ذوی الاحترام شاہی اوسنے بھی اپنی بارگاہ نصب کی پھر اپنی فوج سے فرمایا کہ لشکر آدم زاد کا بڑی
کر و فر سے اوترا ہے یہ سب طعمہ تمھارا ہے بادشاہ شہر طلائی نے اچھا حمایتی بلایا ہے اوسیرو
تو اوسنے لشکر جو مقابل مین شہزادے کا تیار تھا اوس سے مقابلہ نکیا اوترنے کا لشکر کے حکم دیا شہزادے
نے بھی اپنی فوج کو آسائش کا حکم دیا ابھی یہ لشکر ہنوز آسودہ نہوئے تھے دیکھا تو پھر گرد اوڑھی
کہ سپہر دوار کو جسنے تاریک کر دیا اب دیکھا تو شہزادہ گلستان ارم رفیق شاہزادہ جو فوج لینے
گیا تھا مع سات لاکھ دیوان خونخوار کے پیدا ہوا کہ جسکو دیکھکر شاہزادہ کمال خوش اور محظوظ
ہوا کشور دل خوشی سے آباد نہایت دلشاد ہو کر جن کو گلے سے لگایا پھر لشکر کے اوترنے کا حکم دیا اوس
ساحرہ کے حواس منتشر ہوئے جیمین کہا کہ خیریت اس شہر مین نظر نہین آتی دیکھیے کہ خداوند
راشد الشیاطین کو کیا منظور ہے رنگ بے دستور ہے غرض اوس شب کو تامل کیا جس وقت
شاہ زنگبار شب کی سواری جا چکی اور آفتاب مرکب سحر پر سوار ہو کر نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ
مین لیکر سپر زرین آفتاب پشت پر لگا کر میدان چرخ پر مبارز طلب ہوا اوسوقت لشکر دیوان
جنات جوق جوق میدان جنگگاہ مین پہونچا اور شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر مسلح
و مکمل میدان کارزار مین آیا اوسیطرح صف آرائی ہوئی جسطرح لشکر شہزادے مین
انسانون نے صف آرائی کی اوسیطرح دیوون نے بھی میمنہ و میسرہ قلب و جناح

اور وہانسے تمام خلقت اپنے مکانونکی طرف پھری جسنے شہزادیکی عنایت کا مذکور سنا ہر ایکنے قدم پر سر رکھدیا پھر
بادشاہ سے دختر نے کل احوال بیان کیا بادشاہ نے بھی تاج اوتار کر سر قدم پر شاہزادے کے رکھدیا پھر باحشم وخدم مع
امرا و وزرا داخل شہر ہو کر دار العمارہ مین آیا شہزادے کو تخت پر بٹھایا اور اوس پری نے دعوت کا سامان کیا اوسی
باغمین ملکہ خورشید جمال وغیرہ کو اوتارا شہزادے نے فرمایا ای پری جبتک مین اوس ساحرہ کو قتل نکرونگا تب تک
آرام نلونگا یہ بات سنکر جن کے اور بادشاہ شہر طلا اور تمام محلات شہزادے کے ہوش جاتے رہے پھر شاہزادے نے کہا
کہ انشاء اللہ کل عازم اوسطرف کا ہونگا اوس جن نے پری سے کہا کہ بڑے ستم کی بات ہی اگر تم میرے ساتھ پوشیدہ وہ
باغمین چلو جہان تمسے اور تمھارے معشوق سے ملاقات ہوئی تھی تو مین اوس ساحرہ کو کسی حیلے سے گرفتار کرون
تدبیر دفع صاحب آزار کرون اوس پری نے کہا کیا مضائقہ غرض وہ جن اور پری عازم پردہ تاریک ہوئے اور
راہ طی کر کے یہانتک کہ اوسی باغمین کہ جسکا ذکر مین لکھ چکا ہون پہونچے اور اندر باغ کے ہر ایک
کی نظر سے پوشیدہ جا چھپے دیکھا کہ کچھ دیو اوس باغ مین بیٹھے سرگرم گفتار ہین آپس مین یہ باتین
کر رہے ہین کہ شاہزادہ طبقہ ہفتم کا افسوس غم مین پری بلقیس وش شہر طلائی کے عرصہ دس دن
کا ہوا کہ دنیا سے گذر گیا اور باپ بھی ساحرہ کا جو مالک اور بادشاہ پردہ تاریک تھا مر گیا
اور بجائے پدر اب وہ ساحرہ جسنے شاہ طلا کو مقید کیا ہی تخت نشین ہی چنانچہ کل اوسنے نہین
معلوم کیا علم نجوم سے دریافت کیا کہ مارے غصے کے رنگ چہرے کا بدل گیا اور لشکر کی کارسازی
کا حکم دیا اب کل لشکر کا طرف شہر طلا کے کوچ ہی یقین ہی کہ بادشاہ شہر طلا جو اسکے سحر مین مبتلا تھا رہا
ہوا پھر اوس سے ارادہ لڑائی کا کیا یہ سنکر اوس جن نے پریزادے سے کہا کہ اب تو یہ قحبہ وہین چلتی
ہی پھر شہر نا جہان مناسب نہین اور مین جاتا ہون اپنی سرحد سے فوج لاتا ہون یہ مشورہ کر کے
دونو وہانسے روانہ ہوئے جن تو طرف گلستان ارم کے کہ تختگاہ شاہ جنات تھا گیا اور پریزاد
نے آکر شہزادے کو کل حال سے مطلع کیا کہ ای شہریار یہ ارادہ اوس ساحرۂ نابکار کا ہی

کو ایک دیو قوی ہیکل کے ہمراہ یہان متعین کر دیا ہی کہ آیندہ و روند جو کوئی حوالی شہر مین پہونچتا ہی فی الفور اوسکی
سنکر بیخود ہو کر آتا ہی کسلیے کہ وہ دیو سحر کرتا ہی اور وہ دیو ہلاک بھی کر ڈالتا ہی اور نہین معلوم کہ اوس
شاہزادے کے ساتھ کسطرح سے پیش آسے فلک کیا مصیبت دکھلائے یہ کیفیت مجھہ اجل
رسیدہ کی ہی آپ یہان سے تشریف لیجائیے میرا رنج نکھلائے ایسا نہو جو وہ دیو نابکار آجائے
تو جان آپ کی مفت جائے شہزادے نے کہا کہ ای سرو ناز پروردگار نے مجھے یہان بھیجا کہ قتل کیا
مین نے اوس دیو نابکار کو اور مارا اوس ذی نواز کو اور دفع کیا یہانسے ہر حیلہ ساز کو یہ کہکر اوس
حجرے سے اوٹھا کر اوس نازنین کو باہر لایا اور تمام جسم پر اپنے ہاتھہ سے بدستیار سے سوزن ٹانکے
دیے پھر اوس شہر مین جملہ طرح کا سامان مہیا تھا چاہا کہ مرہم سلیمانی اوس جن سے تیار کرائے
اوس غیرت آفتاب نے کہا کہ تالاب نیلگون کا پانی اگر ملے جو اس شہر مین واقع ہی تو بہتر از آب
حیات ہی فوراً زخم اچھے ہوجائین شہزادے نے پانی جو خود مین بھر لیا تھا اوسکو لیکر اوس نازنین
کے زخم دھوئے حقیقت مین پہر بھر کے عرصے مین سب زخم بھر آئے اور نشان بھی باقی نرہا
پھر شہزادے نے نہلا کر پوشاک وغیرہ تبدیل کرائی اوسکے حسن کی اب صورت ہی اور نظر آئی
مسند پر اوس پری کو بٹھایا اور جلسۂ عیش و طرب مہیا کیا بعد تھوڑی دیر کے اوس جن سے فرمایا ای
برادر ہو سکتا ہی کہ کسطرح وہ شہزادہ اور والدین اس پری کے پھر ملین رنج انکے دو وقت مین اوسنے
عرض کیا کہ انگشتر باطل السحر حضور کے پاس ہی اوسکو چلکر تالاب مین ڈالئیے بقدرت پروردگار نقش
زندگی نشان پائیگا یقین ہی ہر ایک زندہ ہوجائیگا شہزادے کو یہ رائے پسند آئی اور مع اوس نازنین کے
اوس تالاب پر جا کر یاد کر کے مالک بحر و بر کو اوس انگشتر کو تالاب مین ڈالا دیکھا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور
تمام پانی تالاب کا مثل روغن کے اوڑ گیا اور ماہیان غلطک مار کر بشکل انسان متشکل ہوئین اور ایک بادشاہ آدمی زاد سے
لباس شاہی پہنے برآمد ہوا اوس نازنین پری نے دوڑ کر اوسکے قدم پر سر کو رکھدیا بادشاہ نے بیٹی کو گلے سے لگایا او

شب سحر شنہ پر ڈالکر عروسان چمن کو اشک شبنم سے پرسا دینگی ہمصفیر چمن میرے حال پر رو دینگا وہ
آفت روزگار مثل موسم خزان کے یعنے ساحرہ آپہونچی ہے جو سنا آنکھ اوٹھا کر جانب آسمان نظر کی
دیکھا تو ایک شعلہ پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب آیا اوسمین سے ایک زن بد طلعت پیدا ہوئی اور
قریب مسند کے آئی ان دیوون نے مجرا اور سلام کیا لیکن اوسنے جوانیے بدلے پہلو مین اپنے
معشوق کو اغیار کے پہلو مین پایا غبار کدورت اوس سیہ قلب کے آئینہ خاطر مین آیا اوسوقت اس
نگاہ قہرناک سے میری جانب دیکھا کہ یقین تھا کہ وہ مردار زندہ نچھوڑے گی اوس شاہزادہ نے اتنی
جرأت کی کہ سرکو اپنے اوسکے پاؤن پر رکھا اور بکمال الحاح و زاری سے عرض کیا کہ اے سراپا لطف
و کرم دست عنایت میرے حال پر رکھہ اور کھڑے کھڑے بیٹھہ جا کچھہ شمہ حال اس شاہزادی کا از
راہ عنایت سن لے کہ یہ میری معشوق نہین ہے بلکہ شہزادی شہر طلائی کی بقصد سیاحی اس
مقام پر آنکلی مہمان عزیز ہے صبح کو رخصت ہو جائیگی اوس سفاکہ نے ہنسکر کہا کہ آج میرے
آنیکا باعث یہی ہوا کہ جسوقت تم دونون روتے روتے در باغ پر گرے تھے اور مثل طفل ناشناس
مچلے ہوئے تھے اوسوقت میرے پیرون نے خبر دی تھی یہ بھی اس لائق ہوئی کہ میرے
معشوق کی عاشقی کا دم بھرے بیک چشم زدن جا کر شہر طلا مین اسکے باپ کو اور تمام ارکان
سلطنت رعایا برایا کو مینے بزور سحر مچھلیان بنا دیا اور ایک تالاب مین بند کر کے چار کوہ
گرد اوسکے بطور حصار کے کر دیے ہرچند کہ شہر طلائی کو بھی چاہا برباد کر دون چونکہ وہ ساختہ حضرت
سلیمان تھا اس نظر سے کہ یہ برکت اسم اعظم آصف بن برخیا تعمیر ہے سحر تاثیر نکریگا چھوڑ دیا یہ
سنکر اے شہریار مجھہ برگشتہ قسمت کے ہوش برگشت ہوئے اوسنے پھر مجھکو وہانسے بزور سحر لاکر
اس مکان مین اندر شہر طلائی کے قید کیا اور بہت سا مارا کہ تمام جسم آجتک گھائل ہے دل مجروح
تن بسمل ہے اور شہر مین کوئی نام لینے والا بھی نہ باقی رکھا اوسپر یہ غضب کیا کہ اوس نے نوان

تک آیا بیٹے اوسکے دامن کو پکڑ لیا اور کہا کیوں صاحب تم ہمسے ایسے خفا ہوئی کہ اب اپنی صحبت سے بھی
ہمکو نکالتی ہو ہاں صاحب معشوقوں کو یہی زیبا اور سزاوار ہی اپنا دل بہیر آرہی لیکن ای سنگدل
اب جینا تجھسے چھٹکر دشوار ہی مگر افسوس خبر مرگ بھی تمکو نہ پہونچی گی ای شہزادے اگر یہاں ٹھہرتی
بلا سے وہ ساحرہ ہلاک کرتی تیرے قدموں پر دم نکلتا روح کو کل آتی آپ کی صورت دم نزع انتظار
نہ کراتی آلہی کیونکر گھڑیاں فرقت کی بسر ہونگی ٥ چین دلکو نہ آئیگا تجھہ بن + ابکی بچھڑے ملینگے
حشر کے دن ٥ اوس شاہزادے نے گلے سے لپٹا لیا اور اسقدر رویا کہ روتے روتے دونوں کو غش
آگیا دیووں نے جو یہ کیفیت دیکھی باوجود سنگدلی کے در باغ سے اوٹھا لائے اور مسند پر لاکر ڈالا
گلاب وغیرہ چھڑکا آخر کار میں ایسی مبہوت اور بیہوش ہی عاشقی تھی کہ کچھہ خیال انجام کا نہ تھا اور
اوس شاہزادے کو بھی حضرت عشق نے سایہ ڈالکر مجھہ پری کا دیوانہ بنایا کہ پھر اوسنے مجھسے جانے
کو نکہا اور حکم دیا کہ نی نواز کو لاؤ ای بادشاہ ایک دیو سے نے نوازی میں کمال دستگاہ رکھتا تھا
حاضر ہوا اور اوسنے نی نوازی شروع کی کہ ٥ بشنو از نی چون حکایت میکند + وز
جدائیہا شکایت میکند + اسطرح کی نی بجائی کہ ہر موی بدن نی کی شکل ہو کر نام یار کی دھن
میں اگراست ہو گئی اور ایک عالم وجد طاری ہوا پھر تھوڑی دیر میں اوسنے نی بجانا موقوف
کیا اب وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکنے لگا اور ہر ایک گل ہوا کے گھوڑے پر سوار
ہوا موج ہوا کے ہاتھہ میں کرچیں اوپی ہوئیں بوئے گل کی تھیں لالے کی پلٹنیں جم گئی
تھیں سبزۂ باغ سنان جگر فگار کی طرح ہمزبان تھا سرو صورت دار نظر میں عیان
تھا عاشق کی آہ کا گمان تھا شبنم با چشم گریان تھی دولت بہار پر اوس پڑ رہی تھی کہ
یکایک آسمان پر ایک صاعقہ ہوا جسے دیکھکر اوس گلبیرہن کا گریبان چاک ہوا بولا ای حدیقہ
الفت لو اپنی تو صبح ہو گئی اب گریبان جوانان چمن مجھہ عندلیب زار کے غم میں پھاڑینگے باد امر

عاشق ہوئی اور یہان بلالائی یہ کہکر اوس قحبہ نے مجھسے دار و مدار کیا اور بوسے پیا ہی لیے کہ گال ورم کر آئے پھر اوس ستانی نے چاہا کہ بارہ دری مین لیجا کر اپنا مُنہ کالا کرے مطلب دل دو بالا کرے مینے انکار کیا اوسنے پہلے تو خوشامد اور منت کی ہر طرح عاجزی دکھائی مینے نمانا اوس نیرنگ باز نے چشم نمائی پر کمر باندھی اور ایک حجرہ تنگ و تار یک مین مجکو بند کیا تین دن تک اوسمین بند رہا شام کو کچھ کھانا بھیجتی تھی کہ اوسکو لخت دل کیطرح مین کھا لیتا تھا اور خون دل پیتا تھا تیسرے روز ناچار و مجبور ہو کر مینے درخواست کی اوسکی ملاقات منظور کی اوسنے بہت محظوظ ہو کر مجھی حمام وغیرہ کرا کے خلوت مین طلب کیا اور بیتابانہ گلے لپٹا یا اور بہار باغ جوانی کی پامالی شروع کی یہانتک کہ جب اوس فساد کی جڑ کے تھالے مین سرو آزاد نہال ہوا اور آب قطرہ ابر نیسان سے صدف اوسکی سیراب ہوئی دلکی لگی بجھی ٹھنڈی ہو کر سو رہی گرمی خواہش سرد ہوئی اوسدن سے آپ تو اپنے باپ کے خوف کے مارے یہان نہین رہتی ہی مگر اکثر چلی آتی ہی اور اپنی تمنائے دل نکالکر چلی جاتی ہی مین اسطرح گرفتار قید مصیبت ہون آج تیری شکل نظر آئی ورنہ سوائے ان دیوان بچیا کے اور کوئی یہان موجود نہین ہی لہذا اے شہزادی تمکو خدا کے سپرد کیا اب مناسب ہی کہ تم یہان نہ ٹھہرو مین اس قابل نہین ہون کہ کوئی غمخواری کرے اور مجھ دلگرفتہ کی دلداری کرے یہ داستان غم جب اوس شہزادے نے سنائی بے اختیار چھاتی بھر آئی مین بھی چشمہ چشم سے قلزم اشک بہانے لگی اور دل الیسا اوسکا گرفتار محبت ہو اتھا کہ وہانسے اوٹھنے کو جی نچاہتا تھا آخر دلسے کہا ہر چہ بادا باد کوئی دم تو یہان ٹھہر و پھر یہانسے چلنا مینے کہا کہ اے شاہزادے عالی تبار لاکھ جان میری آپ کی نقش پا پر نثار ہی کنیز آپ کو چھوڑ کر نجائیگی یہین چھاؤنی چھا بیگی اوسنے اوس دلداری کو دیکھکر قسمین دلائین کہ تمکو قسم پروردگار کی کہ اس مقام پر نہ ٹھہرو آخر کار اوسکے کہنے سے دلکو اوسکے پاس چھوڑ اغم مفارقت ساتھ لیا وہانسے اوس رات کو روانہ ہوئی جب دریا تک پہونچی تھی کہ وہ شہزادہ میرے ساتھ دریا ع

مجکو اوسنے دیا اور آپ بھی نوش کیا پھر تو پردہ حجاب آنکھون سے دور ہوا جب نشے کا وفور ہوا عطر بیزی
کلام کی یاوری نسیم گفتار سے شروع ہوئی میرا حال پوچھا مینے کیفیت اپنے حسب و نسب کی بیان
کی پھر اوس گرامی اختر سپہر محبوبی کا حال مینے پوچھا اوس مہ زیبائے فلک حسن نے ایک آہ سرد دل
پر درد سے کھینچی اور ابر نوبہار کی طرح آبیاری گلشن حسن مین آب اشک سے مشغول ہوا مینے جو اوس
یتیم خوبی کو نیسان وار صدف چشم سے گوہر بار پایا دل مثل کشتی شکستہ کے بحر غم مین ڈوب گیا اور لجۂ
حیرت مین گرفتار ہوا مثل ماہی بے آب کے دام رنج مین طپان اور بیقرار ہوا دونو ہاتھون سے دلکو
تھام کر پوچھا کہ اے غشناور دریائے بیکنار نور و ای غواص قلزم شعور خدا کے واسطے اس
گریہ و زاری کا سبب مجھپر آشکار کر یہ مقدمہ صاف صاف اظہار کر کہ تیرے رونے سے دل میرا طوفان
شورش الم سے اور امواج لطمۂ و گرداب غم سے تباہ و برباد ہوا جاتا ہے عین مراد مین ناشاد
ہوتا ہے اوس غریق ورطۂ بیخودی نے کہا کہ اے شہزادی مین شاہزادہ قلعہ بلورین پردۂ قاف
طبقۂ ہفتم کا ہون مین شکار دوست تھا اکثر شکار ماہی بہت کھیلتا تھا اتفاق زمانہ سے ستارۂ
قسمت کا برج آبی مین آگیا ایکروز مین لب دریا بجرے پر بیٹھا شکار ماہی کھیلنے مین مشغول
تھا کہ یکایک پانی مین تلاطم ہوا اور ایک صورت ایسی ہیبتناک پانی کے اندر سے دکھائی
دی کہ یقین تھا زہرہ آب ہو جائے اور وہ شکل قریب بجرے کے آکر مجھکو گوہر نایاب سمجھ کر قعر
مین دریا کے بجرے سے اوٹھا کر لیگئی مین پانی مین ڈوب کر بیہوش ہو گیا بعد ایک لحظے کے
جب آنکھ کھلی اپنے تئین اس باغ مین پایا تقدیر نے نیا خار دیا یہان ایک ساحرہ کو مسند پر
جلوہ گر دیکھا اوسنے اوٹھکر میرا استقبال کیا اور بڑے تکلف سے مسند پر بٹھایا اور بیان
کیا کہ مین دختر بادشاہ پردۂ تاریک ہون اپنے شوہر کو مینے اس عشق و عاشقی کے کوچے
مین آکر قتل کیا او معشوق نو کی ہر دم تلاش رکھتی تھی تیری خوبصورتی کا شہرہ سنکر نادیدہ

اور بہت سی چمن جا کر اور خدمتگار اور تخت کو دیوا ڈھانکے ہوئے اوس باغ میں آئی اور وہ شہزادہ جو تخت پر سوار تھا اوتر کر طرف مسند کے جہاں میں لائق بوریائی فلاکت بیٹھی تھی چلا اسے بادشاہ عجب حسن اوس سرو گلزار خوبی کا میں نے دیکھا کہ قمری کی طرح عشق کا طوق گلوگیر ہوا اور بلبل کے وار اوس گل رعنا کی محبت نے دل میں جگہ پیدا کی صورت دلفریب اوس ماہ پیکر کی دیکھکر محو جمال دل بیقرار ہوا اور تیر عشق اوس کمان ابرو کا ایسا کھایا کہ سینے کے پار ہوا بے اختیار دل سے سوچنے لگی کہ نظم

کس باغ کی یہ بہار ہیگا + یہ کس کے گلے کا ہار ہے گا +
کس بزم کا یہ چراغ ہے آہ + کس ماہ کے دل کا داغ ہے آہ
کس قلزم حسن کا ہے گوہر + کس تیغ دودم کا ہے یہ جوہر +
کس کی آنکھوں کا نور ہے یہ + کس کے دل کا سرور ہے یہ +

ادھر میں تو اس خیال میں محو دیدار تھی مگر وہ خورشید رو یوسف ثانی محجبہ زلیخا منش کے قریب آیا اور مجھے دیکھکر وہ بھی سکتے کا رنگ ہوا اور گرمی تپ عشق سے سوج آتشی کی طور گل رخسار زرد ہوا اور ہمہ تن وہ پیکر بوالعجب بتصویر بنگیا اب ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا ہوا طائر دل ایک کا دوستی کے دام زلف میں گرفتار ہو کر اسیر بلا ہوا ایک لمحے کے بعد میں اپنے ہوش میں آئی اور کھڑا رہنا اوس غنچہ دہن کا بار خاطر ہوا طبیعت نازک یہ بوجھہ نہ اوٹھا سکی بے اختیار ہو کر مسند سے اوٹھکر اوس سرو گلزار کا ہاتھ پکڑ کر یوں بلبل نمط نغمہ سنج ہوئی کہ میرا بیٹھنا اگر ناگوار مزاج عالی ہے تو سحر کو مثل شبنم رخصت ہماری ہے مسافرانہ مکان مجلس سمجھکر اس جا ٹھہر گئے آپ بھی تشریف لائیے اپنا حال بتائیے وہ شہزادہ سراپا ناز لب گلبرگ تر کو خندہ زن کر کے میرے کہنے سے مسند پر جلوہ گر ہوا ایک لمحہ تک خوف باغبان شرم سے صحبت گل و بلبل بے تقریر رہی پھر شاہزادے نے اشارہ کیا گلابیان شراب کی ساقی نے حاضر کین جام رشک دہ پیالہ نرگس میں شراب گلرنگ بھر

سبز قدم کے دلمین خیال آیا کہ آجکی شب اس مقام مین کہ جاگہہ عیش وآرام کی ہے بسر کیجیے دم سحر یہان
سے رخصت ہوکر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوجیے اور ایسے باغ پر بہار کا نقشہ خیال مین رکھیے جب اپنے
ملک مین پہونچیے ایسا ہی باغ اور عمارات تعمیر کیجیے اس سوچ مین چھپر کھٹ مرصع پایونکا جو اوس بارہ دری مین
آراستہ تھا اوس پر بآرام تمام بیٹھے آرام کیا اور کروٹین بدلین تاکہ کچھ رنج رہروی سے آسودہ ہون اور نیند
آجائے مگر خواب مثل طائر رنگ حنا نرگسی آنکھون مین نہ آیا جب نیند نہ آئی پھر اوٹھکر نظارہ گلہای
گلشن اور کیفیت سیہ بہار شام سوسن سپیدہ سحر گل شبو کی دیکھنے لگی جسوقت دو پہر رات گئی کہ
چمن بند نسیم نے تمام باغ کو نکہت گل سے بسایا تھا اور ہر ایک شگوفے نے اپنا عطر دان کھولا تھا
شبنم کی تراوت تھی سردی باد کی گرمجوشی کی باعث برودت تھی جام عقیق نگار لالہ لبریز بادہ بہار
چشم نرگس مثل عابد شب زندہ دار بیدار گلدستہ سرو قمری کا شغل ہو ذاکر حق سرہ کا شور عجب
اوسوقت یاد صانع گلشن ایجاد کا زور کہ بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ؛ ہر ورقے دفتریست
معرفت کردگار ؛ بلکہ ہر گیاہی کہ از زمین روید ؛ وحدہ لاشریک لہ گوید ؛ اوس شہریار حسن [خفتہ بخت]
اوس شب کو یہ صنعت رنگارنگ نخلبند قدرت دیکھکر عالم وجد مین تھی اب دیکھیے چشم زدن مین کیا فتنہ
تازہ ہوتی ہے اور فتنہ خوابیدہ بلا کسطرح بیدار ہوکر حشر برپا کرتا ہے اب کوئی دم مین یہ دل آفت مین ٹھہرتا ہے

ع محبت کچھ کھلاتی ہے نیا گل — پھنسی گی جال مین اب تازہ بلبل
خدا کی مار اس الفت پہ یارو — نہ اس بازی مین نقد دل کو ہارو
بلا ہے یہ محبت اخر کار — نہین بچتا ہے تاکا اسکا زنہار

خلاصہ مطلب یہ کہ اوس باغ مین دل پر از عیش و سرور لیے ٹھہری تھی کہ یکایک آسمان پر
روشنی ہوئی اور بہت سے جنون کو آتے دیکھا مین اس خیال سے کہ یہ بھی میری طرح کوئی
سیاح ہونگے وہین مسند ناز پر جلوہ گر رہی ایک لمحے مین دیکھا تو ایک تخت پر ایک شہزادہ سوار

گلزار فرش بچھا ہوا معلوم دیتا تھا اور میوہ درختون پر ہزار در ہزار طائران خوش الحان مانند
بلبل ہزار داستان چہک رہے تھے اور چمنستان مانند دامن جامہ گل مہک رہے تھے خلاصہ
وہ باغ رشک گلزار فردوس ایسا تھا کہ اگر کوئی شاعر رنگین خاطر صفت گلگشت کسی سرو قامت
گل اندام کی نظم کرے استعارہ سنبل سے ایسے باغ کے مضامین بہار انگیز حاصل کرے غرض مین
سیر کنان اوس مقام پر پہونچی کہ وسط باغ مین ایک بارہ دری کہ دولھن کی طرح آراستہ تھی اور
سر سے پاؤن تک سجی تھی آئی وہ بارہ دری عجب صنعت کی تھی کہ مثل گیند کے مدور تھی اور ستون
اوسکے سنگ مرمر کے نہایت شفاف کہ سنگ تراشون نے بڑی صنعت سے مرمر کو بنائے تھے اور ستونون
مین طرح طرح کی تصویرین حیوانات کی قسم چرند و پرند سے نہایت خوش اسلوبی سے منقوش
کی تھین کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ بولا چاہتی ہین اور فرش اوس مکان جنت نشان کا تمام تختہ گل پر
خندہ زن تھا رشک گلشن تھا ہر قالین غیرت دہ گلزمین کشمیر بلبلین ہزار جان سے
اوسپر نثار تھین گل بوٹے دیکھکر بیقرار تھین اور اون ستونون کے برابر چھوٹی چھوٹی
الماریان پیاری پیاریان جنمین ظروف چینی کے طلائی کام کیے ہوئے اور اکثر بلور اور
چشم بد دور سنگ موسے اور سماق اور معدنیات کے حسن کے سانچے مین ڈھلے ہوئے
دھرے تھے اور گلکاریان سنگ سازان فرہاد منش شیرین اداؤن کی تراشی ہوئی ایسی
بنی تھین کہ ہر پھول و پتی پر نقش و نگار آب زر سے بواسطہ قلم نہایت خوش خطی سے
رقم تھی اور تحریرین طلائی کام کی دلفریب کھنچی ہوئین اور بلندی پر ستونون کی کرے
تعمیر سراپا تصویر عالم تصویر اور سامنے بارہ دری کے دو چشمے نہایت آبدار و شفاف روان
تھے کنارے اونکے لائق گلگشت دوستان تھے اور اونمین سیکڑون فوارے ہزارون طرح
کے سرکشی پر آمادہ و جاری غرضکہ بڑی تیاری مگر کوئی مالک اس عمارت کا نظر نہ آیا مجھہ

اخضر کی راہ سے کشتی پر سوار ہوئی اور قصد گلزار ارم کا کیا کہ بادشاہ جنات نے تعمیر کرایا ہے اور اثنای راہ مین
قصر البحرین سلیمانی کو دیکھا پھر وہان سے مع الخیر گلزار ارم مین پہونچے اوسکی سیر کی حقیقت مین اوس جگہ
کو کمال پاک و پاکیزہ پایا پھر اوس مقام سے رخصت ہو کر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوئی
کہ یکایک میرے ہمرازون نے تعریف پردۂ تاریک طبقۂ پنجم قاف کی کی کہ وہ شہر بہت آباد ہے
اور لائق دیکھنے کے ہے مین مشتاق ہو کر اوسطرف روانہ ہوئی جب پردۂ تاریک مین پہونچی کشتی
سے اوتر کر طرف ملک کے چلی اور مین اسطرح پوشیدہ اپنے ملک سے چلی تھی کہ کوئی شخص
مطلق نہ پہچانتا تھا کہ یہ شہزادی شہر طلائی کی ہے آخر کار جب ملک تاریک مین پہونچی وہانکی
سیر کی دم رخصت جب وہانسے واپس ہوئی صحرا مین پہونچکر کنارے کنارے دریای اخضر کے اپنی
کشتی پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور صحرا کی سیر و کیفیت دیکھتی چلی جاتی تھی کہ یکایک ایک عمارت ملاؤس
صحرا مین ہمسر آسمان نظر آئی مینے ہمرازون سے کہا کہ یہ عمارت جو دور سے نظر آتی ہے چشم بد دور
کسی بادشاہ یا دستور کی تعمیر کی ہوئی ہے ہمنے شہر طلائی مین اس رفعت کی عمارت نہ دیکھی تھی پردۂ
تاریک حقیقت مین شہر نادر ہے مگر ہمارے شہر کے مقابل کوئی شہر نہین ہے ایسی لطافت نہین کہین
ہے ظاہر اس عمارت کا اچھا معلوم ہوتا ہے شاید اندر سے مکانات بھی اسکے اچھے تعمیر ہون لازم ہے
کہ اسکو چلکر دیکھین اور اپنا دل بہلائین یہ باتین کر کے کمال مشتاق ہو کر کشتی سے اوتر کر اوسجانب روانہ
ہوئی جب راستہ صحرا کا طے کر کے قریب اوس بلند عمارت کی پہونچی دیکھا تو اوس مکان عالیشان
کا دروازہ مثل چشم عاشق کیکی انتظار مین کھلا ہے باغ نہایت پر فزا بنا ہے مین سمجھا با اندر اوسکی
قدم زن ہوئی جا کر اندر مکان کے عجب بہار کا باغ دیکھا کہ اگر اوسکی صفت بیان کرون تو
معشوقون کی نرگسی آنکھون مین کیفیت سے نشہ آجائے گل پیرہنون کا دماغ معطر ہوجائے روشون
پر پتھرون کی رنگین گلکاری کا فرش صنعت گرون نے باغ و بہار کا بنایا تھا کہ بلا تصنع قالین

شاہزادے نے جب یہ کلام اوس گل کی زبان سے سنا فرمایا کہ اے پریزاد حور نژاد کچھ اپنی روداد سے آگاہی
دے کہ تیرے غم والم کو دیکھکر سینہ شق ہوتا ہے بے انتہا قلق ہوتا ہے خدا کے واسطے ذرا اپنے احوال
پرملال سے اطلاع فرما کہ کس ظالم ستم شعار نے تجھ ایسی نازنین مہر تمکین کو گرفتار بلا کیا اور ایسے عذاب
سخت مین مبتلا کیا یہ سنکر اوس شعلہ رو نے ایک آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی اور پھر بے اختیار رونا
اور بیقرار ہونا شروع کیا شہزادے نے آگے بڑھکر دامن شفقت سے آنسو پونچھے اور خاک مذلت
سے اوٹھایا نہایت شفقت سے واسطے انکشاف اس عقدۂ رنج کے فرمایا اور کہا اے نازنین
جو کچھ کہ ستم تازہ گردون جفا پیشہ نے تیرے ساتھ کیا ہے اوسیطرح انشاءاللہ دامن امید تیرا از گوہر مطلب
آرزو ہوگا اس راز سربستہ سے اے گوہر صدف محبوبی اطلاع دے اوسوقت وہ موج زبان سے یون تر زبان
ہوئی اور دریاے سخن یون رواں کیا کہ اے آشناے چشمۂ محبت یہ غریق لجۂ غم ماہی قلزم سلطنت
اسی شہر نحوست اثر کی ہے سوگوار مادر و پدر کی ہے باپ مجھ طوفان رسیدہ بحر ستم کا حضرت
سلیمان کی طرف سے یہان کا وارث دار سلطنت تھا مدت سے برسر حکومت تھا پشتیون سے سلطنت
اس خاندان مین چلی آتی تھی تکلیف منہ نہ دکھاتی تھی لیکن یہ قول و اقرار ہماری بزرگون اور جناب پیغمبر کے
درمیان مین تھا کہ کسی دیو جن عفریت کو اپنے شہر مین آنیکے لیے اجازت نہ دینا اور اسیطرح قوم جنات اور
بادشاہ ممالک پردۂ قاف سے بھی حضرت نے اقرار لے لیا تھا کہ تم مین سے کوئی شہر طلائی مین نجانا
چنانچہ وہ بادشاہ اور اولاد اوسکی آجتک اس مقام مین قدم نہین رکھتی اقرار پر چلتے ہین اب
حال سنیے کہ مجھ برگشتہ قسمت کا ستارہ برج آبی مین آیا فلک نے یہ دن مصیبت کا دکھایا یعنی ایک
یا تو اس شہر مین اپنے باپ کے بہت خورمی سے رہا کرتی تھی یا ایکبار یہ خیال آیا کہ اطراف و جوانب
ممالک پردۂ قاف معائنہ کرون ہر طرف پھرون چلون چنانچہ والد ماجد سے باجازت سیر
باغ کہ بیرون شہر مینے بنوایا تھا حیلہ کرکے روانہ ہوئی اور اپنے چند ہمرازونکو ہمراہ لیکر چلی دریاے

گلبرگ سے نرم تر کف پا — کانٹوں سے زیادہ فرش گل کا
ہر دلکو عزیز جان سے تھی — نازک بھی وہ پھول پان سے تھی
تھا رنگ یہ گلشن جوانی — قد حسن کی سر بسر نشانی
یوسف نے بھی حسن یہ نہ پایا — گو آپ خدا نے تھا بنایا

شہزادے کو یہ دیکھکر سلسلۂ زنجیر غم ہاتھہ آیا قریب پہونچکر اوس نازنین کی قید کاٹی وہ اوسوقت عالم غشی مین تھی جن نے گلاب وغیرہ کے چھینٹے دیے کہ ایکبار اوس مدہوش بادۂ رنج نے آنکھہ کھولی شاہزادۂ عاشق زار کو عالم تحیر مین بچشم حسرت دیکھا وحشت نے اوس بستۂ زنجیر غم مین ہاتھہ پاؤن نکالی مانند زلف پریشان ونزار آنکھین کاسۂ نرگس کیطرح شبنم آلود اشک سرشار رنگ چہرۂ گلرنگ کا مانند طائر سیماب اوڑا تھا لب رنگین رشک گل ترحرارت آتش غم سے مرجھایا تھا پنجۂ دشت وحشت چاک کیطرح جانب گریبان دوڑا تھا حیرت دامنگیر ہوئی اشکون نے آستین کو غیرت چادر آب بنایا عزت تو بالاے طاق تھی بے آبروئی کا خیال آیا جلدی سے دوپٹا اوڑھکر اوٹھہ بیٹھی اور یون گلفشان ہوئی کہ اے سیار گلشن رنج والم تم کیون اس دار محن مین اپنی راحت وآرام چھوڑکر ساکن زندانکدۂ رنج والم ہوے مورد آفت وستم ہوے لازم ہے کہ مجھہ سیاہ طالع کے رنج والم سے ہاتھہ اوٹھاؤ قدم آگے بڑھاؤ اور مجھہ گرفتار قید یاس ناامیدی کی صبح عشرت منہ نہ دکھائیگی دیو شب غم ہمیشہ سر پر چھاونی چھائیگی بلکہ ؎

بھری آتش رنج سینے مین ہی — جلا مثل مہر اس نگینے مین ہے
بھڑکتا نکیون شعلۂ داغ دل — بنا آتش رنج سے آب و گل
تب سوز الفت سے جلنا مجھے — کف دست افسوس ملنا مجھے
کبھی آہ سوزان سے ہی شعلہ — کبھی اشک سرگرم سے سلسلہ

نازک تھی جو برگ گل سے وہ گوش — اوڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پر نور — شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور
تھا خرمن حسن دانۂ خال گل — دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال
پر نور گلو کی تھی صفائی — مہتاب کی جسکی رونمائی
تھے شمس و قمر کے جوڑ شانے — خوش ڈول بنائے تھے خدا نے
بالونکا وہ پیچ و تاب سر پر — شب کو لیے آفتاب سر پر
ہے شان خدا کا یہ بنا کھیل — سنبل کی نکالی سرو سی بیل
محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ — سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ
تشبیہ نئی چڑھی نظر پر — چھپائی تھین تھیلیان ثمر پر
کرتی بھی نفیس ایک پر زر — پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر
لپٹی ہوئی چست و تنگ بر مین — تھا نور بھرا ہوا قمر مین
کیا اوسمین کرون شکم کا اظہار — مہ برج سے ثور کے نمودار
ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو — تھا اوسکو وبال بار گیسو
کچھ وصف بیان ہو نہانی — رندون کو ہو جس سے شادمانی
بیجا ہے جو دو ہلال کہیے — لازم ہے کہ لا مثال کہیے
وہ گول سرین تھی خرمن گل — تھی جسپہ نثار جان بلبل
جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین — قربان ہزار دلسے جانین
حیران ہو دل جو وہ نظر آئی — آئینہ تھا اوس سے شرمائے
خوش آب وہ مچھلیان سراسر — دل حسن کا لوٹ لوٹ جسپر

گلبرگ سے نرم تر کفِ پا — کانٹوں سے زیادہ فرش گل کا
ہر دلکو عزیز جان سے تھی — نازک بھی وہ پھول پان سے تھی
تھا رنگ یہ گلشن جوانی — قد حشر کی سر بسر نشانی
یوسف نے بھی حسن یہ نہ پایا — گو آپ خدا نے تھا بنایا

شہزادے کو یہ دیکھکر سلسلۂ زنجیر غم ہاتھہ آیا قریب ہوئچکر اوس نازنین کی قید کاٹی وہ اوسوقت عالم غشی مین تھی جن نے گلاب وغیرہ کے چھینٹے دیے کہ ایکبار اوس مدہوش بادۂ رنج نے آنکھہ کھولی شاہزادۂ عاشق زار کو عالم تحیر مین بچشم حسرت دیکھا وحشت نے اوس بستۂ زنجیر غم مین ہاتھہ پاؤن نکالی مانند زلف پریشان و نزار آنکھین کاسۂ نرگس کیطرح شبنم آلود اشک سرشار رنگ چہرۂ گلرنگ کا مانند طائر سیماب اوڑا تھا لب رنگین رشک گل تر حرارت آتش غم سے مرجھایا تھا پنجۂ دشت وحشت چاک کیطرح جانب گریبان دوڑا تھا حیرت دامنگیر ہوئی اشکون نے آستین کو غیرت چادر آب بنایا عزت تو بالاے طاق تھی بے آبروئی کا خیال آیا جلدی سے دوپٹا اوڑھکر اوٹھہ بیٹھی اور یون گلفشان ہوئی کہ اے سیار گلشن رنج والم تم کیون اس دار محن مین اپنی راحت و آرام چھوڑکر ساکن زندان کدۂ رنج والم ہوے مورد آفت و ستم ہوے لازم ہے کہ مجھہ سیاہ طالع کے رنج والم سے ہاتھہ اوٹھاؤ قدم آگے بڑھاؤ اور مجھہ گرفتار قید یاس ناامیدی کی صبح عشرت منہ نہ دکھائیگی دیو شب غم ہمیشہ سر پر چھاونی چھائیگی بلکہ ―

بھری آتش رنج سینے مین ہی — جلا مثل مہر اس نگینے مین ہے
بھڑکتا نکیون شعلۂ داغ دل — بنا آتش رنج سے آب و گل
تب سوز الفت سی جلنا مجھے — کف دست افسوس ملنا مجھے
کبھی آہ سوزان سے ہی شعلہ — کبھی اشک سرگرم سے سلسلہ

نازک تھی جو برگ گل سے وہ گوش
اوڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش

سانچے مین ڈھلا تھا جسم پر نور
شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور

تھا خرمن حسن دانۂ خال
دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال

پر نور گلو کی تھی صفائی
مہتاب کی جسکی رونمائی ❊

تھی شمس و قمر کے جوڑ شانے
خوش ڈول بنائے تھے خدا نے

بالونکا وہ پیچ و تاب سر پر
شب کو لیے آفتاب سر پر

ہے شان خدا کا یہ نیا کھیل
سنبل کی نکالی سرو سی بیل

محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ
سینے سے کیے ہوئے لگاوٹ

تشبیہ نئی چڑھی نظر پر
پھنسائی تھین تھیلیان ثمر پر

کرتی بھی نفیس ایک پر زر
پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر

لپٹی ہوئی چست و تنگ بر مین
تھا نور بھرا ہوا قمر مین

کیا اوسمین کرون شکم کا اظہار
مہ برج سے ثور کے نمودار

ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو
تھا اوسکو وبال بار گیسو ❊

کچھ وصف بیان ہو نہانی
رندون کو ہو جس سے شادمانی

بیجا ہے جو دو ہلال کہیے
لازم ہے کہ لا مثال کہیے

وہ گول سرین تھی خرمن گل
تھی جسپہ نثار جان بلبل

جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین
قربان ہزار دلسے جانین ❊

حیران ہو دل جو وہ نظر آئی
آئینہ بھی اوس سے شرمائے

خوش آب وہ مچھلیان سراسر
دل حسن کا لوٹ پوٹ جسپر

پریشان و بیقرار تھا کاسۂ چشم نرگس اشک شبنم سے ڈبڈبائی فرط قلق سے نالہ گلے مین پھنسا آنسو نکل نہ سکا آئینہ وار ہر ایک نہر گلشن کو حیران کار رہنا پایا پانی تھم گیا سرو سکتے کے عالم مین ایک جا جم گیا جب رنج نے یہ شاخ مین شاخ نکالی شہزادے کے دلکو بیکلی ہوئی اور مثل نسیم آہ سرد بھر کر جانب بارہ دری چلا وہ جن رفیق مانع ہوا اگرچہ کب مانتا تھا جب آگے بڑھا وہ بھی اس گل کا بلبل وار شیدا تھا سایہ سان ہمراہ ہولیا شمع اوٹھا کر ساتھ ساتھ اوس بارہ دری مین آیا شہزادی نے ہر طرف نگاہ کی دیکھا تو ایک حجرہ اوس بارہ دری مین بنا ہے قفل اوسپر لگا ہے اس مفتاح باب مقصد نے قفل ہاتھ سے پکڑ کر خانۂ زور مین اگر جھٹکا دیا کہ بقوت بازو قفل حجرہ سے کھول ڈالا اندر قدم رکھا اوس حجرہ کو تنگ و تار مثل دل بخیل پایا روشنی شمع کے آگے دیکھا کہ ایک پریزاد رشک شمشاد بستر خاک پر غل و زنجیر مین گرفتار مرگ کی طلبگار پڑی ہے لیکن عجب صورت زیبا طلعت جہان آرا ہے کہ رخسار تابان کی روشنی سے اور چمک دمک سے وہ جا بے تاریک روشن اور منور ہے پاؤن بار زنجیر سے تمام فگار ہین زخم تن سے جسم داغدار ہے عجب عالم بیکسی ہے کہ ہنگام تنہائی مین اوسکا رونے والا نہین ہے خانۂ زنجیر مین البتہ غل ہے اور اوسکے حسن و جمال کی کیا تعریف زیب قلم ہو بقول شاپان سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ	وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
آنکھوں مین بھرا تھا عین جادو	بے نور حیا سے چشم آہو ++
شمشیر نگاہ آفت جان	ابرو کا اشارہ تیر مژگان
وہ دانت گہر حیا سے پانی +	وہ رنگ مسی بلائے جانی
تھی سر سے وہ پاؤن تک قیامت	آفت کا نشان قد و قامت +
عارض پہ وہ گیسوے معنبر	تھا ابر سیہ رخ قمر پر ++

چشم تر سے ہی فقیرون کو یہ آرایش نصیب + کونسی شب بستر آب روان ہوتا نہین +
چاشنی مرگ ہی ہمکو لب نازک کا عشق + تلخی حسرت سے شیرین کام جان ہوتا نہین
صورت نرگس بندھی ہی ٹکٹکی بعد از فنا شوق نظارہ تو کم ای جان جان ہوتا نہین
داغ دل دکھلا رہے ہین کیا بہار باغ عشق یہ وہ گلشن ہی کہ پامال خزان ہوتا نہین
روز و شب ہون یاد شمع عارض دلدار مین کوئی ساعت بے چراغ اپنا مکان ہوتا نہین
اسکی بدعت سے کہان ساکن ہون مین برگشتہ بخت کس زمین پر دور دور آسمان ہوتا نہین +
خانہ مرقد مین کیونکر ہوئیگی منعم بسر جس مکان مین سقف وصحن و سائبان ہوتا نہین
ذبح کر اولٹی چھری سے بیقراری دیکھ لے زخم کاری سے تو یہ بسمل طپان ہوتا نہین
بزم عالم مین رکھا ہی کونسے عاشق کا سوگ میل آرایش جو تجھکو جان جان ہوتا نہین
سر دھری کے ہین قاتل زخم تن منت گذار مرہم کافور کب ہمکو یہان ہوتا نہین +
وصل کی شب اسقدر رنگین فرمائے ہین وہ جاہ او سدن کے تجمل کا بیان ہوتا نہین

جب یہ غزل اوس جن نے گائی اور رقص کی کیفیت دکھائی اوسوقت اوس بارہ دری کے اندر سے ایک آواز شکایت آمیز فلک درد انگیز باسوز وگداز اسطرح کی آئی کہ بے اختیار شہزادے کے آنسو نکل پڑے اور گانا موقوف کیا اور گوش برآواز ہوا یہ سنائی دیا کہ کسی ستم دیدہ نے سر دھنا اور نالہ درد آلود کیا اور کہا کہ ای پروردگار یہ کون شخص ہین جو یہان تشریف لائے ہین ایسا ہو کہ عذاب الیم مین بیچارے مبتلا ہون خدا یا اوس موذی کے ہاتھ سے جان انکی بچانا اور پھر رو کر پکارا کہ خدا حکم دے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اس زندگی سے تو مرنا ہزار درجہ اولے ہی یہ کہکے بیقرار ہوکر گریہ وزاری و شور فغان بلند کیا کہ جس سے تمام باغ مین اوس پڑگئی بلبل شیدا اپنا نالہ بھول گئی گریبان گل چاک ہوگیا دل داغدار لالہ ہوا سنبل

اس مکان کا چراغ ہستی گل ہوگیا یا کسی آفت مین وہ تیرہ روزگار مبتلا ہوا کہ جس سے یہ اندھیر اوسکی جاے سکونت مین ہی افسوس کی جا ہی اس مقام پر رحم کرنا روا ہی اوس جن نے اس گرم بیانی کو شہزادے کی سنکر بڑی گرمجوشی سے آتش محبت افروختہ کی اور مشعل الفت روشن فرمائی تمام بارہ دری مین روشنی کی پھر اگر صحبت مین شریک ہوا اوسوقت شاہزادے نے فرمایا کہ اگر کوئی اس مقام پر کچھ شغل رقص وغیرہ کا کرتا تو بہت اچھا تھا اوس جن نے اوس وقت خنگ زبان سے یہ راگ گایا کہ شاہزادون کو کونسا علم ہے اور فن ہے جو نہین آتا ہے یہان سب طرح کے راگ کا سامان موجود ہے حضور اگر ساز چھیڑین تو مین کچھ گاؤن شہزادے نے ہنسکر فرمایا کیا مضائقہ غرض اوس بارہ دری مین کونسی ایسی اشیاے نادرہ دنیا کی تھی جو موجود نتھی کچھ ساز جن اوٹھا لایا شاہزادے نے اوسکو بیرج کے دھن مین چھیڑا اور وہ جن ایک نازنین زہرہ جبین عورت کی شکل بنکر گانے لگا اس غزل کو مولف کی گاتا تھا شہزادے کا دل بہلاتا تھا مولف +

سر سے سودائے زلف پیچان کا عیان ہوتا نہین / آگ تو بھڑکی ہوئی ہے پر دھوان ہوتا نہین
حال عشق زلف پیچان کچھ عیان ہوتا نہین / دل تو جلتا ہے مگر مطلق دھوان ہوتا نہین
حال میرا اونکی محفل مین بیان ہوتا نہین / ذکر بلبل کیون بیان بوستان ہوتا نہین +
بلبل دلسوختہ کی مٹ گئی تاثیر آہ / آتش گل مین الٰہی کیون دھوان ہوتا نہین
گرمی سوز درون سے جل رہا ہے جسم زار / جائے ہوا سر سے پیدا کیون دھوان ہوتا نہین
آہ کھینچی ہے لب دریا کسی دلسوز نے / اوس یم خوبی کے بجرے مین دھوان ہوتا نہین
جادۂ راہ عدم کا کیا ملے مجھکو پتا + / کچھ نشان نقش پائے رفتگان ہوتا نہین
رسم و راہ عشق مین ہون تیز رو مثل نسیم / مجھسے آگے نالۂ بلبل روان ہوتا نہین +

پلا دو پھول جام گل مین لا کر + کہ آئے گُل کا قصہ اب زبان پر +

غرض اوسوقت وہ جن اوٹھا اور بارہ دری مین جا کر الماری کو کھولکر گلابیان شراب کی بہم
پہونچائین اور کشتی مین لگا کر مع شیشہ و ساغر اس مست بادہ بہار کے روبرو حاضر کین جام معمور
کر کے شہزادے کو دیا مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے دو چار جام پیے پھر
نازنینان مہر تمثال محلات شہزادہ نے بھی خوب شراب نوشی کی کہ ہر ایک گل اندام مست و لایعقل
ہی اور ادھر ساقی زمانہ نے بھی مجلس شب کو انجم و سیارگان سے آراستہ کیا ساغر قمر بادۂ نور سے بھر کر دور انکو
دینے لگا زاہد مست بادۂ وحدت اس چاندنی کو دیکھکر فتوے شراب نوشی کا لگانے
لگا جب خوب نشہ ہوا اوسوقت شاہزادے نے بے اختیار فرمایا دلکو اسطرح سمجھایا **غزل**

آنکھون کو جانتا ہون پیالا شراب کا + مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا +
سیراخمیر بادۂ انگور سے بنا + گھٹی مین میری پڑگیا قطرہ شراب کا
خمخانۂ جہان مین وہ علامۂ دہر ہون + دیتا ہے مجتہد مجھے فتویٰ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے الغرض + دکھلا کے مجھکو توڑا جو شیشہ شراب کا

اوسوقت کا عجب عالم تھا وہ سہانا وقت جانورون کا بسیرا لینا فراش مہتاب کا فرش چاندنی
بزم عالم مین بچھانا ہوا سرد سرد چلتی تھی کلی دلکی کھلتی تھی اس عیش کو دیکھکر چرخ کی آنکھون
مین خون اوترا شفق شام بصد احتشام باغ مین پھولی تھی دنیا کی کیفیت جسکے دیکھنے سے بھولی تھی
غرض اسی عالم مین دیکھا کہ اسباب شیشہ آلات وغیرہ روشنی کا سامان موجود ہے مگر کوئی روشنی
کرنے والا نظر نہ آیا اوس جن سے شہزادے نے یون گل فشانی کی اور گلگیر زبان
سے کام لیا کہ اے روشنی بخش محفل اتحاد و اے شمع انجمن وداد ہم تم اس مکان
جنت نشان مین مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہین لازم ہے کہ روشنی تو کرو شاید مالک کے

کبھی اور بہبودی دیتا تھا نرگس بیمار کا اوسکی سرسبزی سے یرقان جاتا تھا شجر عارضہ بیمار سے ہرا ہوتا مریض نہال ہوجاتا مگر سنسان کسی انسان اور جن کا نشان تک نہ تھا شہزادے نے کہا کہ ای نخلبند قدرت یہ کس گل گلزار دولت پر اس گلشن ایجاد مین اوس پڑی کہ کچھ ثمرہ اس باغ کی تعمیر سے مثل شداد حاصل ہوا اور شجر جان پر آسیب پہونچا غرض یہ نوباوہ حدیقہ ریاست گلگشت کنان جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری رشک پری علاوہ اون مکانات کے نظر پڑی کہ جسکی صفت معمار زبان سے بنا نہین ہوسکتی سقف و ایوان منقش و رنگین چھت پردے اور چلمنین اوسمین آراستہ فرش وغیرہ پیراستہ اور قریب چبوترہ بارہ دری کے چار نہرین پانی کی باآب و تاب جاری تھین اور چبوترہ پر ایک شامیانہ گوہر کی جھالر کا پر زر کھچا ہوا اور نہرون مین فوارے ہزارے کے چڑھے اونکے آبشار کی کیفیت ساون بھادون کی جھڑی کو شرماتی تھی عجب لطف دکھاتی تھی اور زیر شامیانہ مسند مغرق بچھی تھی شہزادے نے اوس مسند پر آکر جلوس فرمایا سیر و کیفیت مین ایسے باغ پر بہار کی نظارہ کنان ہوا اوس جن سے ارشاد کیا کہ آج کا دن بھی قریب اختتام ہی اسیجا العیش و آرام بسر کرین وم سحر یہان سے کوچ کر جائینگے اوسنے عرض کیا کہ بہتر ہی مگر مجھکو اپنی جان کا ڈر ہی کہ ایسا ہو کسی آفت مین مبتلا ہون صرصر اجل اس باغ مین وزان ہو شاخ حیات دست برد خزان ہو پھل نامرادی کا ہاتھہ آئے کوئی دشمنون کو حضور کے آسیب پہونچائے شہزادے نے کہا اگر بیخ زندگانی مضبوط ہی اور اعانت باغبان قضا و قدر کی ہی تو کوئی آفت اور دسترس گلچین فساد کا گل امید تک نہ پہونچے گا اس تازہ شگوفے کو باغ خاطر مین نہ شگفتہ کر و خار رنج سینے سے نکالو اس راحت کو برباد نہ و کہ وقت خوش ہی

ہوئی ہے شام عشرت پھر ہویدا — کیا سیب قمر نے رنگ پیدا

شہر کے قریب پہونچا دیکھا تو قریب آبادی شہر کے ایک اور تالاب کہ جسمین خشت ہائے طلائی اور نقرئی
لگی ہین نہایت خوبصورتی سے جڑی ہین اور پانی اوس تالاب کا اس آب وتاب کا ہے
اور چمکتا ہے کہ اگر دُر عدن دیکھتا اپنی آب کھوتا شرم سے آب آب ہوتا اور صفائی مین روکش چشمہ
آفتاب ہے قندیل فلک ہر ایک اوسکا حباب ہے اور اوسکے چارون کونون پر چار کوہ نہایت
مختصر سے طلائی بنے تھے درخت اونپر سایہ دار گھنے تھے اور مچھلیان رنگ برنگ کی اوس
تالاب مین شناوری کرتی تھین لطافت اور خوبی کا دم بھرتی تھین شہزادے کو آب شیرین
اور صاف دیکھکر لہر آئی قریب جا کر چاہا کہ تھوڑا پانی پیے اور تلخکامی کی گرمی بجھائے مگر
ہر چند خواہش کی پانی ہاتھ نہ آیا گو بہت سی پیروی کی قدم راہ تجسس مین اوٹھایا عقل
حیران ہوئی کہ نہین معلوم یہ کیا اسرار ہے آگاہ اس سے پروردگار ہے کہ جب مین قریب پانی
کے جاتا ہون وہ مجھسے دور ہو جاتا ہے لیکن تجربہ کار تھا سمجھا کہ کوئی اسرار ہے جب پانی کو
ہاتھ سے ملنے مین انکار ہے اوس تالاب کو چھوڑ کر آگے بڑھا کہ شہر کی آبادی مین چلیے وہان
کی کیفیت دیکھیے جسوقت آبادی مین شہر کی آیا ہر ایک مکان کے اندر ہوتا وہان کی
سیر وکیفیت دیکھتا آتے آتے ایک ایسی جگہ پہونچا کہ ایک دروازہ عالیشان دیکھا بڑا سامان دیکھا تمام
لعل ویاقوت وغیرہ اوسمین جڑے تھے دو نو مثل فیل مست جھوم رہے تھے یہ ششدر اوسکے
آرایش اور زیبایش سے کمال آئینہ وار حیران تھا عقل دنگ تھی پریشان تھا غرض اندر قدم
بڑھایا عجب ماجرا نظر آیا ایک سو مکان طلائی اوس احاطہ مین جنمین دروازے جواہر کے
تراشے ہوئے نصب تھے رشک فرمائے درہائے بہشت سب تھے اور ہر ایک دروازے
مین قفل طلائی برابر ان شہر کے لگا تھا اور اندر حصار کے ایک باغ نہایت سرسبز وشاداب
بنا تھا کہ جسکو دیکھکر غنچہ دل شگفتہ ہوتا تھا اور آسیب رسیدہ کو وہ باغ بہار عشرت سرا

کہ اونا معقول کسی ہلاک کیا خبردار اپنی جان کی خیر مانگ یہان تو شاہزادہ مصروف باسخنہاے درشت
اوس دیو لعین سے تھا وہان ملکہ خورشید جمال وغیرہ اور جن تھراتی تھے یہان تک کہ شاہزادہ کی
کا ہاتھ اوسکے سر تک نہ پہونچتا تھا جب تلوار لگاتا تھا خالی جاتا تھا مگر چونکہ نظر کردہ تھا یاد کرکے اسد اللہ
غالب علی ابن ابیطالب کو شہزادے نے اوسکے سینگ پر ہاتھ ڈالدیا وہ دیو کمر مین لپٹ گیا اب زمین
مین ہل چل پڑگئی اور کشتی بدرشتی کے ساتھہ شروع ہوئی کہ غبار کا برج خاکی بنکر تیار ہوا اور طبقہ
زمین کا اوڑنے لگا یہانتک کشمکش ریلا پیلی کے زور ہوئے کہ یقین تھا کہ گاوزمین کی کمر بوجھہ سے
ٹوٹ جائی لیکن شاہزادہ ایک برق جہندہ تھا کمال تڑپ اور جھڑپ کے ساتھہ کشتی لڑتا تھا
کہ آمد و رفت ثبوت نہوتی تھی اور وہ دیو اپنی جان بچاتا تھا اوسی ہنگام مین کمر سے خنجر نکالکر دیو
کے شکم مین شہزادے نے لگایا کہ جس سے شکم تمام ہم کھل گیا اور آنتین وغیرہ نکل پڑین پھر لعنون
کشتی گری زمین پر ٹپکا خنجر سے سر جدا کیا پھر دوبارہ ایک غلغلہ قیامت آسا بلند ہوا جب وہ شور
نشور قیامت خیز برطرف ہوا اوس جن نے دوڑکر شہزادے کو گلے لگایا اور عرض کیا کہ اے
شہریار کارے کردی کہ کسی در عمر خود نکردہ باشد اگر رستم اور سام اور برزو بیژن ہوتے تو
حلقہ تیری غلامی کا اپنے کان مین ڈالتے اور ہاتھون کو شہزادے کے سینے چوما اور
آنکھون سے ملا اور شہزادہ پھر وہان سے آگے چلا یہان تک کہ اس نہنگ بحر جرات کو وہی
تالاب جسکا پتا حضرت سلیمان عم نے دیا تھا ملا دیکھا تو ایک تالاب سنگ مرمر کا پختہ تعمیر ہے اور
پانی اوسکا نیلگون ہے شہزادے نے فرمایا کہ مجکو حضرت نے اس پانی کے لینے کے لیے تاکید فرمائی
ہے اب اسمین آبرو ہے کہ کوئی ظرف کسی قسم سے اگر یہان ممکن ہو تو لاؤ جن نے عرض کیا کہ
ظرف کے لیے خود سر سے اوتار لیجیے اور کوئی چیز ملنا کمال مشکل ہے شہزادے کو بھی یہ رائے
پسند آئی خود اوتار کر اوس تالاب سے پانی بھر کر آگے چلا ایک لحظہ مین پھر عمارت اور آبادی

فکر مین تجسس کرتا ہر طرف سبزہ نوخاستہ پامال کرتا پھرتا کہ ایکبار زیر نخل اوس باغی کو بیٹھا پایا
یہ فتاحی طلسم کرچکا تھا یہان کب دھوکا کھاتا بمجرد دیکھنے کے تیر ترکش سے نکالکر کمان مین جوڑا
اور کمان پر او پیکان تیر پر اسم دم کرکے طرف سینہ پرکینہ اوس نشانۂ تیر اجل کے روان کیا اس
کبادہ کش زمین و آسمان کے ہیبت پر قدر انداز قضا گوشے مین چھپ کر چلا یا جب صاحب
قاب قوسین او ادنی کا نام شہزادی کی زبان پر آیا تیر اوس سست تدبیر کے سینے پر پڑا کہ تودہ
دل و جگر کو توڑ کر مہرہ پشت کے پار گذرا عیاذاً باللہ بعد ایک شور نشور قیامت برپا ہوا زمین
و زمان سے آوازہای مہیب او دہشتناک آنے لگی دل دکھانے لگی بعد ایک لمحہ
کے وہ طوفان آفت زا نمونہ رستخیز موقوف ہوا شہزادے نے دیکھا کہ ایک دیو قوی ہیکل
مردہ پڑا ہے اور ایک سنے جو وہ بجاتا تھا زمین پر پڑی ہے شہزادہ سجدہ شکر بجالایا اور منتظر اور
دوسرے دیو کا کہ حضرت نے جسکی خبر دی تھی تھہر البعد تھوڑی عرصے کے ایک گرد و غبار پیدا ہوا کہ جس
سے آئینہ خاطر شہزادہ با صفا کا مکدر ہو کر جوہر شمشیر کی بہار دکھانے پر تیار ہوا دیکھا تو سامنے دیو
قرناس خناس پیدا ہوا عجب شکل اوس نامعقول کی معائینہ کی کہ دو شاخ سینگ سر پر نمایان اور
تین سر ایک شیر کا دوسرا انسان کا تیسرا دیو کا نہایت قوی تن سر مثل برج قلعہ ہاتھہ پاؤن
بہت بڑے جیسے ساکھو کا لٹھا کاندھی پر بہت سے گاؤخر او صحرائی جانور چارپائی شکار کیے ہوے
لادے خود صید اجل بنا ہوا وہان وارد ہوا شہزادے نے اوسکو دیکھکر ایک نعرہ کوہ شگاف جوش
شجاعت مین آکر لگایا کہ جس سے تمام بیشے مین زلزلہ پڑگیا دیو دہل گیا اور کاندھی سے جانوروں کو
پھینک کر جاد چقماق او دار شمشاد پکڑ کر شہزادے پر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار شمشاد کو خالی دیا
پینترہ بدلکر پہلو مین آکر گھہرا اور دار شمشاد زمین مین در آئی کہ خاک اوڑی اور پانی نکل آیا دیو
نے نعرہ کیا کہ افسوس لقمہ چرب دست تمام خاک آلود ہو گیا شہزادے نے ڈانٹ کر آواز دی

حضرت سلیمان علیہ السلام کا سامنے سے پیدا ہوا اور قریب آنکے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادہ عالی تبار یہ اسم تجھکو سکھاتی ہین لازم ہے کہ حرف بحرف اسکو یاد رکھنا اور خبردار ہرگز فراموش نکرنا اور خلاف عقل و ہوش قدم ندھرنا یہان سے اوٹھکر آگے جانا ایک بیشہ ملیگا اوسمین ایک غول صحرائی ساکن ہے وہ نے نوازی کرتا ہے اوسے اس اسم کو پڑھکر نشانہ تیر قضا بنانا اپنے تیر سے ہلاک کرنا جب وہ مارا جائے اوسی مقام پر منتظر ٹھہرنا ایک دیو کہ نام اوسکا قرناس ہے آشکار ہوگا اوسکو بھی راہ عدم دکھانا جہنم مین پہونچانا وہی خرابی کا باعث ہے بعد ہلاکت اوسکے اوسی بیشے مین ایک تالاب ہے کہ پانی اوسکا نیلگون ہے تھوڑا اسا لیکر اپنے پاس رکھنا کہ وہ تیرے بہت کام آئیگا یہ فرماکر حضرت تو تشریف لیگئے اور برقع آپکا ناپدید ہوا شہزادے کی آنکھین وا ہوئین بکشادہ پیشانی اپنے ہمراہیون سے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے بحکم پروردگار مدد فرمائی ثواب انشاء اللہ تم سب نے رہائی پائی یہ فرماکر اوسی طرف اوٹھکر جسطرف کا حضرت نبی نے ارشاد فرمایا تھا روانہ ہوا اور وہ اسم ورد زبان کیا اب عمارات شہر بخوبی نظر آئی دیکھا کہ ہر قصر عالی پستی بلندی سے برابر بالکل طلائی سانچے کا ڈھلا ہوا معلوم دیتا ہے گلی کوچے مین وہ صفائی کہ نظر نہ ٹھہرتی تھی زر خالص کی چمک دمک پر نگاہ چوندھیاتی تھی ہرجا دوکانین قسم قسم کے اشیا سے معمور مگر انسان نہ حیوان بالکل سنسان شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا آخر ہمراہیون کو راستہ شہر کا طے کرا کے بیرون شہر اور آبادی کے آیا تھوڑا راستہ طے کیا ہوگا ایک بیشہ نظر آیا کہ جسمین درخت گنجان نہایت سرسبز اور شاداب جسمین جعفر نہرین روان درخت میوون سے لدی بلبلین غزلخوان خلاصہ وہ صحرا رشک دہ گلزار ارم تھا کہ گلشن ایجاد مین کبھی اسطرحکا دشت اس سیار عجائبات کی نگاہ سے نہ گذرا تھا کہ

سنبل مین تھا طرز دو دوانیہ ۞ شبنم مین تھا جلوہ کواکب ۞ شہزادہ اوس غول کی

شاہزادیان طلسم کی اور ملکہ خورشید جمال سبکے سب طرف شہر طلسم چلے یہان تک کہ اگر اندر شہر کے داخل
ہوئی دیکھا تو در شہر یا تو کھلا تھا مگر جب یہ لوگ داخل ہوئے اوسوقت بند ہوگیا اور صدائے کی
پیہم اور متصل جو کان مین آتی تھی موقوف ہوئی ہر ایک غفلت شعار کی آنکھ کھل گئی ہر ایک
اب ہوشیار ہوا اور حواس کلجامہ پہنا دامن بیخودی ہاتھ سے چھوٹا اوس جن سے پوچھا کہ ہم لوگ
کہان ہین اور کہان اس شب تار مین جاتے ہین اوسنے بیان کیا کہ مین تو پہلے ہی عرض کرتا
تھا کہ آپ یہان نہ ٹھہرین حضور نے کہا نہ مانا فسے کی آواز سنکر اس طلسمی شہر مین چلے آگئے اب
خدا ہی یہان سے رہائی دے تو ہو سکتی ہے والا نہ نکلنا اس جا سے کاریست مشکل و امریست
دشوار شاہزادے نے یہ سنکر سر جھکا لیا کہ ناحق کہنا مشفق بے ریا کا نمانا آخر کو گرداب بحر غم مین
ساحل خرمی سے پڑا مگر اب لاچاری ہے کیا ہو سکتا ہے مجبور ایک جانب چلا روشنی موجود نہ
تھی بالکل اوس مقام پر تاریکی تھی اور مکانات شہر کے بھی نظر نہ آتے تھی یہ معلوم نہوتا تھا کہ
کدہر آگئے اور کہان جاتے ہین ہر ایک کوچہ و بازار مین شہر کے سرگردان و پریشان پھرتے تھے
اوس جن نے کہا اے بادشاہ اب بھی مناسب ہے کہ کسی مقام پر ایک جا سب متفق
ہوکر قیام کرین جب سحر ہوا اور آفتاب طالع ہوا اوسوقت جو کچھ راہ تدبیر نکالیے گا بہتر ہوگا والا نہ
اس شب تار مین نہین معلوم کہان آوارہ اور سرگردان پھریے گا شہزادے نے بموجب اسکے
کہنے کے عمل کیا ایک مقام پر تمام شب تک بیٹھے رہا جسوقت طلسم شب شکست ہوا اور شاہ خاور کی گرمجوشی
شاہد روزگار سے آغاز ہوئی نسیم سحر مبارز ہوئی شہزادے نے نماز سحر پڑھکر دست دعا بدرگاہ رہائی
بخش طلسم غم و الم بلند کیے اور پکارا اے بلندی بخش ہر ہمت بلندی + بہ پستی افگن ہر خود پسندی
[illegible] اس جگہ کے حال سے مجھ گمراہ کوئی نامرادی کو آگاہی فرما اور یہان سے اوٹھا کر منزل
مقصود تک پہونچا جب یہ استغاثہ کیا کچھ غفلت طاری ہوئی اور آنکھ بے اختیار بند ہوگئی پھر برقع

قدرت پروردگار سے ملکہ کو حمل رہا اور شاہزادہ اس مژدہ سے جو حضرت سلیمانؑ نے سنایا تھا نہایت
خوش ہوا اور وہ جن بھی شاہزادی کی توقیر اور افتخار دیکھکر کمال حیران تھا کہ حضرت سلیمانؑ نے
اپنے طلسم میں اس شخص کو جگہہ دی جہاں کسی سرکشان قاف میں سے جانے کی مجال
نتھی یہ باعث اور بھی زیادتی محبت شہزادے کا ہوا جسوقت یہ آفتاب عالمتاب طلسم کرہ
مشرق سے باہر آیا شاہزادہ اوٹھکر سوار ہوا تمام لشکر نے کوچ کیا برابر دو منزل تک پانچ پانچ
کوس پر کوچ و مقام ہوتا آتے آتے لشکر نے قریب شہر طلائی کے نزول اجلال اور ورود اقبال
فرمایا جن نے شاہزادی سے عرض کیا کہ یہان مقام قیام نہین ہے چاہیے کہ جلد یہان سے
آگے چلکر استقامت فرمایئے ایسا نہو کہ برگشتہ بختی حضور کے دشمنون کو پیش آئے یہ راہ صعب
ہے مین پہلے بھی عرض کرچکا ہون کہ یہان ایک نے کوئی بجاتا ہی کہ دل سنگ بھی ہو تو آب
ہوجاتا ہے سنتی ہی وہ شخص جسکے کان مین یہ صدا جاتی ہے بے اختیار اس شہر مین داخل ہوتا
ہے وہان جاکر مفقود الخبر ہوجاتا ہے پھر پتا اور نشان اوس رہرو جادہ ہستی کا نہین ملتا
شہزادی نے کہا اے برادر اگر چاہا پروردگار نے تو یہ عبد ذلیل یہان سے بھی دامن امید کو پر از
گلہائے آرزو کرے گا کچھہ مقام خوف و اندیشہ نہین روگردانی مشکل ہے ہمارا پیشہ نہین یہ کہکر
رخت سفر اوتارا وہ جن لاچار خاموش ہو رہا پھر ایک مقام پاک و پاکیزہ مین اگر شہزادے نے
فرش وغیرہ بچھوایا اور معشوقان پریچہرگان سے صحبت آرا ہوا پھر خاصہ تناول فرمایا رقص
کی محفل ہوئی اس طرح عیش و عشرت مین معشوقون کے ساتھہ مشغول تھا جب قریب
نصف شب کے گذری تھی یکایک آواز باسوز وگداز نے نوازی کی سمع اقدس مین
پہونچی اور اہل محفل نے بھی سنی ہر ایک پہلے تو اسیجا سکے کا ڈہنگ ہوا اور وجد مین آکر
جھومنے لگا پھر بے اختیار اوٹھہ کر شہر کے طرف چلا چنانچہ معہ شاہزادہ اور رفقا اور جن اور

پیدا ہوئی اور برق شعلہ بار بڑے جوش وخروش سے چمکنے لگی کہ اوسکی روشنی سے
وہ مکان تمام رشک دشت ایمن بنگیا اور زمین مکان زمرد کی لال ہو گئی جو جیز تھی
فرط دہشت سے بیحال ہو گئی اسطرحکی آوازین ہیبت ناک آئین کہ آثار محشر نمودار ہوئے
ہر آواز غضبناک صور اسرافیل سے مشابہت رکھتی تھی کہ جس سے زہرہ انسان
کا آب ہوتا تھا اوس جن کا منہ دہشت سے فق ہو گیا اور دل خوف سے دھڑکنے
لگا کہ یکایک کچھ لوگ سامنے سے پیدا ہوئے پھر دیکھا تو ایک شعلہ آتش از زمین تا
چرخ برین بلند ہے اور باغ کے درختون سے آواز پیدا ہوئی کہ یا گوہر بار جادو یا گوہر
بار جادو شہزادہ اس اولولعزمی کو دیکھکر حیران تھا کہ اوس شعلے سے ایک تخت پیدا
ہوا اوسپر ایک بادشاہ کو سوار دیکھا کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ تکیہ نور تخت پر لامع ہے آفتاب
محشر طالع ہے اوس بادشاہ نے قریب آکر شہزادے سے معانقہ کیا اور کہا اے
شاہزادے مین اپنے بزرگون کے زمانے سے بادشاہ طلسم ہون اور آپ فاتح اس
طلسم کے نہین ہین فرزند آپکا ازروی قاعدۂ نجوم دریافت ہوتا ہے کہ شہزادہ کیوان علم
ہوگا اور اوس زمانے مین سلطنت طلسم کی میرے فرزند کو ہوگی کہ نام اوسکا
درۃ التاج شہریاری ہوگا اور فرزند میرا صاحب ایمان ہوگا اس باعث سے اوسکو
شکست ہوگی اب آپ کو مناسب ہے کہ یہان سے واپس ہون شہزادے نے
کہنا اوسکا بدل منظور کیا اور آگے بڑھنے سے باز رہا وہین سے بازگشت کی ایک
روز کے بعد وہان سے پھر کر اوس صحرا مین جہان لشکر اوترا تھا پہونچا اہل لشکر دیکھکر
کمال خوش ہوئے پھر اوس جن نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہے کل صبح کو انشاءاللہ یہان سے
کوچ ہوگا پھر شاہزادہ ساتھ ملکہ خورشید جمال کے صحبت آرا ہوا اوسی شب کو

تھی اور اون درختونکا سایہ اوس مکان پر عکس افگن تھا اور اوس خندق پر ایک چھوٹا سا پل
مثل پردہ چشم عاشق ایک سیپ کا خوشرنگ بڑی صنعت کا بنا تھا شہزادہ اوس پل
سے گذر کر اوس مکان جنت نشان کے دروازے پر پہونچا کوئی شخص نظر نہ آیا شہزادہ ٹھہرا تھا
کہ دروازہ اوس قصر کا کھل گیا جب دروازہ کھلا شہزادہ سمجھا کہ فرمانا حضرت کا درست ہے
تجھے اجازت جانے کی ملی مالکان طلسم نے راہ دی پھر اندر اوس مکان کے شہزادہ
تشریف لایا وہان بھی ایک باغ جنت نظیر اور بہت سے کمرے زمرد کے اور شہ نشینین
تعمیر دیکھین کہ اونکے صفت بیان کرنے مین طول ہوگا مطلب نہ حصول ہوگا پھر
ایک مکان مختصر اور اوسی مکان مین شہزادے کو چشم تماشا بین نے دکھایا کہ مانند
چہل ستون کے بنا ہے اور ایک تخت اوسمین زمرد کا تراشا ہوا جسکے ہر پایے پر چار
طاؤس دم کا چتر بنائے رقص کرتے تھے بچھا ہے اور چند لکے ابر کے اوس سر چہل ستون
پر قایم تھی کہ اونمین سے بارش برابر موتیون کی ہوتی تھی اور چند نہرین سامنے اوس تخت
کے جاری تھین شاہزادہ اوس تخت کے قریب پہونچا اوسوقت اون طاؤسون نے
جو تخت کے چارون کونو پر زمرد کے بنے تھے منقار اوٹھا کر آواز دی کہ آپ طلسم کشا
نہین ہین ناحق تشریف لائے پھر شاہزادہ کی وہ طاؤس تعظیم بجا لائی اور رقص کرنے
لگے شاہزادہ اوس تخت طلسمی پر بیٹھ گیا جب جن نے چاہا کہ مین بھی اوسکے قریب
جاؤن اور شاہزادے کے پاس جاکر بیٹھون وہ طاؤس آمادہ پرخاش ہوئے اور منقار
اوٹھا کر چلے منہ سے اونکے شعلے آگ کے نکلنے لگے شاہزادے نے جب یہ معاملہ دیکھا جن
کو منع کیا کہ یہ مقدمہ طلسم ہے اے برادر تم نہ آؤ ایک لحظہ اس معاملے کو نہ گذرا ہوگا
کہ ایک طوفان عظیم الشان پیدا ہوا اور آواز سخت بادل گرجنے کی بڑے زور شور سے

ہوا سبحان اللہ ایک بیشہ نظر آیا کہ اس خوبی اور لطافت کا کوئی مرغزار پردہ قاف اور پردہ دنیا مین نظر سے نہ گذرا تھا کہ تمام زمین وہان کی غیرت گلزمین ہے سرسبز وشاداب رشک فردوس برین ہے بہار باغ بہشت ہزار جان سے اوس پر نثار ہے چمنستان جہان جسکے عشق مین داغدار ہے طرح طرح کے پھول شگفتہ اور انواع اقسام کے غنچے کھلے شاخین میوہ دار درخت کی جھکگر بہزار ناز و اعجاز عروس وشت سے ہم آغوش اور عندلیبان خوش الحان و بلبلان ہزار داستان نغمہ سنج بہار وہان کی واقع دردو رنج اوس بہار کو اگر کوئی نثار تحریر کرے رنگین مضمون دیار نثر مین پیدا ہون قلم نخل شاخ گل ہو صفحہ تحریر گلستان بے تامل ہو نقطہا گوہر ورق خوشہ انگور کی کیفیت دکھائی ساغر ورق مثل جام بلور بادہ مضمون سے بھر جائی یہ بہار نئی مستی دکھائی ہر سطر مسلسل سنبل نمط خط جام ساغر جسم نظر آئے دائرہ حروف مضمون کے شیشہ ہائے مے دکھائی دین قلمدان کو رشک لب سے کہین غرض آب و ہوا سے اس مقام کے یہ دونو محظوظ ہوئے اور غنچۂ دل جو پژمردہ تھا اوس گلزمین رشک فردوس برین سے شگفتہ ہوا ہر قدم پر نیا طلسم پایا تازہ تماشا دیکھنے مین آیا یہان تک کہ جاتے جاتے ایک عمارت بارفعت کہ ہمسر آسمان تھی نظر پڑی کہ قلم حقیر اوس قصر کی صفت کرنے مین قاصر ہے تمام مکان سر سے پانگ تک الماس زمرد کا بنا تھا کہ چشم انسان نے کبھی نہ دیکھا ہوگا بلکہ کانون نے بھی نہ سنا ہوگا اور گرد مکان کے ایک خندق عمیق واقع تھی اور اوس پر کچھ درخت تھوڑے فاصلے پر گنجان مثل عاشق و معشوق دست و بغل اس روش سے لگے تھے کہ جنکے دیکھنے سے دل کو فراغت ہوتی تھے سبز بختان جہان کو فرحت ہوتی

کہ بغیر دیکھے اسکے آگے نجاؤنگا وہ جن مایوس ہوا اور عرض کیا کہ حضور یہ طلسم
پردۂ قاف ہے یہان ساحر بھی جن ہونگے اور مین حاضر نہو سکونگا شہزادی نے
کہا کہ بھروسا مجھے عنایت پروردگار پر ہے تمہارے آنے کی کیا احتیاج ہے بندہ
سوا ے خدا کے کسیکی مدد کا کب محتاج ہے یہ کہکر لشکر وہان ٹھہرایا اور آپ ایک
خیمہ علیحدہ استادہ کراکے عبادت صانع طلسم عالم مین مشغول ہوا شب بھر عبادت
کی اور دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیا دیدہ باطنی وا ہوئے آنکھہ بند
ہو گئی برقع حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کا سامنے سے پیدا ہوا اور آگراونہون نے
فرمایا کہ اے شاہزادے یہ طلسم مینے تعمیر کیا ہے تو شوق سے اسمین جا
کوئی مانع نہو گا اور تو فاتح اس طلسم کا نہین ہے بطن ملکہ خورشید جمال سے
ایک فرزند پروردگار عالم تجکو عطا کریگا کہ نام اوسکا شاہزادۂ کیوان علم ہوگا وہ اسکا
فاتح ہے مگر تو اسکے اندر جاکر کچھہ کیفیت دیکھکر پھر آنا اور علامت طلسم واسطے قوم اجنا
یا اور قوم کے کہ کوئی خرابی مرحلون پر طلسم کے نہ آئے ظاہر ہوتی ہین تیرے جانیسے
ظاہر نہ ہونگی مناسب یہی ہے کہ اپنے ارادے سے باز آ اور اندر طلسم کے نجا اور اگر قسم کا پابند
ہے تو کچھہ دور جاکر واپس آنا یقین ہے کہ بادشاہ طلسم تجھسے ملاقی ہو اور یہ طلسم بہت
بڑا ہے کہ کئی شہر وسلع اسمین آباد ہین انشا اللہ سب قبضہ مین تیرے فرزند کے
آئینگے یہ کہکر حضرت تو آنکھون سے ناپدید ہوئے شہزادے کی آنکھہ کھلی پردۂ غفلت
کا اوٹھا صبح کو دربار مین آیا اور اپنے خواب سے اوس جن کو اطلاع دی پھر
واسطے رفع قسم کے طرف طلسم کے روانہ ہوا جب قریب دیوار طلسم کے پہونچا
دیکھا تو اوسمین سے دروازہ پیدا ہوا شہزادہ مع اوس جن کے اندر داخل

قصہ مختصر شہزادے نے قریب جاکر اوس گھوڑے کی پشت پر ہاتھہ رکھا وہ سر جھکا
کر چپکا کھڑا ہو رہا پھر شہزادے نے اپنے ہاتھہ سے اوسپر زین وغیرہ کھینچکر تیار کیا اور حلقہ رکاب
مین پاؤن رکھکر باہر مکان کے لاکر سوار ہوا بخوبی اوس اسپ نے اس شہسوار کو سواری دی
ذرا شوخی نہ کی وہ جن حیران ہوا شہزادہ اوسپر سوار ہوکر اپنے مقام فرودگاہ مین
تشریف لایا اوس جن نے عرض کیا کہ یہ مرکب حضور کے لایق ہے اور کسیکو سواری نہ دیگا
اب آپ ہی اسپر سوار ہوا کرین ہمیشہ اپنی سواری کے لیے رکھین شہزادے نے کہا اگر
تم قیمت اسکی لے لو تو کیا مضائقہ جن نے کہا استغفر اللہ نقد جان تک آپ پر سے نثار
ہے یہ جانور کیا مال ہے عرض بعد رد و قدح بسیار شہزادے نے قبول کیا قریب پندرہ
دن کے دعوت وغیرہ مین صرف ہوئے پھر شاہنشاہ اجنا سے شہزادے نے رخصت
چاہی اوسنے ایک بارگاہ سلیمانی اور تخت اور ایک بازار کہ جسکو بلقیس نے تعمیر کیا تھا
پر از جواہر اور لباس عمدہ ملک قاف کے اور تحفے اور اسلحے اور بہت ساز زر و جواہر عنایت
کیا اور ایک ساز باجے کی قسم سے دیا کہ جسوقت حضور اسکو بجائینگے فوراً برادر تمہارا
یعنے یہی شہزادہ جو آپ کے ساتھہ فتاحی طلسم پردۂ دنیا مین شریک تھا حاضر ہوگا اور جو
کچھہ آپ ارشاد فرمائینگے بسر و چشم انشاء اللہ بجا لائے گا پھر اوسی حشم و خدم سے شہزادے
کو رخصت فرمایا شہر کے باہر تک پہونچانے آیا اور اوس جن کو ہمراہ کردیا کہ پردۂ دنیا تک
تم بھی ہمراہ جاؤ اور بازار بلقیس روانہ کردی کہ تمہارے ملک مین یہ آباد ہوا اور قوم جن
سے اقرار نامہ لیا کہ پردۂ دنیا مین جب آباد ہونا اوسوقت کسیکو رنج نہ پہونچانا غرض
شہزادہ پھر اوسی طرح اوس دریا سے پار گذر کر زندان خانۂ قاف کو طے کرکے قریب
طلسم گوہر بار سلیمانی کے پہونچا جہان بارش موتیون کی ہوتی تھی اوسوقت قسم کھائی

اوڑنے مین پری سی تھا نکلتا
کیا تاب جو سایہ ساتھ چلتا

چلنے مین وہ راہوار آندھی
رفتار یہ تھی نثار آندھی

برق تابان سے گرم رو تر
رکھی نہ قدم کبھی زمین پر

گھوڑے یہ ہوا کے تھا وہ اسوار
یا روی زمین پہ چرخ دوار

خورشید نثار سر قدم پر
تھے نقش سم اوسکے ماہ و اختر

خالق نے وہ دی غضب کی چل پل
تھی جس سے دل صبا مین ہلچل

جاتا تھا وہ اسطرح سے توقیر
جسطرح کرھی کمان کا تیر

سرعت تھی بجائی خون رگونیز
سحر و جادو فسون رگون میز

طاؤس کی دم سری کی صورت
خورشید کے سم قمر کی شوکت

بے مثل وہ آنکھ ناک چہرا کان
چیتے کی کمر تو شیر کے شان

خوش وضع و پشت رو ہمہ تن
شفاف بدن بلند گردن

لب مثل ہلال دانت تاری
آنکھون سے بنی ہرن چکاری

وہ بال مثال کاکل حور
تھا شرم سے رنگ حور کا فور

شوخی کا بنا ہوا سراپا
دیکھے ہوئے دلبری کا کوچا

نعل اوسکے ہر ایک رشک انجم
تھا ساغر ماہ کاسہ سم

شوخی سے جو وہ بھرے طرارے
پیدا ہون زمین پہ چاند تارے

ورشک وہ براق شبدیز
رفتار مین ماہ سے کہین تیز

اندھیاری کا اوسکے چاندنی نام
تھا عرصہ دو جہان بھی اک گام

روباہ تھا خجل اوسکے آگے
وہ رم کہ ہرن حیا سے بھاگے

وگلہاے خوشرنگ سے معطر اور معنبر تھا اور اوسجگہہ ایک طرف کو ایک مکان سنگھای سیر
و مرغ سے تعمیر سراسر تھا شاہزادے نے پوچھا کہ اس مکان اور بیٹھنے نے کیا فرحت تازہ پائی
ہے کہ دماغ جہان نسیم عنبر شمیم کے جھونکون سے معطر ہوتا ہے یہان کسکا مسکن ہے اور
کون رہتا ہے شہزادہ جن نے کہا کہ یہ مکان اسپان شاہی اور مرکب بند جو سواری کو
حضور کی لینے گئے تھے یہین سے بھیجے گئے تھے مگر اے شہریار ایک بچھیرا اصطبل
ملک بادشاہ سنگبار کی یہان سے غلام تاجر کی شکل بنکر لاکھون روپیے صرف کرکے لایا
ہے وہ عجب مرکب باد رفتار جہان پیما ہے کہ ابلق لیل ونہار نے باوجود شوخی اور چالاکی
اور گردش کے کبھی نہ دیکھا ہوگا لیکن وہ گھوڑا کسیکو سوار ہونے نہین دیتا ہے
اور ایسا چالاک ہے کہ گھوڑے پرند اوسکے تگ وتاز کے مقابل لنگ کرتے ہین ہمقدم
نہین ہوسکتے اور ایک بات نادرات سے یہ دیکھنے مین آئی کہ جسبروز اوس مرکب
کو یہان مین لایا جتنے گھوڑے کہ میرے اصطبل مین تھے اونھون نے اوسے دیکھکر
سر زمین پر رکھا گویا اوسے سبنے سلام کیا شہزادے نے یہ سخن چالاک سنکر مشتاق
ہو جن سے کہا کہ ہم بھی اوس مرکب کو دیکھین غرض وہ جن اندر اوس مکان کے
لایا اور بہت سے گھوڑے شہزادے نے ملاحظہ کیے لیکن ایک نمگیرہ زرتار کے نیچے
ایک گھوڑے کو کلابتون کی ریسمان سے بندھا دیکھا اور تمام اسباب اوسکا ساز و یراق
مرصع کار صندلی پر رکھا دیکھا مگر عجب گھوڑا تھا کہ جسکی صفت مین توسن طبع یون جولان
ہے اور فرس کلک میدان قرطاس پر یون رواں ہے **نظم**

وہ اسپ کہ عزم جسکا گھوڑا
بجلی سی بھی تیز رو قدم مین

راکب کا مزاجدان وہ گھوڑا
افلاک کو طے کرے جو دم مین

اور فریدون پہ طعنہ زنی کرتی تھے گلدستے اونمین رکھے تھے اور فرش موقع اور مناسب سے
بچھا میر فرش سانچے کے ڈھلے جواہر کے کونون پہ فرش کے رکھی اور اسباب تمام شاہانہ
سجا ایکطرف چھپر کھٹ ایک سمت مسہری جواہر کے کام کی گسترده وہان مسند مغرق پر
شاہزادہ آکر جلوہ فرما ہوا اسجگہہ سے جہان معشوقین شاہزادے کی تھین کچھہ فاصلہ
نہ تھا وہ مکان بھی ملحق تھا ملکہ خورشید جمال اور ذوفنون اور لالپوش وغیرہ کو طلب
کیا وہ بھی آنکے محفل آرا ہوئین غرض بڑے تکلف کے ساتھہ شاہزادے کو اوس جن نے
کئی طرح کے خلعت اور کشتیان جواہر کی دیکر اور مالے گوہر شبچراغ کے پہنا کر تواضع
اور تعظیم کے ساتھہ بٹھایا پھر شہزادی کی معشوقون کے ساتھہ بھی یونہین پیش آیا آخر کار
اسیطرح شب و روز عیش و عشرت کے ساتھہ مہمان بسر ہونے لگی کہ روز سحر کو پوشاک
بدل کر دربار مین جانا اور شام کو اوس جگہہ داد عیش و خرمی دینا جب کچھہ دن یونہی
منقضی ہوئے شہزادے نے درخواست سیر اطراف و جوانب پردہ قاف کی
اوس جن نے عرض کیا کل تشریف لیچلیے گا غرض اوس شب کو عیش و نشاط کے
ساتھہ کاٹا روز دوم شہزادہ اور شہزادگان پردہ قاف اور جن واسطے سیر کے روانہ
ہوئے ایک بیشے مین پہونچے کہ جہان ایک چھوٹا سا پہاڑ نظر آیا اور زیر کوہ ایک دلدل
کیچڑ کی دیکھی اوسمین آفتاب کو اس شمس سپہر سلطنت نے غروب ہوتے دیکھا اور
آگے اوسکے زمین و آسمان کچھہ نہ تھا شہزادے نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے جنون
نے عرض کیا کہ یہ جگہہ اختتام دنیا کی ہے اسکے آگے مالک کون و مکان کو حال
معلوم ہے کہ کیا ہے پھر وہ نیر سپہر شہریاری اوس طرف سے پھر کر اوسمت چلا اور ایک
بیشہ اور مرغزار نہایت فرح افزا دیکھا آتے آتے ایک بیشے مین پہونچا کہ انواع ریاحین

شاہی شاہان ممالک قاف سے جمع تھا اور ایک تخت سلیمانی اوسمین بچھا تھا کہ جسکے
پایون کی جگہہ چار طرف چار شیر طلائی لگے تھے اور تخت مین بارہ دروازے تھے اور تمام
جواہر کی اوسمین پچی کاری تھی عجب تیاری تھی اور ہزارہا جن دست بستہ روبروئے
تخت کھڑا تھا امیران قاف سے دربار بھرا تھا امرا و زرا پردہ قاف کے اپنے اپنے
دنگلون پر متمکن تھے وجیہ و شکیل و مغز ضعیف و کم سن تھے اس بادشاہ اجنا مالک
اورنگ سلیمانی نے اوسجگہہ شہزادے کو لا کر تخت پر بٹھایا نہایت تواضع سے
پیش آیا پھر حکم دیا کہ پریان حاضر ہون اور رقص و سرود سے شہزادے کو محظوظ کرین
فوراً پریان حاضر ہوئین اور جام شراب گردش مین آیا ناچ سامنے ہونے لگا پھر
شاہزادہ جن نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کونسے قصر مین شہزادہ فروکش ہو باپ
نے کہا کہ قلعہ نگار ارم اور گلستان ارم مین لشکر کے سردار اوترین اور قصر زمردین
مین شہزادے کے محلات رہین اور شہزادے کو اپنے مکان اور باغ مین جہان
تم اے فرزند رہتے ہو اوتار و حسب الارشاد اسکے وہ جن عمل مین لایا جیسا اسکے
باپ نے کہا تھا ویسا ہی ہر ایک افسران فوج کو اور شاہان طلسم کو گلستان ارم
مین اور قلعہ نگار ارم مین فروکش کیا مگر شہزادے نے قزاق اور تاجر کو اپنے مقام
فرودگاہ مین جگہہ دلوائی اونکی مفارقت خوش نہ آئی غرض جب دربار سے رخصت
ہوا اپنے مقام آرام پر آیا اوسجگہہ کو نزہۃ الطلسم پایا کہ سر دیوار مکان پر طاؤس ہای
زرین بال پھیلائے تھے خوش فعلی اور کلیل کرتے تھے اور دیوار گیریان آراستہ
آئینے قد آدم کہ دل سکندر اوپر قربان تھا وہ مکان رشک گلستان جنان تھا
باغ جواہر سراسر پرفزا او سجا لگا تھا قدرتی ہرا بھرا تھا ایوان مین طاق طاق کسرے

اور سرکشان پردہ قاف کو واسطے استقبال کے لائے ہین غرض شہزادہ قریب تخت پہونچکر
رسم ادب اور آئین شہریاری کے بجالایا اور بلبل ہزار داستان کی طرح دعا و ثنائے شہریاری
خوش لہجگی کے ساتھہ ادا کی کہ بادشاہ اجنا کمال محظوظ ہوا اور اپنے پاس باہم معانقہ کر کے
تخت پر بٹھالیا اور کہا اے فرزند تجھے شہریاری زیبا ہے کہ تو نے میرے فرزند کی استعانت
کی اور اوسکی جان بچائی پھر تمام شہزادگان پردہ قاف نے باہزاران نیاز اگر ملاقات کی
اور شہزادے کی باتون سے کمال مسرور ہوئے پھر باحشم و خدم طرف شہر کے روانہ
ہوئی جسوقت اندر شہر کے پہونچے اوس شہر رشک جنان یعنی پرستان کا کیا ذکر کرون
ہر ایک عمارت شہر کی سراسر طلسم تھی مکان طلائی اور نقرئی اور جواہر کے بنے تھے
اسطرح چمکتے تھے کہ نظر کو خیرگی ہوتی تھی اور ہر ایک مکان مین پریان در و بام پر سواری
کا سامان دیکھنے کو منتظر تھین اور دوکانے جناتون سے آباد کہ وہان کے ہر ایک مشتری
بر مہر کامل کو آئینہ وار حیرانی ہر ایک دوکاندار رشک خورشید یوسف ثانی نیک طینت خوش
طلعت جہان کا اسباب دکانون مین موجود ہر ایک کے دروازے پر روشنی کا سامان
جھاڑ فرشی دروازے پر استادہ گلاس سبز و سرخ یاقوت و زمرد کے نصب کہ دل کا کنول
جنکی دید سے کھلجائے چشم پروین حیرانی مونھہ کھائے فلک کنول آفتاب و مہتاب اونپر نثار
کرتا گرمی حسرت سے جل جلکر مرتا ہوائے دید مین ٹھنڈھی سانسین بھرتا اور کسیجا
غلہ فروشون کی دوکانین کہ جنکی صفت مین سورۂ مائدہ پڑہنا روا اور دوکانین عطار کی
کہ جہان کی خوشبو سے بوئے مشک کی خوشبو کافور ہو رشک سے سامنا نکرے دور
ہوا اور جوہریون کی دکانین نورانی کہ سورۂ نور جنھین دیکھکر انسان پڑھے غرض
شاہزادے کو بادشاہ اجنا ملک کی سیر دکھاتا دار العمارۂ شاہی مین لایا وہان دربار

خیمہ و خرگاہ اون مرکبون پر بار کر کے اور شہزادے کو مع کل لشکر کے سوار کیا اون مرکبون
نے بلند پروازی کی یہان تک کہ ایک شبانہ روز مین اوس دریا کو طے کیا جسوقت
دریاے اخضر پر آفتاب جلوہ فرما ہوا گھوڑے زمین پر آئے اور کنارہ دریا کا دکھائی
دیا کل لشکر اوس جگہہ پر پہونچا اوس جن نے وہان بھی خیمہ بازینت و زین آراستہ
کرایا اور شہزادے کو فروکش کیا تا رنج راہ سے آسودہ ہو اور سامان دعوت مہیا کیا
اور عرض کیا کہ حضور اس مقام مین آرام فرمائین مین جاکر آپ کے مقدم کی اطلاع
اپنے باپ سے کرون اور یاران وطن کو خوشخبری سناؤن غرض شہزادے کے
لیے یہان تو پریان آکر موجود ہوئین صحبت عیش برپا ہوئی اور کل لشکر کھانے وغیرہ سے
فراغت حاصل کر کے شغل مینوشی مین مصروف ہوا اور وہ جن وہان سے رخصت
ہوکر اپنے ملک مین داخل ہوا جسوقت مہمانان فلک یعنی سیارگان مع خسرو ماہتاب
دعوت شب سے فراغت پاکر آب شبنم سے سیراب ہوکر ٹھنڈے ٹھنڈے سدھاری
اور آفتاب ہزاران زیب و زینت سے مہمان فلک چارم ہوا اوسوقت شہزادی نے
کوچ کا سامان کیا دیکھا تو وہی جن حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تشریف لیچلیے غرض شہزادہ
روانہ ہوا جب تھوڑی دور چلا سامنے ایک لشکر عظیم دکھائی دیا قریب لشکر جب پہونچا
دیکھا کہ ایک تخت کو کئی ہزار دیو اوٹھائے ہین اور ایک بادشاہ کمال تزک سے
اوسپر جلوہ فرما ہے اور اراکین سلطنت جمع ہین اور بہت سے شاہ و شہریار زادی
مرکبہاے پرند پر سوار منتظر چشم براہ کھڑے ہین اور سرکشان قاف افسران فوج مسلح
بکمال استادہ ہین شہزادے نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اوس جن نے عرض کیا کہ اے
شہریار والا تبار اس تخت پر اوس شخص کے والد ماجد سوار ہین اور جملہ افسران فوج

کوچ کیا جب اور آگے بڑھا ایک چار دیواری نگارین منقش اور مطلا دکھائی دی اور سر حصار
پر کچھ لکہا ہے ابر دیکھے کہ ابر نیسان پر اونکو آبرو حاصل تھی یعنی بارش اوسمین سی گوہر
کی ہوتی تھی اور موتی برستے تھے شاہزادہ نے پوچھا جن نے عرض کی کہ اے بادشاہزادے طلسم گوہر بار سلیمانی
ہے کہ جہان ہمیشہ بارش آب گوہر ہوتی ہے اور کوئی یہان بھی نہین جاسکتا ہے شہزادہ
جب آگے بڑھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر پڑا اوس جگہہ بہت سے درخت کٹے
ہوئے پڑے تھے اور ایک خندق گرد قلعے کے بہت بڑی مثل قعر عدم کے گہری کھدی تھی
اور آتش اوسمین شعلہ زن تھی وہ جگہہ رشک صد ہزار گلخن تھی اور در قلعہ پر بہت سے دیو
کہ جنکی شکلین ہیبت ناک تھین وہ اوس آتش مین پڑے جلتے تھے اور کچھہ دیو مثل موکل جہنم
اوس جگہہ موجود تھے شہزادے نے اونکی کیفیت پوچھی جن نے بیان کیا کہ یہ جلادان
پردۂ قاف ہے جو کوئی کہ مبتلائے آتش قہر سلطانی ہوتا ہے اوسکو اس جا جلا کر ٹھنڈا کرتے
ہین اور چراغ اوسکی حیات کا گل کردیتے ہین یہ لوگ جو گرفتار عذاب عظیم ہین خونی اور گنہ گار
حاکم پردۂ قاف یعنی اوس شخص کے باپ کے ہین آپ تشریف لیچلین انکی کچھہ فکر نکرین
شہزادے نے کہا کہ ہمارے آنے کی خوشی مین انکو آزاد کرو ہر ایک کو دلشاد کرو جن نے کہا
بہت خوب اوسیوقت ایک موکل کو طلب کرکے حکم تخلصی دیا اوسنے جاکر اون ناریون
کو اوس آگ سے رہا کردیا وہ سب اوس آگ سے رہائی پاکر خوشی خوشی اپنے مقام کی
طرف گئے اور شہزادہ آگے روانہ ہوا جب کچھہ راہ طے کی ایک دریائے زخار نمودار ہوا اور
لب دریا لاکھہا گھوڑے پرند باساز و زین و لجام مرصع کار جن لیے حاضر تھے جب شہزادہ
قریب پہونچا اون جنون نے عرض کیا کہ ان گھوڑون پر سوار ہو جیے پار دریا کے پہونچیگا
اور اوس جن نے بھی یہی عرض کیا کہ بعد اس دریا کے دار السلطنت مکتسرین کی ہے غرض تمام

ایک جفت سیمرغ فروکش ہے اوس جانور کی سرکار سے ان جانورون کو طعمہ ملتا ہے اور
اے شہریار جسوقت وہ اپنے مقام سے اوڑتا ہے کوہ و دشت مین زلزلہ پڑجاتا ہی
لیکن کیا رحم دل طائر ہے کہ ؎ ہمائے برسر مرغان ازان شرف دارد ✤ کہ استخوان
خورد و طائرے نیازارد ✤ اور کسی مخلوق خدا کو اوس سے ایذا نہین پہونچتی یہ سنکر
شہزادے نے فرمایا کہ ہم بھی اوسے دیکھتے جن نے عرض کیا کہ حضور نے مرغ اسرار
کو جو در طلسم بدر الجمال مین ملاحظہ کیا تھا اسی جانور کے مثل تھا اور مین آپ تنہا اگر اسکو
دیکھین گے ابھی لشکر ہمراہ ہے ایسا نہو کہ سیمرغ آمادہ پرخاش ہو پھر لڑنے کی تلاش
ہو غرض شہزادہ پیشتر روان ہوا جب کچھ اور راہ طی کی ایک سواد شہر دور سے نظر
آیا مگر قریب پہونچا دیکھا تو چار چشمہ ہین موجزن ہین اور بیچ مین اون چشمون کے ایک عمارت
کہ جسمین آئینے نصب تھے تعمیر دیکھی لیکن مکانات اوسمین متعدد تھے کہ چھوٹا سا شہر آباد
تھا شہزادے نے اس مقام کو بھی استفسار کیا اوس جن نے کہا کہ اس مقام کو طلسم
قصر البحرین سلیمانی کہتے ہین اس عمارت مین اب کوئی ساکن نہین ہے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بلقیس کے لیے یہ مکان شیشے کا تعمیر کیا تھا اور اس مین تصویرین بہت
بیشمار ہین اور آصف بن برخیا نے بہ برکت اسم اعظم الہی اسے بنایا ہے اکثر قوم اجنا اور
پریزادین اگر ان چشمون مین نہاتی ہین اور یہان سیر کرتی ہین غرض شہزادے نے
وہان ٹھہر کر ہمراہی اوس جن کے اوس جگہہ کو جا کر ملاحظہ کیا اوس مقام پر آئینہ دار
حیران ہوا کہ عجب صناعی اوسکی تعمیر مین بنانے والون نے صرف کی ہے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ تصویرین اوس جگہہ کی بولا چاہتی ہین اور مکان مین عجب طرح کی بھول بھلیان
بنی تھی کہ عقل معما پیچ کی پیچ مین آتی تھی غرض وہان سے پھر کر

دعوت کرونگا یہ دوسری منزل ہے انشاءاللہ کل پہونچ جاینگے وہ زرگاو بشکل دیو ہوکر اوڑ
گئے اور ایک لمحے مین اوس صحرا کو خار و خس سے پاک و صاف کیا ایک خیمہ غیرت دہ بارگاہ
لاکر برپا کیا اور جملہ سامان شاہانہ درست کر دیا جن نے لشکر کو قیام کا حکم دیا اور شہزادے
سے عرض کیا کہ اگر مزاج مبارک مین گذرے تو اس خیمے مین چلکر آرام فرمایے شہزادے
نے کہا بہت خوب پھر اوترکر مع نازنینان پریچہرہ گان کے اندر خیمے کے چلا جب در خیمہ پر
آیا چار سو جن نے جو بطور دربانون اور چوبدارون کے اوس جگہہ حاضر تھے
اونھون نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے عجب خیمہ عالی منزلت پایا کہ خیمہ گردون کا
بھی اوسکے رفعت کے سامنے مرتبہ پست تھا روبرو خیمے کے صحن مین چھوٹی چھوٹی کیاریان
گل کاری کی آراستہ تھین کہ اوس طرح کے پھول کبھی نظر سے کسی بشر کے نہ گذرے ہونگے
اور روش ہری اونکی صاف اور شفاف ہموار ایسی کہ نظر جسپر پھسلتی تھی بیچ مین ایک
مسند زرنگار بچھی کہ پائے خیال سے میلی ہوتی تھی اور سات سو فراش اوس خیمے پر
اہتمام کنان تھے چار سو چوب طلائی اندر خیمے کے استادہ اور تمام خیمہ مخمل کاشانی
کا تھا چار سو کلس طلائی ہر ایک چوب پر بدستور معمور تھی اور موافق ہر موسم کے اور
ہر فصل کے فرش اوسمین موجود تھا شہزادہ جب وہان پہونچا اگرچہ طلسمی سامان
اسنے بہت دیکھے تھے مگر حیران کار تھا کہ یہ سامان میری نگاہ سے کبھی نہین گذرا غرض
اوس شب کو پھر اوسی طرح پریان آکر مجرئی ہوئین اور کھانے انواع و اقسام کے کھلائے
جسوقت مسافر فلک خیمہ چرخ زنگاری مین متمکن ہوا پھر شہزادہ روانہ ہوا جب کچھ
راہ طے کی ایک کوہ نظر آیا اوسپر بہت سے جانور ہزار در ہزار مجتمع دیکھے شہزادے
نے اوس جن سے کہا کہ یہان کیا ماجرا ہے عرض کیا کہ یہ مقام سیمرغ کا ہے یہان

نہرین سلسبیل اور تسنیم آسا موجزن عروس باغ کا تازگی پر جوبن اور بارہ دری مین تیاری جہان کی بھری غرض وہان اگر شہزادہ محفل آرا ہوا اوس جن نے بڑے اہتمام سے جنون کو بلا کر اوس شب کو دعوت کا سامان تیار کیا ہنوز دو چار جام بادۂ ارغوانی و زعفرانی کے دور مین نہ آئے تھے دیکھا تو بر روی ہوا تخت پریزادون کے پیدا ہوئے اور اوس جگہہ اوترے اور کشتیان شراب ناب کی آئین اون پریون نے ناچ گانا شروع کیا اب راجہ اندر کا اکھاڑا جمع ہوا شب بھر جلسہ دعوت کا رہا تمام لشکر کو اوس جن نے خوان الوان نعمت پہونچائے پریون کے ناچ دکھائے گانے سنوائے وقت سحر جسوقت لکاول آفتاب نے دسترخوان ضیا بزم عالم مین گرماگرم بچھایا شہزادے نے کوس سفر بجایا پھر لشکر کا کوچ ہوا جب کچھہ دور لشکر بیشتر روان ہوا ایک دریا سبز رنگ نمودار ہوا جب قریب دریا پہونچے پانی اوسکا نہایت آبدار پایا شہزادے نے اوسکے سبز ہونے کا حال پوچھا جن نے عرض کیا کہ عکس کوہ قاف سے یہ دریا سبز رنگ ہے اور اوس دریا کے کنارے کنارے لشکر روان ہوا ایک مقام پر دو تین برج سفید رنگ نمودار ہوئے شہزادے نے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے جن نے عرض کیا کہ حضور یہ مقام نہین اور نہ کوئی دیو جن وغیرہ کے رہنے کی جگہہ ہے مگر یہ رخ جانور کے بیضے ہین اسیطرح عجائبات و غرائبات شاہزادہ ملاحظہ کرتا اوس مقام پر کہ جہان صدہا کشت زعفران کے لگے تھے اور وہ صحرا تمام زعفران زار تھا اور بہت سے نرگاؤ اوس مقام پر پھرتے تھے پہونچا اوس جن نے اون نرگاؤن کو پکارا وہ سب آنکر موجود ہوئے اوسنے حکم دیا کہ اے دیوان خونخوار جلد سامان دعوت درست کرو کہ مین شاہزادہ پردۂ دنیا کو اپنے ہمراہ لایا ہون اور دار السلطنت مین پہونچ

نہ سمجھا دل مین کہا کہ بعد والپسی اوس مکان سے جہان دعوت ہے ضرور اوسکو
دیکھونگا یہ سوچ کر حکم دیا کہ لشکر روان ہو غرض پھر وہانسے جب آگے بڑھا ایک باغ
نظر آیا اور بہت سے دیوان آدم خوار کو اوسکے دروازے پر دیکھا کہ کچھ گوشت آدمیون کا
اور جانورون کا آپسمین تقسیم کرتے ہین جب لشکر شاہزادہ قریب پہونچا وہ دیو دوڑے
اور چاہا کہ آدمیون مین سے ایک دو شخص کو طعمہ اپنا کرین اور شہزادے کے لشکریون
کو آزار پہونچائین اوسوقت اوس جن نے نعرہ کوہ شگاف لگایا کہ جس سے وہ دیو
اپنی شرارت سے باز آئی اور اونھون نے دیکھا کہ ہمارا شہزادہ اہتمام کنان ہمراہ
ہے بس اوسیوقت حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہمسے جو کچھ ارشاد ہو خدمت
بجا لائین جن نے حکم دیا کہ اس باغ کو بہت جلد آراستہ کرو بمجرد حکم فرمانے کے اون
دیوؤن نے کمال آراستگی کی پھر وہ جن شہزادے سے عرض کرنے لگا کہ آج کی شب
حضور اپنے قدم سے اس باغ کو تازگی دین اور صبح کو مثل نسیم سیر گلشن شہر
کی طرف روانہ ہون شہزادہ اسکے کہنے کے بموجب اوس جگہہ مع معشوقان گل اندام
کے اوترا اور لشکر بھی بیرون باغ قیام پذیر ہوا جب اندر باغ کی تشریف لایا یہ پرستان
کا باغ تھا تعریف اسکے کیا زیب قلم ہو جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوائے گلہائے رنگ
برنگ کے زمین نہ دکھائی دیتی تھی چمن ہائے طولانی لاثانی جواہر کے درختون کے بنے تھے
اور صناعان چابکدست نے جس پھول کا جو درخت بنایا تھا اوسیکا عطر اوسکے خوشے
مین داخل کیا تھا کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی تھی دماغ جان معطر اور معنبر ہوتا تھا شہزادے
نے وہ فزا اپنی عمر مین کبھی نہ دیکھی تھی اشجار میوہ دار بیشمار شاخین بار اثمار سے سر بسجود
قدرت باغبان ازل کا شکر کرتی تھین عالم تازگی سے وجد مین اگر جھومتی تھین اور ہر جانب

زمین سپہر وقعت کا ذرہ دکھائی دیتا ہے اور بہت سا جواہر مثل لعل و الماس و پکھراج وغیرہ
کے بجاے سنگریزون کے اوسجا پڑا ہے کہ وہ سبزے سے آسمان کی کیفیت اور اون سنگریزون
سے ستارون کی سیر نظر آتی ہے جب تھوڑی دیر راہ او رطےکی اپنے لشکر کو آراستہ و پیراستہ
منتظر کھڑا دیکھا جب قریب پہونچا شہزادہ قلب لشکر مین داخل ہوا طبل داخلے کے بجے
پھر وہان سے جب آگے روانہ ہوا دور سے یہ معلوم ہوا کہ آتش کسی جا پر روشن ہے اور دور
تک شعلہ زن ہے شہزادے نے اوس جن سے کیفیت پوچھی اوسنے عرض کیا
کہ اے شہریار یہ سوا و شہر ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام نے اوسکو
سونے کا تعمیر کیا ہے اور اندر شہر کے بھی عمارت تمام سونے کی ہے یہ سنکر شاہزادہ
مشتاق ہو کر برسبیل تعجیل اوس طرف چلا جب قریب در شہر پہونچا دیکھا کہ ایک
دروازہ طلائی بہت بڑا لگا ہے مگر حاجب دربان کوئی نہین اوس جن نے
عرض کیا کہ اے بادشاہ سلیمان جاہ اس مقام پر کوئی جاتا نہین کسواسطے کہ حضرت سلیمان
نے ہم لوگون سے قسم لی ہے مگر ہان وہ شخص جاتا ہے کہ جسپر قہر و عتاب سلطانی
نازل ہوتا ہے اور شبکو اس مقام پر راگ اور گانے بجانے کی صدا آتی ہے اور ما ورا
اون آوازون کے ایک آواز نے بجانے کی ایسی دلکش آتی ہے کہ جسکو سنکر بے
اختیار جن و پری اور انسان کوئی ضبط نہین کر سکتا دوڑکر اس شہر مین چلا جاتا ہے
اب حضور کو مناسب ہے کہ بہت جلد اس جگہ سے روانہ ہون ٹھہرنا یہان مناسب
نہین ایسا نہو کہ شب کو آواز نے سنکر ہر شخص اسمین داخلہ کریگا اور صاحب داخلہ
پھر واپس نہ آیگا خدا جانے زمین کھاتی ہے یا آسمان اوڑا لیجاتا ہے یہ ذکر سنکر
شہزادے کو ایک اشتیاق پیدا ہوا مگر چونکہ مہمان اوس جن کا تھا خاطر شکنی مناسب

کدھر ہے تو اے ساقی بے خبر | کہ پھر بادہ خوارون کا پھرتا ہے سر
پلادے لب جام سے لب میرا | پلادے مے ارغوان ساقیا
تجھے دختر رز کی جان کی قسم | تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
پڑھا دے سبق مرشد جام کا | بہانہ یہ ساقی نہین کام کا
چلے کشتی مے روانی کے ساتھ | مزا ساقیا ہے جوانی کے ساتھ
سمجھنا نہ ساقی ہمین کوئی غیر | پلا جام اک بھر کے خم کی ہو خیر
کہ یہ دور ہے ساقیا آخری | ہمین بھی چھکا دے نشے مین ذری
جو ہو سر گرانی تو پھر جسم ہون ہین | بدولت تیرے بھاری بھر کم ہوئین
جو اک جام آخر مین پا جاؤن مین | تو پھر چلتا پھرتا نظر آؤن مین

تعلی بخش طبع نکتہ دان کمند انداز بام افلاک داستان یون اوج گرائے مضامین پردۂ قاف ہے اور مشاطۂ کلک کا روبروئے شاہد قرطاس پری رخسار کے اظہار صاف ہے کہ جسوقت شاہزادہ فلک مرتبت ہمراہ جن تخت پر سوار ہوکر روانہ طرف پردۂ قاف ہوا اسقدر راوس تخت نے بلندی اختیار کی کہ عمارات نشیب عدم نگاہ مین پست دکھائی دینے لگی یہان تک کہ قریب ایک کوہ زمرد فام کے وہ تخت اوترا اور زمین پر اوس نے قرار لیا شہزادے کو جن نے اوتارا کچھ لوگ وہان حاضر تھے ایک مرکب باساز طلاکار اور سواریان زنانی لیے منتظر تھے اونھون نے محلات کو شہزادے کے سوار کیا او شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا وہ جن رکاب تھام کر ہمراہ ہولیا شہزادے نے اوس پہاڑ کو دیکھا کہ تمام کوہ سر باوج فلک کشیدہ کہ جسکے عکس سبز رنگ سے چرخ اخضر نیلگون ہے اور دامن کوہ اسقدر فراخ ہے کہ آسمان اوسکا کنارہ معلوم دیتا ہے اور آفتاب اوسکی

روان ہوا یہ ثانی سلیمان ہوائے دیدار ملک و دیار مین بلبل کردار بال شوق کھولکر پرواز کنان
ہوا شاہزادے کو بادشاہ چشم حسرت سے تادیر دیکھتا رہا اور ہر ایک فرد بشر کے دلمین جانی
سے ایسے فلک رتبہ کے ازغم دل پر چھایا یہ بلند پروازی شاہزادۂ عنقا صفت
کی اونکی پست طالعی کی سبیل ہوئی مصیبت مفارقت رخصت کاروان کی دلیل
ہوئی آخر ہر ایک گریان و نالان وہان سے واپس ہوا جب شہر مین بادشاہ آیا تمام
شہر کی خلقت کو پریشان و زار پایا ہر ایک کی طبیعت مثل زلف معشوق الجھتی
تھی شہر مین سناٹا تھا بادشاہ محل مین داخل ہوا اور غم مین شاہزادی اور شاہزادی
کے زندان کدۂ الم مین جاکر پڑ رہا اور اہل شہر اپنے اپنے دروازے بند کر کے
غم مین اپنے اپنے دوست اور احبا کے کہ ہر شخص کا عزیز اوس رشک یوسف کی
ہمراہ گیا تھا ماتم نشین ہوئے کمال اندوہگین ہوئے اور ذکر انھین دونو کی رخصت
کا ہر زبان تھا لب پر آہ و فغان تھا شام سے چراغ گل پگڑی غائب تمام جہان
مین اندھیر کتی بھونکنے کی آواز عجب طرح کا سناٹا ہر ایک کا غنچۂ دل پژمردہ اور اوداس
سب کے سب بدحواس غرض یہان تو یہ رنگ ہے اب حال مسافران راہ
ہوا اور پردۂ قاف کا طریق تحریر مین رہنمائی زبان قلم سے سطح بیان پر آتا ہے

داستان پہونچنا شاہزادے کا پردۂ قاف مین اور دیکھنا عجائبات اوس سرزمین کا اور دعوت کرنا جن کا اور چھڑانا شاہزادے کا بلقیس ماہ وش کو ایک دیو قرناس کی قید سے اور دیکھنا شہر طلائی کو پھر کر مکان دعوت سے پھر روانہ ہونا طرف اپنے وطن کے اور ملاقات والدین کی مولفہ

ہو گیا اب شاہزادہ اور محلات مین شاہزادیان طلسم کی باقی رہین جب یہ خبر ملک قہرمان
کو پہونچی جہیز اور سامان رخصت شاہزادے کے پاس بہیجا کہ اسکو بھی اپنے لشکر
کے ہمراہ روانہ کیجیے اگر اوسکی تفصیل زیب قلم کرون یہ قصہ تو کیا قصہ عمر ناتمام رہے
کبھی فرصت کسی کام کی نملی بہت سے اعرابی زرسرخ وسفید اور جواہر کے ہزارون
غلامان ماہ طلعت خورشید صورت کنیزین بالباس پرزر حسن مین مہر و ماہ سے بہتر
خلعت ہاے گران بہا اور تاج مکلل بجواہر اور گھوڑے عربی ترکی تازی یمنی عراقی اور
بارگاہ اور کئی لاکھہ سپاہ اور افسران فوج دریا موج اور بہت سا اسباب جواہر کا عروسانہ سامان شاہانہ
یہان تک کہ گھوڑون کی طلائی اور نقرئی میخین توپ خانے مین توپین برنجی اور آہنین
اور عود و عنبر کی خرواریں اور سکھپال اور ہاتھی مع ہودج ہائے زرین اور اسباب شیشہ آلات
واسطے روشنی کے اور بہت سا سامان ایسا کہ اگر بزم کے آرایش کی ضرورت ہو تو بسر بافراغت ہو اور
اگر رزم کا ارادہ ہو تو رستم سی مرکب مین دوان پیادہ ہوئے سب شاہزادے کو دیا وہ بھی
شاہزادے نے اوس جن کے ہمراہ مرکب ہاے پرند پر بار کر کے طرف پردہ قاف کے
بھیجا پھر آپ بعد ایک ہفتہ عازم سفر ہوا وہ جن ایک تخت مرصع کار حاضر لایا اور
بادشاہ پدر ملکہ خورشید جمال اور مان اوسکی اور جملہ ارکین سلطنت اوس روز اوس
صحرا مین تشریف لائے اور رعایا برایا خورد و کلان شہر کے سب جمع ہوئے رخصت کرنے
کو مجتمع ہوئے غرض بادشاہ اور محلات کی عورتون نے نذر امام ضامن کی اشرفی اور
روپیہ باندھے کلمۂ فی حفظ اللہ سبنے کہا شہزادہ مع ملکہ خورشید جمال اور ملکہ لالان لال پوش
اور ملکہ نوبہار زمرد قبا اور ملکہ زلف آرا اور ملکہ ذوفنون کے ہمراہ اوس جن کے تخت پر بیٹھکر
روانہ ہوا بادشاہ نے ہزار رنج والم سے رو رو کر رخصت فرمایا پھر وہ تخت بروئی فلک

جسوقت شاہزادہ داخل ہوا وہ اوٹھکر بلاگردان ہوئی اور پروانہ وار اوس شمع انجمن خوبی
کے صدقے گئے پھر لاکر مسند پر پاس اپنے بٹھایا محل کی رنڈیون نے گھیر لیا ہر ایک
نے آنکر شہزادے کو مجرا و سلام کیا نذر دی تا دیر یہان بھی شاہزادہ گرم سخن رہا پھر
آخر کو یہان بھی عرض کیا کہ اے مادر مہربان غلام آپ سے رخصت ہوا چاہتا ہے
اور ارادہ طرف وطن کے جانے کا رکھتا ہے ماں خورشید جمال کی بے اختیار رونے
لگی تمام محل مین یہ غل ہوا ہر ایک مغموم و مضطر بے تاب ہوا آخر کار کیا ہو سکتا تھا چار ناچار
رخصت کی اجازت دی شہزادہ تھوڑی دیر تک وہان بیٹھکر رخصت ہوا اور پھر
سوار ہوکر طرف اپنے مکان استقامت کے آیا اور باغ مین پہونچکر صحبت عیش
برپا کی ملکہ خورشید جمال کو بھی اپنے ارادے سے مطلع کیا وہ شوہر پرست مطیع
حکم تھی شاہزادے کی مرضی ہر کام مین مقدم جانتی تھی اوسیوقت اپنے عزیز و اقارب
سے رخصت ہونے کے لیے محافے زرین مین بیٹھکر مع کنیزین انیسین جلیسین
وغیرہ کے اپنے باپ کے محل مین آئی ماں نے فرط شوق اور زیادتی محبت سے
بیٹی کو گلے لگایا اور گوہر اشک نثار کیے ایکہفتے کے لیے شاہزادی یہان فروکش
ہوئی اور وہان شاہزادے اور جن سے مشورہ ہوا کہ حضور تمام لشکر اپنا میرے
ساتھ کرین مین جنون کو طلب کرتا ہون وہ سب آکر مع بارگاہ اور تمام سامان
سپاہ لیجائین ایک ہفتے مین بیش و پیش آپ کے چلنے تک پہونچ جائین یہ رائے
شاہزادے کو پسند آئی فرمایا بہتر ہے لشکر مین قرنا ہوا اور طیاری ہوئی پھر وہ
جن رخصت ہوا ایک لمحے مین بہت سے مرکب پرند حاضر لایا اور فوج کو سوار کیا
اٹھالا بارگاہ کا بار کیا اسیطرح تمام لشکر سات لاکھ سپاہ کا ایک ہفتے کے درمیان مین روانہ

ہوگیا اب شاہزادہ اور محلات مین شاہزادیان طلسم کی باقی رہین جب یہ خبر ملک قہرمان
کو پہونچی جہیز اور سامان رخصت شاہزادے کے پاس بھیجا کہ اسکو بھی اپنے لشکر
کے ہمراہ روانہ کیجیے اگر اوسکی تفصیل زیب قلم کرون یہ قصہ تو کیا قصہ عمر ناتمام رہے
کبھی فرصت کسی کام کی نملی بہت سے اعرابے زر سرخ و سفید اور جواہر کے ہزارون
غلامان ماہ طلعت خورشید صورت کنیزین باللباس پریزاد حسن مین مہر و ماہ سے بہتر
خلعت ہاے گران بہا اور تاج مکلل بجواہر اور گھوڑے عربی ترکی تازی یمنی عراقی اور
بارگاہ اور کئی لاکھ سپاہ اور افسران فوج دریا موج اور بہت سا اسباب جواہر کا عروسانہ سامان شاہانہ
یہان تک کہ گھوڑون کی طلائی اور نقرئی میخین توپ خانے مین توپین برنجی اور آہنین
اور عود و عنبر کی خروارین اور سکھپال اور ہاتھی مع ہودج ہاے زرین اور اسباب شیشہ آلات
واسطے روشنی کے اور بہت سا سامان ایسا کہ اگر بزم کے آرایش کی ضرورت ہو تو بسر با فراغت ہو اور
اگر رزم کا ارادہ ہو تو رستم بھی مرکب مین دوان پیادہ ہو یہ سب شاہزادے کو دیا وہ بھی
شاہزادے نے اوس جن کے ہمراہ مرکب ہاے پرند پر بار کر کے طرف پردہ قاف کے
بھیجا پھر آپ بعد ایک ہفتہ عازم سفر ہوا وہ جن ایک تخت مرصع کار حاضر لایا اور
بادشاہ پدر ملکہ خورشید جمال اور مان اوسکی اور جملہ اراکین سلطنت اوس روز اوس
صحرا مین تشریف لائے اور رعایا برایا خورد و کلان شہر کے سب جمع ہوے رخصت کرنے
کو مجتمع ہوئے غرض بادشاہ اور محلات کی عورتون نے نذر امام ضامن کی اشرفی اور
روپیے باندھے کلمہ فی حفظ اللہ سبنے کہا شہزادہ مع ملکہ خورشید جمال اور ملکہ لالان لال پوش
اور ملکہ نوبہار زمرد قبا اور ملکہ زلف آرا اور ملکہ ذوفنون کے ہمراہ اوس جن کے تخت پر بیٹھکر
روانہ ہوا بادشاہ نے ہزار رنج و الم سے رو رو کر رخصت فرمایا پھر وہ تخت بر روئی فلک

جسوقت شاہزادہ داخل ہوا وہ اوٹھکر بلاگردان ہوئی اور پروانہ وار اوس شمع انجمن خوبی
کے صدقے گئے پھر لاکر مسند پر پاس اپنے بٹھایا محل کی رنڈیون نے گھیر لیا ہر ایک
نے آنکر شہزادے کو مجرا و سلام کیا نذر دی تا دیر یہان بھی شاہزادہ گرم سخن رہا پھر
آخر کو یہان بھی عرض کیا کہ اے مادر مہربان غلام آپ سے رخصت ہوا چاہتا ہے
اور ارادہ طرف وطن کے جانے کا رکھتا ہے مان خورشید جمال کی بے اختیار رونے
لگی تمام محل مین یہ غل ہوا ہر ایک مغموم و مضطر بے تامل ہوا آخر کار کیا ہو سکتا تھا چار ناچار
رخصت کی اجازت دی شہزادہ تھوڑی دیر تک وہان بیٹھکر رخصت ہوا اور پھر
سوار ہو کر طرف اپنے مکان استقامت کے آیا اور باغ مین پہونچکر صحبت عیش
برپا کی ملکہ خورشید جمال کو بھی اپنے ارادے سے مطلع کیا وہ شوہر پرست مطیع
حکم تھی شاہزادے کی مرضی ہر کام مین مقدم جانتی تھی اوسیوقت اپنے عزیز و اقارب
سے رخصت ہونے کے لیے محافے زرین مین بیٹھکر مع کنیزین انیسین جلیسین
وغیرہ کے اپنے باپ کے محل مین آئی مان نے فرط شوق اور زیادتی محبت سے
بیٹی کو گلے لگایا اور گوہر اشک نثار کیے ایکہفتے کے لیے شاہزادی یہان فروکش
ہوئی اور وہان شاہزادے اور جن سے مشورہ ہوا کہ حضور تمام لشکر اپنا میرے
ساتھ کرین مین جنون کو طلب کرتا ہون وہ سب آکر مع بارگاہ اور تمام سامان
سپاہ لیجائین ایک ہفتے مین بیس و بیش آپ کے چلنے تک پہونچ جائین یہ رائے
شاہزادے کے پسند آئی فرمایا بہتر ہے لشکر مین قرنا ہوا اور طیاری ہوئی پھر وہ
جن رخصت ہوا ایک لمحے مین بہت سے مرکب پرند حاضر لایا اور فوج کو سوار کیا
اٹھا لا بارگاہ کا بار کیا اسیطرح تمام لشکر سات لاکھ سپاہ کا ایک ہفتے کے درمیان مین روانہ

ہوگیا اب شاہزادہ اور محلات مین شاہزادیان طلسم کی باقی رہین جب یہ خبر ملکہ قہرمان
کو پہونچی جہیز اور سامان رخصت شاہزادے کے پاس بہیجا کہ اسکو بھی اپنے لشکر
کے ہمراہ روانہ کیجیے اگر اوسکی تفصیل زیب قلم کرون یہ قصہ تو کیا قصہ عمر ناتمام رہے
کبھی فرصت کسی کام کی نملی بہت سے اعرابے زر سرخ و سفید اور جواہر کے ہزارون
غلامان ماہ طلعت خورشید صورت کنیزین بالباس پر زر حسن مین مہر و ماہ سے بہتر
خلعت ہاے گران بہا اور تاج مکلل بجواہر اور گھوڑے عربی ترکی تازی یمنی عراقی اور
بارگاہ اور کئی لاکھ سپاہ اور افسران فوج دریا موج اور بہت سا اسباب جواہر کا عروسانہ سامان شاہانہ
یہان تک کہ گھوڑون کی طلائی اور نقرئی میخین توپ خانے مین توپین برنجی اور آہنی
اور عود و عنبر کی خروارین اور سکھپال اور ہاتھی مع ہودج ہاے زرین اور اسباب شیشہ آلات
واسطے روشنی کے اور بہت سا سامان ایسا کہ اگر بزم کے آرایش کی ضرورت ہو تو بسر با فراغت ہو اور
اگر رزم کا ارادہ ہو تو رستم بھی مرکب مین دوان پیادہ ہو یہ سب شاہزادے کو دیا وہ بھی
شاہزادے نے اوس جن کے ہمراہ مرکب ہاے پرند پر بار کر کے طرف پردہ قاف کے
بھیجا پھر آپ بعد ایک ہفتہ عازم سفر ہوا وہ جن ایک تخت مرصع کار حاضر لایا اور
بادشاہ پدر ملکہ خورشید جمال اور مان اوسکی اور جملہ اراکین سلطنت اوس روز اوس
صحرا مین تشریف لائے اور رعایا برایا خورد و کلان شہر کے سب جمع ہوئے رخصت کرنے
کو مجتمع ہوئے غرض بادشاہ اور محلات کی عورتون نے نذر امام ضامن کی اشرفی اور
روپیے باندھے کلمۂ فی حفظ اللہ سبنے کہا شہزادہ مع ملکہ خورشید جمال اور ملکہ لالان لال پوش
اور ملکہ نوبہار زمرد قبا اور ملکہ زلف آرا اور ملکہ ذوفنون کے ہمراہ اوس جن کے تخت پر بیٹھکر
روانہ ہوا بادشاہ نے ہزار رنج والم سے رو رو کر رخصت فرمایا پھر وہ تخت برونی ملک

جسوقت شاہزادہ داخل ہوا وہ اوٹھکر بلاگردان ہوئی اور پروانہ وار اوس شمع انجمن خوبی
کے صدقے گئے پھر لاکر مسند پر پاس اپنے بٹھایا محل کی رنڈیون نے گھیر لیا ہر ایک
نے آنکر شہزادے کو مجرا و سلام کیا نذر دی تا دیر یہان بھی شاہزادہ گرم سخن رہا پھر
آخر کو یہان بھی عرض کیا کہ اے مادر مہربان غلام آپ سے رخصت ہوا چاہتا ہے
اور ارادہ طرف وطن کے جانے کا رکھتا ہے مان خورشید جمال کی بے اختیار رونے
لگی تمام محل مین یہ غل ہوا ہر ایک مغموم و مضطر بے تامل ہوا آخر کار کیا ہو سکتا تھا چار نا چار
رخصت کی اجازت دی شہزادہ تھوڑی دیر تک وہان بیٹھکر رخصت ہوا اور پھر
سوار ہو کر طرف اپنے مکان استقامت کے آیا اور باغ مین پہونچکر صحبت عیش
برپا کی ملکہ خورشید جمال کو بھی اپنے ارادے سے مطلع کیا وہ شوہر پرست مطیع
حکم تھی شاہزادے کی مرضی ہر کام مین مقدم جانتی تھی اوسیوقت اپنے عزیز و اقارب
سے رخصت ہونے کے لیے محافۂ زرین مین بیٹھکر مع کنیزین انیسین جلیسین
وغیرہ کے اپنے باپ کے محل مین آئی مان نے فرط شوق اور زیادتی محبت سے
بیٹی کو گلے لگایا اور گوہر اشک نثار کیے ایکہفتے کے لیے شاہزادی یہان فروکش
ہوئی اور وہان شاہزادے اور جن سے مشورہ ہوا کہ حضور تمام لشکر اپنا میرے
ساتھ کرین مین جنون کو طلب کرتا ہون وہ سب آکر مع بارگاہ اور تمام سامان
سپاہ لیجائین ایک ہفتے مین پس و پیش آپ کے چلنے تک پہونچ جائین یہ رائے
شاہزادے کو پسند آئی فرمایا بہتر ہے لشکر مین قرنا ہوا اور طیاری ہوئی پھر وہ
جن رخصت ہوا ایک لمحے مین بہت سے مرکب پرند حاضر لایا اور فوج کو سوار کیا
اٹھا لا بارگاہ کا بار کیا اسیطرح تمام لشکر سات لاکھ سپاہ کا ایک ہفتے کے درمیان مین روانہ

نے عرض کیا کہ حقیر حضور کے قدم اقدس سے جدا ہوا چاہتا ہے ارادہ یہ ہے کہ دیدار فرخندہ آثار یوسفؑ وار اپنے یعقوبؑ کا دیکھوں اور یہان سے طرف اپنے وطن کے کہ نہایت دلکو عزیز ہے حضور سے رخصت ہوکر جاؤن ہر چند کہ الفت آپ کی پابزنجیر ہے اور کسیطرح دل نہین چاہتا ہے کہ سلسلہ یہان کی بود و باش کا منقطع ہو مگر بددعا سے والدین کی کہ نکال اور وبال دنیا و آخرت ہے خوف کھاتا ہون کہ ایسا نہو مغضوب درگاہ بزرگان ہون اب آپ بھی مجھکو رخصت بخوشی تمام فرمائین انشا اللہ اگر زندہ ہون تو پھر حسب الطلب راہ ادب کو سر کے بل طے کرکے حاضر خدمت ہونگا مگر فی الحال جاؤنگا جب شاہزادے نے کلام جدائی آمیز خدمت بادشاہ مین عرض کیا بادشاہ کمال مضطر اور مغموم ہوا اور صورت تصویر تا دیر بحیس و حرکت رہا گویا سنگ بسن ہوگیا اور آنکھیں ابر و ابر نوبہار کی کھونے لگین پھر دلکو ضبط کرکے فرمایا کہ اے گرامی اختر سپہر شہریاری یہ کیا ستم تازہ گردون غدار نے مجھ بلا نصیب کے ساتھ کیا کہ تجھ ایسا مہر آسمان رفعت جب آنکھوں سے نہان ہو کیونکر روز روشن پیش نظر تیرہ و تار نہو یہ دن جدائی کا اپنے دلبند کا خدا عدو کو بھی نہ دکھلائے قصد تو یہ تھا سلطنت تجھکو سپرد کرکے بقیہ عمر یاد مالک کون و مکان مین بسر کرتا مگر زمین سخت اور آسمان دور ہے فقیر سے بادشاہ تک بیٹی گھر مین کسی کے تمام زندگی نہین رہتی اس امر مین بشر مجبور ہے خیر بابا سپرد کیا پروردگار کے ایک ہفتے کے لیے ملکہ خورشید جمال کو میرے یہان بھیجدو تا مین اوسکی دیدار سے تمام رنج جدائی بھول جاؤن اور سامان سفر بھی درست کردون جب بادشاہ نے بعد ایک ہفتے کے رخصت منظور کی شہزادے نے انگشت قبول دیدے پر رکھی پھر وہان سے رخصت ہوکر محل مین ملکہ قہرمان کے آیا مان ملکہ خورشید جمال کی دروازے پر منتظر تھی اور شہزادے کے آنے کی آنکھیں راہ انتظار مین لگی تھین

تشریف لایا دشمنون کی بیدار بختی کو سلایا دوستونکا نصیب جاگا وہ جن بھی ہمراہ آیا مسند پر بیٹھکر
دو دو جام خمار شکنی کے لیے صبوحی کر پیے پھر ہر طرف سے معشوقین اوس بزم رشک ارم مین آکر رونق
افزا ہوئین ملکہ خورشید جمال بھی اور شاہزادیان طلسم کی تشریف لائین ہر ایک نے اوس جن کو
پہچانا جو ناواقف تھین اونسے ملایا ہر ایک اوس جن سے کمال محظوظ اور خوش ہوئی اور
اوسنے بھی ہر ایک کی صفت و ثنا کی پھر ارباب نشاط حاضر ہوئی رقص کی صحبت برپا ہوئی ہنگامہ
عشرت گرم ہوا پھر خاصہ وغیرہ بکاول نے چنا اور کھانے انواع واقسام کے لاکر رکھے سب نے
نوش فرمائے جب فراغت حاصل ہوئی شاہزادے نے سواری طلب کی بڑے عزم وشان
سے سوار ہوکر معہ اوس جن کے طرف دار العمارۃ ملک قہرمان روانہ ہوا جب اندر قلعے
کے پہونچا ہزادنے اور اعلے دیکھکر اسیر ہزار جان سے نثار ہوا رؤسا اور عمائد شہر
جلو مین آکر حاضر ہوئے رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر
لائے ہر ایک کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پھیرا یہ خبر آمد شہزادے
کی ہرکارون نے خدمت ملک قہرمان مین عرض کی اوسنے امرا وزرا ارکین سلطنت
کو بہر استقبال روانہ کیا وہ سب اثناء راہ مین آکر ملے ہر ایک نے اطاعت مین گردن
جھکائی یہان تک کہ سواری در دولت تک آئی بادشاہ خود دربارگاہ تک آیا شہزادہ
اوسے دیکھکر سواری سے اوتر کر آداب بجالایا بادشاہ نے فرط محبت سے پیشانی پر
بوسہ دیا اور از دیاد اتحاد سے گلے لگایا پھر بارگاہ مین لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا مشیران
سلطنت کی نذرین گذرین توپخانے مین سلامی کا حکم پہونچا توپین سر ہوئین پھر بارگاہ
مین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا ناچ گانا شروع ہوا غرض بعد صحبت عیش سلسلہ کلام
بادشاہ اور شاہزادے مین شروع ہوا کچھہ دیر ذکر ادہر اودہر باتون کا رہا پھر شاہزادی ۲۰

آب زلال اتفاق سے کام جان شیرین یابی تا تلخ کامی ہلوگونکی دور ہوا اور شوربختی سی اوسوقت خلاصی
پاکر خاطر مسرور ہو لہذا اے قلزم بحر محبت اب آپ کی عنایت سے امید ہے کہ وہ سب ساحل
مطلب سے ہمکنار ہون اور آپ میرے ہمراہ بردۂ قاف تشریف لے چلین تاکہ من بھی جو
کچھ نان جوین ممکن رکھتا ہون اوسکو بخششی تمام حضور کے آگے رکھون اور اگر اسکو قبول
نہ فرمائیگا تو کمترین اپنی تئین ہلاک کریگا زندگی کا قصہ پاک کریگا ؎ آنانکہ خاک را بہ نظر
کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند ٭ اور بمقتضاے مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند
گدارا ٭ یہ کہکر جن تو خاموش ہوا اور شاہزادے نے اوسکے دامن تمنا مین یون گلشن
کلام سے گلفشانی عندلیب آسا کی کہ اے نہال حدیقۂ مروت و الفت یہ جو کچھ آبیاری
سخن ہے آپ نے چمن الفت کو تازگی اور شادابی دی میری غنچہ دلکو شگفتہ کیا اور شجر
محبت دلمین ہرا ہوا مجھکو بھی ہواے ملاقات ایسے گلبندان ریاض محبت اور مودت کی
دلمین بھری ہے اور فرماتا تمہارا سراسر بہتر ہی ہے لیکن خواہش بلبل دل کو اپنی گل
گلزار ریاست یعنے دار السلطنت حسن آباد کی ہے انشاء اللہ کل ملک قہرمان سے حرف
رخصت زبان پر آئیگا پھر تمہاری خط فرمان مین حاضر ہون ہمراہ چلونگا قصہ مختصر یہ
دفتر باتون کا وہ دونو نقش محبت لپیٹ کر عروس خواب سے ہم آغوش ہوئی یعنی
دونو سو رہے رات تھوڑی سے باقی تھی بات کہتے ہین منشی روزگار دفتر ظلمت شب
تہ کیا اور بیاض صبح کھولی اوراق لیل و نہار کی ورق گردانی کی اور کلک شعاع
مہر لیکر فرد سپہر پر جمع خرچ گھڑی ساعت اور کاروبار اہل روزگار کا لکھنا شروع کیا
شہزادے نے بھی واصلباقی نفس تند خواب کی موکل نفس شمار کو سمجھا دی جیب
میزان دری تمہ مین صد و سی سال شہزادی کے فاضل نکلے خوابگاہ سے باہر پیدا ہوا

آیا طلسم کا سامان نہ پایا اوسکے بدلے شہر آباد دیکھا رعیت کو دلشاد دیکھا بشکل انسان متمثل ہوکر پوچھا ہر ایک نے مژدۂ فتح سنایا شہزادے کا حال بتایا یہ خندان ہوکر پران ہوا اور طرف ملک قہرمان کے آیا یہان قلعے مین شہزادے کا نشان نپایا جب پھر کر بیرون قلعہ آیا اوس باغ مین آواز رقص و سرود اور صداے خورمی کا آوازہ بلند پایا یہان شہزادے کو مع اون معشوقون کے صحبت آرا دیکھا غنچۂ دل شگفتہ ہوا سجدۂ شکر بدرگاہ کریم و دانا ادا کیا جسوقت شاہزادہ طرف خلوتگاہ کے روانہ ہوا جن سایے کی طرح قریب پہونچا اور بشکل انسان جسطرح شاہزادے سے ملاقات کرتا تھا اوسیطور کی صورت بنکر سامنے آکر سلام کیا شہزادے نے پہچانکر فرمایا کہ اے برادر ابتک کہان تشریف رکھتے تھے آنکھین تمہارے دیدار کی مشتاق تھین یہ کہکر بے اختیار فرط محبت سے گلے لگایا پھر ملکہ خورشید جمال کو طرف خوابگاہ فلک رتبہ کے جہان خاص ملکہ تشریف رکھتی تھین رخصت فرمایا اور آپ تنہا اوس جن کو ہمراہ لیکر اپنی خوابگاہ مین آیا اور برابر اپنے پہلو کے مانند دل کے جگہ دی ایک پلنگڑی جواہر نگار واسطے اوسی جن کی بچھوا دی اور آپ برابر چھپر کھٹ پر آرام فرمایا کچھ عرصے تک ذکر فتاحی طلسم زبان پر رہا اوس جن نے بھی حال جانے پردۂ قاف کا اور انتشار طبیعت اپنا بیان کیا اوسی ذکر مین یون صدف زبان سے گوہر بار ہوا کہ جسوقت مین اپنے وطن مین دوست و آشنا سے ملاقی ہوا تھا اوسوقت آپ ایسے گوہر بحر سلطنت کی آبرو بخشی کا ذکر جو مجھ ایسے کمترین کی نسبت آپ فرماتے ہین بیان کیا تھا ہر ایک کے دلمین موج شوق روان ہوئی اور مجھسے کمال اشتیاق کے ساتھ تر زبان ہوئے کہ ہم بھی اوس چشمۂ مروت نہنگ بحر جرأت کی ملاقات سے سیراب ہون اور

کا رقص اور خوش اندازی سے اس غزل کو مولف کی گا نا سما نیا دکھانا

غزل

غنچۂ گل کے چٹکنے کا فسانہ ہوگا + درد سر کا مرے نازک کو بہانہ ہوگا

قصۂ عمر فقط ایک فسانہ ہوگا + ہم کہاں ہونگے کہاں پھر یہ زمانہ ہوگا

عکس سے روئے منور کے تری زلفوں میں + پنجۂ مہر درخشاں ترا شانہ ہوگا

خود بخود مجھ سے الجھتا ہے خدا خیر کرے + دل صد چاک کسی زلف کا شانہ ہوگا

سادہ کاغذ ہمیں بھیجا ہے جو بدلے خط کے + صاف کھلتا ہے کہ بند انکا آنا ہوگا

جسم لاغر کو بہت شوق ہے اوس کوچے کا + دوش پر باد صبا کے یہ روانہ ہوگا

تو وہ دل ہدف تیر نگہ ہے اپنا + لب معشوق ترا آج نشانہ ہوگا

پیس اوس ترک کی پلکوں میں خلش ہے بیجا + انکھیں تیروں کا تن زار نشانہ ہوگا

یاد میں گوہر دندان کی اگر روئیں گے + قطرۂ اشک بھی تسبیح کا دانہ ہوگا

اسقدر شوق شہادت ہے ترے عاشق کو + سر کے بل کوچۂ قاتل میں روانہ ہوگا

صفتیں کیوں نہ لکھیں دست حنا بستہ کی + رنگ اس رنگ میں بھی ہمکو جمانا ہوگا

کرکے تزئین رخ و زلف وہ فرماتے ہیں + جاہ کو جاہ و حشم آج دکھانا ہوگا

غرض کہ اسی طرح شب کو قریب آدھی رات کے جلسہ رہا پھر خاصہ ان صاحبان عشرت نے نوش فرمایا دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کے ترنگ میں ان مست ہی الفت نے اور پیے اور پلنگ پر جاکر ملکہ خورشید کو بغل میں لیکر سو رہا مگر بقدرت پروردگار وہ جن رفیق جو طلسم میں سے رخصت ہوا تھا بہت دنوں سے پردۂ قاف میں محبت وطن میں چلا گیا تھا مگر خیال دلکو تھا کہ ایسا نہو کہ شاہزادہ کسی آفت میں مبتلا ہوا ہو تو نئی مصیبت پیدا ہو اس خیال سے زیادہ وطن میں نرہا جانب طلسم چلا جس وقت بندر پر

نے مثل روز عید سُنہ دکھایا اور نوشاہ خاور عروس شب کی بغل سے اوٹھکر حمام مین گنبد
نیلی سائبان کے آیا شاہزادہ اوسوقت اوٹھکر حمام مین تشریف لایا اور کنیزون نے عروس
کو محلہ سے باہر لاکر حمام کرایا پھر تنبول وغیرہ سامنے آیا غرضکہ شاہزادہ غسل فرماکر دربار مین
آیا جشن شاہانہ برپا ہوا ہر طرف عیش کا سامان مہیا ہوا خنیاگرون نے چھیڑ چنگ عشرت کو
چھیڑا ساقیان سیمین ساق اور مطربان ناہید سراغ خوشی خوشی مبارکباد گاگا کر دلکی ہوس
بجھانے لگے چالیس شبانہ روز تک جشن برپا رہا اور شاہزادے کو تو ہر روز عید اور ہر شب
شب برات تھی سوائے خوشی کے دوسری کیا بات تھی دنکو جلسہ اور محلات مین
مثل ملکہ نوبہار و لال پوش وغیرہ کے رہتا تھا اور شب کو اپنی معشوق کے ہم پہلو ہوتا
تھا دین و دنیا فراموش مست ولا یعقل و مدہوش اور اوس قصر نگارین مین شبکو شب
ماہ مین اکثر جلسہ ہوتا چاندنی کی بہار ملاحظہ کرتا پریون کا اکھاڑا ساتھ کنیزان زرین پوش
خدمت کنان شہزادیون کے ہاتھ مین ہاتھ بسر عیش و خورمی سے کرتا ایک روز
سرشام سے موافق خواہش طبع عیش پسند شہزادے نے بزم عشرت کی ترتیب کا
حکم دیا اور تمام ارباب نشاط کو حکم پہونچا کہ آج واسطے مجرے کے حاضر ہون سامان خوشیکے
ظاہر ہون حسب الحکم اوسی باغ مین سیمین برون غنچہ دہن عورتون نے سامان عیش
ونشاط مہیا کیا فرش انبساط گسترده کیا شہزادہ بارہ دری پر لب بام آکر جلوہ کنان ہوا اور
پانچون معشوقین خلوت آرا ہوئین جام شراب کا دور شروع ہوا نیرنگی روزگار کا خوف
نرہا اور رقص و سرود کا عالم برپا ہوا وہ شب ماہ ہر طرف چادر نورانی بچھی تھی سامنے دریا
موج زن تھا اوس عروس شب پر لاکھ طرح کا جوبن تھا اودھر باغ مین مرغان خوش
الحان کی زمزمہ پردازی باغبان ازل کی کارسازی اور رقاصان زہرہ وشون

محبوب سے مثل گل خندان ہوکر بہار شوق مین بلبل کردار بال تمنا وا کیے قلزم ہوس مین غوطہ زن جہاز شہوت کے لنگر اوٹھانے پردۂ بیخودی کے بادبان کھینچے اوس حجرہ رشک ارم مین داخل ہوا مطلوب تک واصل ہوا اوس بحر حسن کو سوتا پایا ہزار عشوئون سے جگایا اپنی خفتہ بختی کو سلایا کشتی حرص بجاے کشتی مے روان ہوئی حجاب موج شرم درمیان سے اوٹھا دست تمنا دراز ہوا ادھر نہین نہین کی شورش نے طوفان اوٹھایا غمزۂ دادا کے پانی کی طغیانی کی مگر ناخداے ہوس نے زانوئون کے سفینہ پر سوار ہوکر کھیوا پار کیا بڑی دیر تک اسی گرداب مین انکار اور اقرار کے جہاز رہا آخرکار صدف آرزو مین قطرہ ابر نیسان بصد تمنا گرا نظم

کیا آگی لکھون کہ اب سر دست	ہوتا ہے دوات مین قلم مست
کاوش پہ ہوا گہر سے الماس	غنچے نے بجھائے اوس کی پیاس

اور فردوسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے قطعہ +

تہمتن چو بکشاد شلوار بند	دو زانو نشستہ یل ارجمند
چنان بردو آورد و آورد و برد	کہ دایہ ز حسرت پس پردہ مرد +

عجب ہنگامۂ راز و نیاز اوس وقت دونو مشتاقون کا برپا تھا کہ شہزادہ لگا اون حبابون پر جواب روان کی انگیا مین تھی ہاتھ ڈالنا ملکہ کا شیشہ دل کی طرح بچانا سنگدلی کا انداز دکھانا موج حسن کی زبان درازی چشمہ چشم کا آنکھ قہر کے ساتھ دکھانا ناک بھون تیوری چڑھانا دل عاشق کو بحر غم مین ڈبانا پھر ادا سے مسکرانا اور کبھی ہواے خواہش سے کشتی تن کا دریاے آغوش سے نکل جانا آخرکار آب زلال وصال سے دل دونون کا سیراب ہوا جب سے فلک خونخوار کی آنکھ سے خون ٹپکا اور چادر سفید صبح پر رنگ شفق چرخ ظاہر ہوا شہزادے نے پلنگ پر سے چادر پھینک کر عروس کو گلے لپٹا کر آرام فرمایا یہانتک کہ روز روشن

چوتھی والیون مین بی حیدر جان نے پاؤ ہنی گائی سب صاحبان عصمت عورتون نے گوہر اشک
اوپر نثار لیے جہیز نکلنا شروع ہوا دولھا نے دولھن کو گود مین بصد تمنا اوٹھایا سکھپال
مین لا بٹھایا اوسی تجمل و شان سے سوار ہو کر اوسی صحرا مین جہان بارگاہ طلسمی استادہ
تھی لا کر اوتارا اگر جہیز کا سامان تحریر کرون کہانی ناتمام رہے خلقت طول کے
سبب ورق گردانی کرے قصہ نہ پڑھے غرض جب برات دولھا کے یہان پہونچی
یہان کی جو جو رسمین تھین لوگون نے اگرا دا کرائین کھیر دولھن کے ہمراہ دولھا کو
کھلائی دامن پر نماز پڑھوائی یہ محراب ابرو کا ساجد تھا صنم پرستی کر چکا تھا گریبان گیر
جنون عشق کے ہاتھون رہا تھا دامن پر سجدہ شکر بجا لایا پھر لباس شاہی و قبائی فرمان
روائی زیب کر کے دربار مین اپنی بارگاہ مین آ بیٹھا تمام شاہان طلسم نے نذرین
دین علی قدر مراتب خراج ممالک معاف فرمایا اور ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کیا اور
تاجر اور قزاق کو خاص مشیران سلطنت مین داخل کیا پھر خیال وصل پر پھولا کہ جلد
کہین اپنی بیدار بختی سے پردۂ شام شاہد روزگار کے درمیان پڑے محبوب سے بے
حجابی نصیب ہو زمانہ وصل کا قریب ہوا اور بقول سرور کبھی بیتابی سے یہ کہتا کہ بیت

کیا جو وعدۂ وصل اوسنے دن پہاڑ ہوا	یہ دیکھیو مری قسمت کہ ہوتی شام نہین

غرض خدا خدا کر کے وہ دن کٹا اور شام کا ظہور ہوا عروس شب نے زیور ہفت انجم
و کہکشان آراستہ کر کے اور چاند سی ٹکی قمر کی پیشانی پر لگا کر منہ دکھایا دولھا دولھن کی یک
جائی کا وقت آیا حجلۂ عروسی کو آراستہ کیا چھپر کھٹ مرصع پایون کا بچھایا اوٹ گلون
کے لا کر کھڑی کیے عطر و سہاگ کے قرابے منہ کھولکر رکھدیے جب سب سامان شاہانہ
کی درستی ہو چکی دولھا کو سالیون کی طرف سے پیام گیا یہ خزان دیدہ جور ہجران کشیدۂ وصل

سنائی بہار کیاد کا ہر طرف غل ہوا پھر دولہا کو محل مین طلب کیا وہان کا عجب رنگ محلات کی گہما گہم
ہمسنون کی چھیڑ چھاڑ دولھن کو لاتے وقت کسیکا جھتی دولہا کے شانے مین چھوانا کسی
کا دولہا کی کان کی لو دبانا اور عروس کی آراستگی وہ سرخ سوہی کی بہار بٹنے اور عطر کی خوشبو گلو
مین پھولون کی ہار دست و پا نگارین زیور جواہر جسم مین آراستہ سہرہ زرتار سر پر بندھا اور
محفل مین نو جوانون کے جوبن کا ابھار شبنمی دوپٹیون کی آڑ ڈومنیون کا رسمین شگون
کی ادا کرانا ہنسکر ٹونے کہوانا دولہا کا انکار کر جانا بدقت اون باتون کو زبان پر لانا غرض
بعد انفراغ ان رسومات کے اوس رشک یوسف کو بنات چنوائی دولہا کو دولھن کی چاہ
عزیز تھی کچھہ نبات بن آئی پاؤن پڑ پڑ کے اوٹھائی کمر کی نہین نہین کر کے کھائی گو فلک
پیر سے یہ امید نہ تھی کہ اسکی شور بختی اور تلخ کامی سے شب غم جو مثل زلف معشوق دراز
ہے کوتاہ ہو جائیگی اور بتاشیر صبح عشرت منہ دکھائیگی جب یہ مقصد شیرین اس فرہاد عشق
کو بھی شکر سر مژگان سے حاصل ہوا ترشروئی زمانہ کی بھولی حلاوت زندگی کی ملی پھر اون
عذوبت گفتارون نے پردہ حجاب اوٹھایا دولہا دولھن کو آرسی مصحف دکھایا دونو
کے لب حیا سے بند تھے کلام الٰہی درمیان مین آیا اون مصحف رخسارون کو ایک دوشالی
کی آڑ مین بٹھایا در پردہ چھیڑ چھاڑ ہوئی دولھا کو رخسار تابان نے آئینہ وار حیران بنایا
اور آئینے کو رخ کے مقابل رشک آیا دولہا کو آئینے کے عکس سے یکتائی محبوب ذہن
مین سمائی اور آئینے کو عار سی آئی جب عروس نے آنکھہ دکھائی صیقل رنگ غیرت ہو
روشن ہوا مگر شرم سے آنکھہ چرائی غرض آئینہ ولین شبیہ محبوب جلوہ گر تھی ہر دم مد نظر
تھی اس رسم کو کھیل سمجھکر مشاطۂ تقدیر نے دو سر آپسمین ملا کر جدا کیا آئینہ کا دیدہ حسرت
کھلا رہا آخر جب سب رسومات سے اون دیکھے بھالون نے فرصت پائی پھر

ہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا مردم دیدہ نے ساز سوز دل کو چھیڑا اور پردہ آتش
شوق نے دیپک کی طرح دلسوزی کی کہ کوچک سے بزرگ تک اوس محفل مین عشاق رقاص
نامید سرا بنا اور زہرہ فلک اون خنیاگرون کے رقص پر چال سیکھنے کا آہنگ کرکے رامشگری
کرنی لگی عجب انداز ہوا کہ شوق مین لنگڑی ہوئی مگر بیچارہ رہی اگلا سارنگی ہی رہا اونکی
چال اور طرز مزار قانون سے چاہا سیکھے مگر نہ آیا وہ صبح کو بھیرون کا راگ سبز بجتی کو اہل
محفل کی تازگی دیتا تھا اور رقص سے سبزہ دل پامال ہوتا تھا عجب جلسہ تھا کہ چرخ پیر بھی
اپنی کرش بھولکر یہ سماد یکھنے لگا ایسا سماں بندھا اور ہر شخص کا دل اوس سوز و ساز سے خون
ہوا بلکہ مثل شیشہ ریزہ ریزہ ہوکر پرپیچ پیچ ہوا اور جنگ ناز معشوقان خوش انداز سے
بڑے بڑے سینا کا رقبضہ اختیار سے باہر ہوئے اونکے عشق مین سم کھانے پر حاضر ہوئے
ایسے بیخود تھے کہ بدلے واہ واہ کے بجا امر درست کہتے تھے بعضے دنگ تھے زبان مرچنگ مین
زنگ لگ گیا تھا بری نوبت تھی بیخودی سے بیسری گت تھی آنکھین رشک رود بار
تھین دریا بہانے پر تیار تھین وہ راگ اگر پھر بھی سنے تو پانی ہوجائے مردم دیدہ پتلیون کا
رقص دکھائے اور عاشق مزاجون کے دلین طبل وحشت بجتا تھا جنگلے کی دھن تھی ہر تان
پر اور گنکری پر نالی کا گمان تھا دل رقص کیصورت سینے مین طپان تھا ہر ایک بے تکلف
عالم وجد اور حال مین تھا عالم ماضی زمانہ فراموش انجام کے خیال مین بیہوش دنیا کے کیھر جہاگ
گئے سروکار نہین ہمہ تن آگ کسنی مین مدہوش غرض کہانتک لکھون زبان قلم تھک گئی یا ہے
کہانتک راگ لاؤن اب کہانی سناؤن کہ ساعت سعید قاضی نے دولھا کو کہ سلطنت کی قیمت پر راضی
کرکے اوس گوہر گرانمایہ صدف سلطنت کی ساتھ مہر کرکے عقد باندھا اور رشتہ ازدواج مین منسلک
کیا پھر رسم شربت پلائی درمیان مین آئی جسنے خبر چاشنے وصال شربت دیدار جانان کی خبر

پرند تو تھی سراپا حسن و خوبی سے بھرے تھے اور خواصیں گرد پادشاہ پرشوکت و جاہ بیٹھے تھے آج شاہزادے کی چمک
دمک پر مثل حسینان جہان قربان تھا فیل پر فیل نشینوں سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آفتاب برج
آسمان میں اور ستاروں کے ساتھ ہمقران اور جلوہ گر ہے یا تجلی طور پیش نظر ہے اور ہاتھی
کے برابر کئی ہزار تاجدار گہنا ئے پری پیکر پر سوار اور اونکے برابر برابر اونکے مصاحب اور افسران
فوج کے سردار اور کئی ہزار ہاتھیوں کی قطار جنپر شاہان و سرکشان روزگار سوار پھر کئی لاکھ سلح
ہزار جلو بھی جلو میں دکھنی ترکی رومی ہندی شامی فرنگی کیانی وغیرہ کہ اس رفعت و شان
کو چرخ پیر بھی دیدہ انجم سے دیکھتا تھا عجب سماں تھا وہ سہانا وقت شمعوں کا جھلملانا
نسیم سحری کی گرمجوشی خوش خرامی کی چال دولت کامرانی سے ہر ایک مالا مال تھی بعد اس
تجمل و شان کے شہزادے کے محلات کی سواریاں اور سکھپال نکلے یعنی ملکہ نوبہار زمرد قبا
اور ملکہ لالان لال پوش اور ملکہ ذوفنون اور ملکہ زلف آرا سوار گرد و پیش اونکے لیساول
و چوبدار قصہ مختصر اس طرح دولھن کے گھر صبح ہوتے ہوتے برات پہونچی وہان کے ٹونے
اور ٹوٹکے دولھا کا اوترتے وقت بیڑون کا چنوانا نقیبون کا بسم اللہ کہتے تھا نا یہان لاکر مسند
جواہر نگار پر دولھا کو بٹھایا اور پیمانہ عشرت خیز اور قلقل مینا نے خندہ خوشی سنایا یہان کی محفل
کا کیا رنگ بیان کرون تمام عزیز و اقارب ملکہ کے جمع ارباب نشاط حاضر تمام رات یہان بھی
جلسہ رہا تھا اب اس چمن بہجزان میں دونی بہار شہزادے کے آنے سے ہوئی ہر ایک مثل
گل شگفتہ ہوا اور رقاصون نے مانند ہزار داستان کے ہزارون عیش و طرب کے ساتھ نغمہ سنجی
اختیار کی کہ جس سے دل اہل انجمن کے ہاتھ سے جاتے رہے یہ گت ہوئی کہ ہوشیاری سے جادہ
بیہوشی کی راہ لی عجب راگ لائے مستی نے دماغ میں ٹھیکا کھایا طال اللہ کی صدا ہر بار
زبان پر جاری کی دل پرسوز رشک سے ساز پر ہو سیقار بنا ہر دم شوق بڑھا کسیطرح نہیں

اور شہر کے تمام رعایا زن و مرد اپنے اپنے مکانون پر اور دکاندار دکانون پر پردے تمامی کے
لگائے فرش عمدہ بچھائے واسطے سیر کے مجتمع تھے ہر طرف جمع تھے انتظار برات کا آدھی رات
سے کرتے تھے خوشی خوشی پھرتے تھے کہ یکایک آواز شتری فیلی نقارون کی کان مین
آئی اور ہاتھی نشان کا نمودار ہوا چلو دیکھو کا شور ایکبار ہوا سبنے دیکھا کہ پلٹنین اور رسالے
باجے انواع اور اقسام کے بجتے وردیان زرق برق کی پہنے گذرے بعد اوسکے نقار خانہ ہاتھی
اور گھوڑون پر لدا ہوا ہزار ہا نقارہ بجتا ہوا نکلا او سوقت صد ہا قرناون کو دم ملتا تھا کہ گوش
فلک کر ہوتا تھا اور شہنا نواز دسباز اونچے سرون مین للت بھیرون بہباس کی تانین اور اڑانے
بھرے بنے کے گاتے گذرے پھر دو ہرے ماہی مراتب سونے روپے کے جواہر نگار ہمراہ
تھے خادم خدمتگار زرین کلاہ تھے کئی ہزار بان بردار جھنڈیان تاش تمامی کے لیے جنکی
بیرقین اور ٹین دھو سو نیزہ جو مین پڑتین اور کئی ہزار خاص بردار برق انداز گلنار پگڑیان
گویا پچھالیٹا ہوا سر و نیز باندھی گلون مین سرخ سرخ جوڑے شادی کے پہنے چقماق سار
سینگڑا لگائے گذر گئے اپنی سج دہج دکھا کر آگے بڑھ گئے پھر ارباب نشاط کے تخت رواں
جنکے لباس پر زرر رنڈیان جنپر رقص کنان کہ بولی فلک ہزار جان سے اونپر قربان باجا ارگن
کئی طرح کا بجتا ہوا ڈہل اور دماہون کی صدا آواز طرقو بیدا مبارکباد کی زمین و آسمان سے
صدا اوسکے بعد شہزادے کا فیل فلک شکوہ ہویدا ہوا ہر تماشائی جسے دیکھکر شیدا ہوا کہ رخ
نورانی پر سہرہ زرنگار جسکی ہر لڑی بہ از عقد ثریا تھین لعل و یاقوت و گوہر کی لڑیان تھین
جیغہ کلغی سرپیچ طرہ دار ہاتھی پر تمام زیور جواہر جڑا تھا ہودج بر برج آسمان شرمندہ تھا
جیفور بال ہما کا سر ہوتا تھا چارون گوشون پر تاج کے گوہر شبچراغ تعبیہ کیا تھا چار رقیب
سلطنت بد بین آراستہ تھا زمرد کا کنٹھا مالہ ہائے مروارید کے لعلون کے بیشمار بازوبند

معنی واللیل اذا یغشیٰ سے والنہار کا ذرۂ روز ظہور آیا پھر دولھا کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ کرکے سوار کرایا اوس وقت بقول حسین

کوئی دوڑ گھوڑون کو لانے لگا
کوئی ہاتھیون کو بٹھانے لگا

ٹکورین وہ نوبت کی اور اونکی بعد
گرجنا وہ دھوسون کا مانند رعد

وہ شہنائیون کی سہانی دھنے
جنھین گوش زہرہ مفصل سنے

ہزارون تمامی کے تخت روان
اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کنان

وہ طبلون کا بجنا اور اونکی صدا
یہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا

وہ نوشا کا گھوڑے پہ ہونا سوار
وہ موتی کا سہرا جواہر نگار

ٹھٹھک کر وہ گھوڑون کا چلنا سنبھل
ہمالی وہ دونو طرف مورچھل

وہ فانوسین آگے زمرد نگار
کہ ہو سبز مینا جنھون پر نثار

دو رستہ جو روشن چراغان ہوئی
پتنگی خوشی سے غزل خوان ہوئے

چراغون کے ترپولیے جا بجا
اور اونمین وہ بازاریون کی صدا

کوئی پان بیچے کھلونے کوئی
کوئی دال موٹھ اور سلونی کوئی

براتی ادھر اور ادھر جوق جوق
وہ آواز قرنا وہ آواز بوق

وہ کالے پیادے اور اونکی نفیر
کہ تا چرخ پہونچے صدا اوسکی چیر

وہ آرائش اور گل کئی رنگ کے
وہ ہاتھی کہ دو دیو تھے جنگ کے

وہ ابرک کی ٹٹی وہ مینے کے جھاڑ
کہے تو کہ تنکے کے اوجھل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر وہ تخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

وہ رنگین کنول اور وہ شمع و چراغ
کھلے جسطرح لالۂ نور باغ

زری پوش سردار سب یکدگر
چھٹین برق کیطرح ادھر اودھر

پہر سینیون مین روشن ملیدے کے خوان پرجوبن آرائش اور آتشبازی بیحساب
غرض وہ سب سامان لاجواب بادشاہ نے کیا خوب رنگ جمایا خوب مہندی لایا
بعد فراغت ان امورات کے برات کا دن آیا اوسدن کا توعجب جلسہ تھا کہ تمام شاہان
ذوی الاحترام جمیع ارباب نشاط حاضر رقص کا سماوہ گانا کہ اچھا بنالاحول لازہرہ وشونکا
اژدہام کہ ستارہ قسمت کو اوس بزم مین ہرایک کے چمک دمک حاصل ایک ایک
شعلہ رو رشک ماہ کامل لباس زرق برق کا پہنے وہ اونکا تن نازک مثل کندن
کے جسکی دمک اوسپر پوشاک زری کی چمک جس سے شعلہ حسن کی دونی بھڑک ہر ہفت
زیور سے آراستہ نہایت پیراستہ ہوکر سامنے اہل مجلس کے رقص کرنا اور تانے
خوشی کی لگانا لولی فلک کو حیران کاربنانا اور ارباب محفل کی زرریزی سے ہرایک
مالامال بے رنج و ملال اور صحرا مین ہرچہار جانب روشنی جھاڑ فرشی استادہ درخت
بادلے سے منڈھے ہوئے غنچون کا مسکرانا بلبلون کی غزلخوانی گلون کی قہقہے ہزار
داستان کی چہچہے اور محفل مین پیمانۂ عشرت اور قلقل مینا کی خندہ زنی قصہ کوتاہ شب بھر جلسہ اور دعوت
شاہان ذوی الاحتشام کی رہی پہر دولہا کو حمام کراکر خلعت شاہانہ کہ جسکا ہر تار تار شعاع مہر تھا اور سہرہ
رخ پر بہار پر زر تار باندھا پھر لاکر محفل مین بٹھایا ہر بارہ سو رنڈیون نے غول باندھکر مبارکباد کو گایا سبکو چھایا ہو لفظ

جلسۂ عیش کا سامان مبارک ہوئے ۔ شادی و جشن کا ارمان مبارک ہوئے
باغ عالم شگفتہ رہے یہ غنچۂ دل + خار دشمن کو میری جان مبارک ہوئے
نام کو بھی نہ رہا خاطر ناشاد مین رنج ۔ عیش تجکو دل مہمان مبارک ہوئے

یہان تک کہ سپیدۂ صبح نے بیاض کاغذ مصنف پر رنگ جمایا سیاہ بہار شام سوسن کی
اپنی تحریر سواد رنگ کو خط سو سے لڑایا ورق جادۂ کہکشان نور نے اپنی جلد مین چھپایا

گلی کا ہار ہوئی غرضکہ بعد تقسیم شیرینی گالیون کے کہ جسکو سبنے شربت کی گھونٹ کیطرح پی لیا اور وہانسے رخصت ہو کر آئین یہان شاہزادے نے ساچق کی تیاری کی لئی لاکھہ جو کھڑے نقل اور میوے سے بھرے مزدور شاخ نبات نام سرون پر دھرے طلائی اور نقرئی جنکی تیاری پر قوزہ آفتاب کا فقتا دسحر نثار کرے اور کلیجہ شب مہتاب کا اونکی آبداری سے دودہ کیطرح پھٹ جائے اور مصری کے کوزی کی حلوائی شام قفلی قمر جنپر تصدق کرے اور آرائش کے تخت بے حساب جسکو دیکھکر گلشن پر دوکا اپنے جامے سے باہر ہوجائے اور بیکلی دلکی کانٹون مین پھنسانے گل تازہ کھلائے آنکھیں دیکھنے والون کی گل نرگس کیطرح کھل جائین طبیعت نہال ہوجائے وہ باغ سر دست ہاتھون ہاتھو ہمراہ تھا جس سے شجر امید شہزادہ ہرا بھرا تھا سب کے لب پر واہ واہ تھا غنچہ تقدیر شگفتہ تھا اور جواہرات کے درخت صرصر خزان سے بری آسیب برگ ریزی اور پامالی سے دور اونکے دیکھنے سے سرور غرضکہ اس روش کی ساچق کہ گل خورشید کی گرمی بازار عمر اور گلشن ایجاد مین تمام اسکی خوشبو کی مہک اور چمن فردوس گرد اور دولھا بڑے تزک سے ہوادار پر سوار جلو مین باد بہاری ہمراہ سب کی اوسی جانب نگاہ اسیطرح بڑی چمک دمک سے باجے کئی طرح کے بجتے دولھن کے مکان پر پہونچے بعد سب رسمون کے ہار زری کی سبکو پہنائے اور دولھا کو اکیس پارچے کے خلعت سے مخلع کر کے رخصت کیا پھر بادشاہ نے مہندی بھیجنے کا سامان مہیا کیا ہزارہا من مہندی نارنول کی کہ جسکی سرخی پر لعبتان شنگول کا جگر خون عقیق یمن ہیرا کھائے جو کوئی لگائے پنجہ مرجان سے کیا پنجہ آفتاب سے پنجہ لیجائے اور لعل بدخشانی کا رنگ مثل طائر رنگ حنا پریدہ ہو شرم سے خجلت کشیدہ ہو ظاہر مین ہری مقابل اوسکے سبزہ رنگون کا رنگ زرد سرخی اور شوخی کوٹ کوٹ کے بھری اور شمع ہائے مومی اور کافوری عزت دہ کافور صبح ضیا مین مہر تابان سی

سینیون مین ہنڈیان دل بستہ کے لیے مفرح یکمشت لاکھا جسکے کھانیسے فرحت تازہ حاصل اور عقدہ رنج خاطر کشادہ اور دودھ پینے کے لیے رقم بالائی اعرابے اشرفیون کے لدے اور جھکڑ کر روپیون سے اور ہنڈیان ایسی ذائقہ دار کہ ہر فرد بشر حلوائے بے دود سمجھے اور اون ہنٹیون پر طشت طلائے سپہر یعنے خورشید شرمندہ اور تھالی ہندوے شب کی نقرئی یعنے ماہتاب شیدا اور ٹبنا ایسا خوشبودار کہ جسکی خوشبو کے آگے زلف مشکبو غیرت سے پیچ وتاب غازہ گلگونہ بخش چہرہ روزگار تیل عنبر اشہب پر طعنہ زن کٹورا جواہر نگار جو کی بہ از تخت سلطانی مرصع کار جسکے ہر گوشہ پر لعل بدخشانی نصب سراسر جھالر اوسکی گوہر نگار رنگی اور کھیس کے بدلے شال کہ شال شفق چرخ جسپر نثار نوبت دلستان شہنا نواز و مبار ماہی مراتب کا عجب آن بان محلات کی سواریون کے سنکھپال کہاریان برق وش پری جسم بے مثال مچھلیان اوتنے سر وسبز لگائی کرے ع

ایک اک اونمین شوخ دیدہ تھی \
پردہ ناموس کا دریدہ تھی

ایسی بیچین وایسی گرما گرم \
برق وسیماب کو بھی آوے شرم

قصہ مختصر اس ساز وسامان سے دولہا کے گھر مانجھا پہونچا یہان شہزادیکے رفیقون نے بڑا اہتمام اور سامان کیا تھا اوس بارگاہ عالی کو رشک گلستان کیا تھا کہ ایک ایک پریزاد رقص کنان فرط خوشی سے اپنے عامے سے باہر پھر ٹھاٹھہ سے ٹھیکا اور ستار اور طبلہ وغیرہ بجانا اور سالیون کا ہزار رمز وکنایہ دولہا کو جوڑا کہ ہر ایک اپنے حسن مین فرد تھی پہنانا اور کنگنا یہ از عقد ثریا مہر وست کلائی مین باندھنا تار رشتۂ الفت باہم بندھے اور گرہ جدائی کی کھلی سلسلہ محبت جاری ہی غرض بعد رسومات دولہا خورشید صورت اور عروس ہر پیکر کہ دونو عشقبازی مین طاق تھے جوڑا پہنا ہر ایک مثل گل شگفتہ ہو کر سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان لگانے لگا گلے مین ہار اون گل اندامون کے پہنائے اس سے یہ اشارہ تھا کہ دولھن دولہا کے

عجب ترانہ مرغول کہ جسکی صدا از نجیر پائے ہزار داستان اور او نکے ایما و اشارے سے ثابت کر ادھر آو شراب فرحت بخش پی جاؤ ہر وقت صاحبخانہ کا لطف پیش پیش پیش جرعہ نوشو نکا یہ قول در پیش سے ؎ غنیمت دار او را پیش رفتم ٭ تکلف برطرف از خویش رفتم ٭ ہر ایک کا دماغ بادۂ عشرت رنج سوز سے گرم اور روشن حتی محفل خورمی کہ یکسر مایۂ انبساط جسپر لاکھ طرح کا جوبن واہ کیا عیش و نشاط کا مجمع کہ زمین اوس جگہہ کی پر بہار جیسے اطلس آسمان دیکھکر بیقرار فرش و فروش پر دل دیبائے ارض نثار وہ فرش جو گلہائے چمن و نازنینان گلبدن کو رشک صفا سے شرمائے پائے خیال سے میلا ہو جائے کمال زیب و زینت سے آراستہ اور ساقی خوش حوصلہ کا نوال انتہا کا جود و کرم کہ باوجود ایسی خاطرداری کی صاحبخانہ کو عذر تقصیر کا خیال ہر ایک سے عجز کا انفعال جام بھی مست و سرشار چھلک جاتے تھے گویا مست بہک جاتے تھے مغنی جو داو سخا منقل صبر و قرار مین آتش زن بطے نے پر پرواز پیدا کیے تھے شوق سے اوچھلتی تھی قلقل مینا خندہ سے سبکو ہنساتا تھا میکشون نے سے دل لگی کرتا تھا بربط و نی کی آواز سے دلکو خوش آہنگی کا انداز شراب انگوری ذائقہ نواز صاحبان مذاق کے لیے پردۂ زنبوری نیش زن سہی قامتوں صنوبر قدون کا خرام کہ جسکے نظارہ خوبی سے نگاہ مست ہو اور رقص مین پائے کوبی پہ دل سر دست ہاتھ سے جا کر بیقرار ہو بلکہ نثار ہو ایسا خوش وقت ہو ہر ایک عشاق ناہید خوش نوا تھا جان و دل سے مبتلا تھا

سے ؎ سازِ نے ملکے سما باندھا بجائی کھماج
خیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھو
ہوئی چرخ کو بھی ناچ نے نچوایا ناچ
واہ رے داد رے گرستی تو کرتی ہیجو

اور بارگاہ رفیع استادہ کہ نگہہ و بام فریب دہ مردم تھی وہ ہو محفل خوبی مین خمیر مایۂ عشرت دہ عالم تھی غرضکہ بادشاہ نے مانجھی کی تیاری کرکے دولہا کے لیے روانہ کیا کہ طلائی اور نقرئی

روز مانجھے کی تیاری کی تمام اہل شہر کو اوس دن خلعت رنگین عنایت ہوا یہان تک کہ فلک پیر بھی ان نوجوانون کی شادی مین مسخر ابنا قباے سرخ ضیاے مہر کو اوس عمر سان نے اپنی کفنی نیلگون پر پہنا اور ابلق لیل و نہار نے شفق صبح و شام کو ملبوس خاص مقرر کیا شہر مین جابجا نوبتخانے بجے صداے نالۂ جانگاہ کا آواز عشرت سے بدلا اور نشان غم ہر ایک دل حزین شاد و خرم ہوا اور عجب جشن ملوکانہ مانجھے کے روز سے دونو طرف رہا تھا کہ ساقیان یوسف لقا ہر دل عزیز پیمانہ بر دست یا لیکر زینت بخش بزم نشاط ہوے کہ ہر ایک اونکی چاہ مین زلیخا کردار مست و باؤلا ہوا آب آتش رنگ نے تریاک مصری کے نشے کر کرے کیے اور مطربان خوش نوا عجب ساز و سامان سے باجے قانون بین رباب چنگ مرچنگ دف دائرہ الغوزہ وغیرہ لیکر بجانے لگے گویا ہاتھ کانون پر رکھکر تانین لگانے لگے وہ جام بادہ خورمی جو اس عشرتکدہ سے خرابات نشینان دیر خراب آباد کو میسر ہوتا کبھی وفور جاہ و ثروت سے حضیض بیخودی مین نہ پڑتے اوج خرد سے مدہوش لایعقل عاقل خطاب پاتے اسوقت صفت مجلس عیش سے دائرہ ہاے حروف مضمون جامہاے سرشار ہین لطافت تحریر دل ہر شخص کے بیقرار ہین صریر قلم سے نغمہاے دلکش و آبدار طرب و عشرت کے پیدا ہوتے ہین فرش انبساط قرطاس پر مجلس نشین الفاظ خوشی کے ساتھ ہویدا ہوتے ہین بادۂ مضمون سے دل سرشار ہے رقاص قلم بھی بالا بدالع طراز ہے اور مجلس آرا اس بزم رشک ارم کا خاکسار جاہ ممتاز ہے جسکے رنگ بیان سے ہوا بندھے بلکہ سما بندھے اسوقت حافظ مست بادۂ وحدت کے دو شعر یاد آئے نظم

چہ مستی الیست ندانم کہ رو بما آورد	کہ بود ساقی و این بادہ از کجا آورد
چہ راہ میزند این مطرب مقام شناس	کہ درمیان غزل قول آشنا آورد

غرضکہ عجب دور دمادم کہ اساس صبر کی بنیاد منقطع توبہ توبہ سے پرستون کی لاؤ لاؤ کی صدا

خزانے مین وہ اسباب داخل ہوا اور نجومیون کو اور رمالان ہمرتبہ آسمان کو بلاکر واسطے جمع کرنے
قران السعدین کے اور طالع کرنے شمس و قمر کے سپہر ازدواج پر بساعت سعید سوال کیا اونھون
نے قرعۂ تعقل کو تختۂ تفکر پہ پھینک کر خوض اور غور فرما کر جواب دیا کہ ہمکو اس طریق سے ثابت ہوتا ہے
کہ جماعت ارباب جلسۂ شادی کی اور داخل ہونا شاہزادے کا وقت سعید خارج از نحوست ہوا
ہے سامان فرح اور طرب نزدیک عقلا کے نہایت میمون ہے بیاض ہماری بھی اسوقت خبر
دیتی ہے کہ اجتماع ہونا صاحبان عشرت کا بہت ہمایون ہے کسلیے کہ نصرۃ الداخل گیارھوین
خانے سے کہ خانۂ دوستی ہے پانچوین مین کہ خانہ عشرت ہے بیٹھا ہے اور انکیس اور حمرہ خانہ
رمل مین حاضر نہین ہین اور عتبۃ الخارج کہ حاکم خانۂ دشمن ہے خانۂ ہشتم مین کہ خانہ مرگ ہے
آیا ہے زائچہ نحوست سے پاک ہے زمانہ طربناک ہے عتبۃ الداخل کہ حاکم خانہ چہاردہم ہے
اور وہ آئینۃ الرمل مشہور ہے اپنے ہی گھر مین صورت خوشی کی دکھاتا ہے نصرۃ الخارج کہ طالع
بادشاہ مالک خانہ دہم ہے پندرھوین مین کہ گھر عدالت اور انصاف کا ہے خبر دیتا ہے کہ
انشاء اللہ یہ شادی تمام ممالک اور قلمرو کو خوش اور مالامال کریگی اور سولھوین مین لحیان عاقبت
سعادت کی خبر دیتا ہے اور نقی اپنے گھر مین گواہ طالع جلالت اور عظمت پر نوشاہ کے گواہ ہے
لہذا فرح قوت مزاج پر ہے اور زہرہ سے منسوب ہے اسلیے جمعے کا روز سعد اکبر ہے خوبی سراسر
ہے اور نجومیون نے بھی راس شاہزادہ اور شہزادی کی کہ قمر اور خورشید کے سر حرف سے
کنبہ اور مکر جسکو جدی اور دلو کہتے ہین حساب لگایا تو دوسرا آیا اور سنبلہ سے جدی دوستی
رکھتا ہے اوسکے نظر کے حساب سے روز جمعہ کہ حاکم روز زہرہ ہے صبح کا وقت سعد اکبر بتایا
جب بالاتفاق نجومیون اور رمالون کو بادشاہ نے بایا جمعے کا دن مقرر کیا اور اون لوگون کو
خلعت گران بہا دیکر رخصت فرمایا کہ ہر ایک مالامال اور مرفہ الحال ہوا اور بساعت محمود ایک

ہمہ وقت ہمقوان ہوئے کہ دشاہ نے مثل گل شگفتہ ہوکر ترنج خوشبوئی شاہزادے کے سینے پر مارا جس سے باغ
مراد شہزادے مین نہال امید بار آور ہوا اور ہوائے طرب نے گلہائے عیش و کامرانی کھلائے بیکلی
دلکی دور ہوئی طبیعت مسرور ہوئی اور بادشاہ وہان سے اوٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا یہ مژدہ جان
بخش تمام شہر مین مثل خوشبو پھیل گیا ہر ایک مبارکباد کے لیے مثل بلبل بال شوق کھولکر گلشن
بارگاہ بادشاہ مین آیا محل مین شاہزادی کی پھول کھلنے سے عجب طرح کی خندۂ گل کیطرح
قہقہے اور مانند بلبل چہچہے شروع ہوئے ملکہ خورشید جمال کی ہمنشین انیسین جلیسین ہمدم اور
ہمرازون کا مثل غنچہ مسکرا کر ملکہ کو چھیڑنا اوسکا کھسیانا ہونا عجب طرح کی کیفیت تھی اور دھوم
دھام رقاصون کا محل مین مبارکباد گانا خواصین نسرین بدن اور گلچہرہ مین سرگرم کار
اونکے جوبنون کی بہار اب تیاری توشکخانے اور جواہر خانے کی شروع ہوئی ہر قسم کے کاریگر
جوہری اور زرگر وغیرہ حاضر ہوئے جوڑے اور زیور وغیرہ کی تیاری کرنے لگے بادشاہ نے حکم دیا
کہ نامے ہمارے اطراف و جوانب کے ممالک و چار دانگ عالم مین روانہ ہون یہ جلسے بھی
یادگار زمانہ ہون چنانچہ بموجب فرمان شاہی طغرائے سلطنت مشتمون بمضمون شادی کاغذ
زرافشانی پر منشی عطارد رقم نے باب زر و بخط گلزار تحریر کیے اور صفحات روزگار پر مثل کلک
مشکبار قاصد بعنوان شایستہ شمیم نوید کو لیکر روان ہوئے غلغلہ تہنیت و مبارکباد گوش ربع
مسکون مین پہونچا یا تاجر اطراف و جوانب کے اشیائے نفیسہ و اجناس غریبہ لیکر بہر جلسۂ شادی
حاضر ہوئے اور بہت سے بفکرے بقول سرور لکھنؤ والون سے جواب بالفعل گردش روزگار
سے فکر مین مبتلا ہین پیشتر ہی سے سیر دیکھنے کو پہونچ گئے شاہان ذوے الاحتشام کا آنا
شروع ہوا اور تاجرون نے فہرست اسباب گرانمایہ کی ملازمان شاہی کے بروپیش کی بادشاہ
نے حکم دیا کہ جو شخص اسباب لاوے اوسکی قیمت بموجب تفصیل فہرست حوالے کرو اور ہمار

وباادب تمام سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھکو نہین پہچانا مین ہی تو واسطے فتاحی طلسم کے گیا تھا قہرمان گلے سے لپٹ گیا مگر طائر ہوش پران تھے کہ یہ شوکت وشان تو کیخسرو اور کیقباد کو بھی ممکن نہ ہوئی ہوگی شاہزادے کے آنیکا غلغلہ پڑا قزاق حاضر خدمت ہوا تاجر نے دوڑکر رکاب کو بوسہ دیا شہزادے نے دونو کو گلے سے لگایا پھر قہرمان نے شہزادے کی فوج کو اوسی میدان مین اوتارا صحرا کو لاشون سے پاک کرایا شہزادے کی بارگاہ طلسمی استادہ ہوئی ہر ایک محل کی سواری اوتری اور آپ مع بادشاہ ہفت درجہ طلسم دار العمارۃ شاہی مین اندر شہر کے آیا اور تخت پر برابر قہرمان کے جلوہ فرما ہوا بادشاہ نے جشن کا حکم دیا ساقیان مہوش پیمانۂ آب گلرنگ دہوش ربا لیکر زیب دہ انجمن ہوئے اور رقاصان مہر صورت رقص کرنے لگے کئی روز تک جلسہ عیش وطرب برپا رہا بعد فراغت شاہزادہ وہان سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا اوسی صحرا مین تشریف لایا اور اوس سردربان کو جسنے پہلے قصر مین ٹھہرا کر سیلا دکھایا تھا بلا کر مال دنیا سے مالا مال کر دیا اسیطرح کبھی شاہزادہ دربار قہرمان مین جاتا تھا اور کبھی قہرمان خود آتا تھا اکثر ذکر فتاحی طلسم جسکو زیب قلم حاہ نے کیا ہے درمیان مین رہتا تھا ایک روز بادشاہ شاہزادے کی بارگاہ مین تشریف فرما تھا کہ مالکان در شمشم جو بڑے ممتاز تھے اور مشیران سلطنت مین سرافراز تھے اونھون نے بایماے شاہزادہ عروس سخن کو حجلہ بیان مین اور خدمت قہرمان مین بمشاطگی کلام یون آراستہ کیا کہ اے بزم افروز شمع سلطنت بموجب اقرار آپ کے شاہزادہ عروس مدعا کو ہم آغوش کر چکا اب مناسب ہے کہ گلگونہ ایفاے وعدہ سے چہرۂ شاہد حال مزین کیا جائے اور لباس دامادی سے شاہزادہ آراستہ کیا جاے تو زہے وہ وقت ہمایون اور سعادت خیز کہ دو گوہر گرانمایہ صدف بحر سلطنت زیب گوش عروس مقصود ہو کر چمک دکھائین اور دو اختر تابندہ برج ریاست ایک برج مین شرف پائین اور مثل

اسپ خوش رفتار رار فیل کے جسپر پاکھر موتیون کے آراستہ کوتل فوجکے ہمراہ اور سات بادشاہ جلیل گرد اوس مرکب کے گھوڑون پر سوار اونکے پس پشت سات لاکھ سواران جرار جلیتہ پوش چار آئینہ بند غرق دریاے آہن کلہ شکن دشمن برابر برابر گھوڑون کی دم سے دم اور سم سے سم ملا ہوا اور سات سے جوڑیان نقارون کی سیمین اور طلائی اور بارہ ہزار اعرابہ زر سرخ اور سفید کے مال طلسم اشترون پر بار سراسر خوبی اٹھارہ بارگاہ جسکے ستون مکلل بجواہر گردون پر لدی ہوئی ہمراہ غرضکہ ایک شجاعت دستگاہ بقوربناہ اس چمک دمک سے یہ لشکر آیا کہ آگے آگے قرق زنجیر لشکر کے ہوتے ہوئی جال کی ادب کے ساتھ حلقہ بندی ہرکارے صبا دم متعین خبرون کے لیے ہردم ادہر اودہر روانہ اونکے خدنگ علدوز کا دشمن نشانہ یہ آمد لشکر کی دیکھکے ملک قہرمان کو ایک حیرت ہوئی اور ادہر اس بادشاہ نے یعنی شہزادہ قمر ضیا نے دیکھا کہ دو لشکر آلسمین کینہ خواہ مین ہرکارون سے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ لشکر کسکا ہے اونھون نے عرض کیا کہ ملک قہرمان عدو سوز ہیزنگ فیل سوار بادشاہ ممالک شمال چڑھ آیا ہے اور طالب ملکہ خورشید جمال ہے بد کار و بد اعمال ہے اور یقین ہے کہ قہرمان شکست کھائے میدان سے ہٹ جائے بس یہ سنا تھا کہ شاہزادی نے اشارہ کیا سات لاکھ سواروں نے گھوڑون کی باگ لی دشمن کے جان پر آ بنی لشکر ہیزنگ پر فوج دریا موج گری عیاذاً باللہ سات لاکھ تلوارین ایکبار کھچین پھر تو یہ عالم ہوا کہ ۵ چو از کشتہا پشتہا شد عیان ✤ کہ عنبر از وہ بر فلک نردبان ✤ ایک لمحہ میں لشکر حریف کو پامال سم اسپان کیا اور ہیزنگ کی متاع جان کو قزاق نے غارت کیا اوس بہادر نے زندہ نچھوڑا الغرض جتنے آئے تھے سب طرف ملک عدم کے روانہ ہوئی میدان لاشون سے بھر گیا قصہ مختصر بعد فتح شہزادہ قریب ملک قہرمان آیا اور بعجز وبا

زردوزی پڑی ہوئین کہ جنبر جھول ستارہ دار چرخ فیل کی نثار تھی ہاتھیون کے آنے سے گویا
آمد سحاب کوہسار تھی اور مستکو نپر آئینے نصب تھے لشکر کی یکتائی پر گواہ سب تھے اور پھریرے
پر ہر علم کے تعریف بادشاہ حقیقی اور خیبر ولولاک کی بقلم جلی و بآب زر تحریر ہر ایک خوبی مین
پری کی تصویر اور قریب سات سے علم کے نشان علمدار لیے نشانہ سات لاکھ سواران جرار
کا اور بہادران روزگار کا اور بعد اونکے سقے آبپاشی کرتے اور ہزار بارہ سو غلامان زرین
کمر منقلون پر عود و عنبر جھونکتے برآمد ہوئے اسکے بعد اسباب تزک اور سامان شاہانہ نکلا
اسکے بعد چالیس فیل زنجیرہ بند کیے ہوئے اوسپر ایک بنگلہ موتیونکا پر تکلف پڑا اور تخت طلا
اوس بنگلے مین بچھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت سلیمانی بر روئی ہوا دوش صبا پر سوار ہے کہ
؎ کہون مین کیا تیرے فیل فلک شکوہ کی شان ؛ ہے پست جسکی بلندی کے سامنے
کہسار ؛ اور اوس تخت کا تو حال یہ تھا جسکی نسبت شاعر کا مقال یہ تھا ؎ عرش
ہے اوس بادشاہ حسن کا تخت رواں ؛ وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائیگا ؛
اور چپ و راست سات سو فیل جنگی جنکے خرطومون مین تیغے بندھے اور افسران فوج اونپر سوار
برچھے طلائی مرصع کار ہاتھون مین لیے اور ایک علم اژدر پیکر خواصی مین اون فیلو
زنجیرہ بند کی ایک شخص لیے کلاہ مرصع سر پر رکھے اور سر علم پر ایک زمرد آدہ گز کا لنبا اور
یاقوت گز کا جوڑا برق کیطرح چمکتا کہ نظر انسان کی مقابل اوسکے ٹھہر نہین سکتی تھی جیسے
بجلی چمکتی تھی سر پر ایک بادشاہ کے پھریرا اوسکا کھلا وہ بادشاہ تخت پر جو فیلون پر
رکھا تھا اوسپر بنگلے کے اندر بیٹھا تھا اور ایک ہزار جوان رستم شعار لباس ریشمی سنہری
اور روپہلی کام کا پہنے مرکب ہائے تازی کچھی یمنی ترکی عراقی پر سوار جلو مین وہ سردار جو سر
گروہ لشکر تھے ہر ایک اونمین سام اور اسفندیار کی نشانی شجاعت مین لاثانی اور ایک

سواروں کے اک سمت ہلے ہوے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول
فلک کا ہوا ہر غبار آئینہ ✤

پیادوں سے کلے بہ کلے ہوئے
دیے سر کے بال اپنے علموں نے کھول
تھا حیرت کے عالم میں چار آئینہ

اسقدر تلوار چلی اور ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ عیاذاً باللہ مردے قبروں سے یقین تھا کہ نکل آئیں پناہ بخدا الائین لیکن قزاق نے فوج کو طریقۂ قزاقی سے لڑانا شروع کیا یعنے ٹولی ٹولی کر کے کبھی میمنہ پر گرا اور کبھی میسرہ کو پراگندہ کیا مگر جب بھی فوج دشمن کثیر تھی ہر بار غلبہ ہوتا تھا کہ پاؤں بہادروں کے اوکھڑ جاتے تھے اور قزاق بھی زخموں میں چور تھا سخت مجبور تھا گو پائے استقامت گاڑ دیے تھے مگر آخر کار فوج قہرمان پسپا ہوئی اور بڑا اوپر آ کر تلوار چلنے لگی اوسوقت ملک قہرمان نے تاج اوتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر دعا کی اور پکارا کہ پروردگارا

قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

بر آستان تو دارند میل دربانی ✤
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

اے پروردگار مدد فرما اپنے عبد ذلیل کو آفت سے بچا بس جب ملک قہرمان نے رجوع قلب سے دعا کی اور محراب عاجزی میں سر جھکایا قدرت عزیز بے بدل اور حلم سبحان لم یزل سے جنوب کی سمت سے گرد اوڑی اسکی بربادی اور خاکسار ہونے پر مالک بر و بحر کو رحم آیا لیکن ایسی گرد اوڑی تھی کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا تھا کہ ؎ ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر ✤ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ✤ قریب اگر دامن گردون شگاف ہوا اور گریبان جامہ غبار چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ہاتھیوں پر علمدار علمہائے یاقوت رنگ کے پھریرے کھولے ہوئے اور ہاتھیوں پر جھولیں ستارہ دار

فرمایا کہ تم ہمارے مہمان عزیز ہو ہو سکتا ہے کہ تمکو دینے کو بھیجین بدنامی اپنے سر لین قزاق
نے عرض کیا کہ میری مالکہ یعنے ملکہ کا نام یہ کافر بیحرمتی کے ساتھ لیتا ہے لازم ہے کہ زبان
اسکی گدی سے کھینچ لون زبان تیغ سے اسکی باتون کا جواب دون غرض بادشاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور للکار کر آواز دی کہ او تیرہ سر خیرہ روزگار کیا بکتا ہے اور
کیا جھک مارتا ہے ؎ بیا تا چہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤
نیرنگ نے اس جوان کو دیکھکر آواز دی کہ حرب بہادران عالم کر دیکھون کہ تو کیا کرتا ہے
کس شجاعت سے لڑتا ہے قزاق کو غیظ و غضب طاری تھا جان سے عاری تھا نیزہ
کود کھایا نیرنگ نے چاہا نیزے کو نیزے پر لگا تھے مگر یہ تو قزاق تھا وہان سے نیزے کو
ہٹا کر گھوڑے کی آنکھ پر مارا کہ سنان نیزہ آنکھ مین پار ہو گئی اور گھوڑے نے چرخ مارا
ضریر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا ہر چند نیرنگ نے چاہا روکے مگر گھوڑے نے مارے
صدمے کے گردش نچھوڑے اور قزاق تلوار پکڑ کر بڑھا ہزار ہا ضرب سینے اور پہلو پر لگائی
آخر بمشکل یہ اجل رسیدہ مرکب سے زمین پر کود پڑا قزاق بھی ساتھ ہی زمین پر آیا مگر
عجب طریقہ جنگ کا تھا کہ دس دس ہاتھ جست کر کے ضرب کرتا تھا اور آپ زد پر
نہ آتا تھا یہی ایسا بہادر نیرنگ تھا کہ اسکی نیرنگیون کو اوٹھاتا تھا آخرکار جب اسنے
ہزارہا زخم کھائے اور قزاق پر چیٹ تک نہ آئی وہ اسطرح لڑتا تھا کہ ایک برق
جہندہ تھی کہ کوند جاتی تھی آئینہ شمشیر مین عروس جلوہ دکھاتی تھی اسنے تھک کر سردار
فوج کو للکارا کہ تم دیکھتے ہو کہ مین قتل ہوتا ہون اور مدد نہین کرتے میرے ساتھ نہین
مرتے یہ حکم سنکر سپاہ مانند ابر کے گھر آئی اور ملک قہرمان نے بھی اشارہ کیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی

؎ ادھر سے چلی غول اور غش کی غش	لگی مومن و گبر باہم لپٹ	

تیاری کرلین اوسوقت بادشاہ میدان جنگ مین تشریف لیجائین اسنے کہاکہ ان لڑائیون
سے مجکو کچھ خوف وہراس نہین تم دیکھناکہ سبکو تہ تیغ ابدار کرونگا ذلیل وخوار کرونگا اور دوسری
اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے کہ ؎ من کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ❊ کس نخارد
پشت من جز ناخن انگشت من ❊ یہ کہکر اشارہ کیاکہ نقیبان بلند آواز نقابت کرنی لگی
یہ آوازین لگاتے تھے کہ اے بہادران آج جگہہ نام وننگ کی ہے عرصہ زیست کا وقفہ
تنگ ہے ؎ بیاہ لیجاؤ عروس موت کو ❊ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ❊ یہ کہکر
نقیب جب ہٹے تیزرنگ فیل سوار غافل از شعبدہ بازی فلک گھوڑا اوٹھاکر میدان مین آیا
پہلے اسپ تازی چوگان بازی سے سراپا میدان کا دکھایا پھر ڈانٹ کر آواز دی کہ اے
قرقرہ پرستان وحریفان جسے بادۂ اجل کی خواہش ہو نشۂ مرگ سر پر سوار ہو اس میدان
مین آئے اپنی جان گنوائے ادہر سے ایک بہادر مست بادۂ جرأت اجازت ملک
قہرمان سے لیکر میدان مین آیا اور تیزرنگ کے مقابل ہوا تیزرنگ نہایت زبردست
تھا وہ بہادر اسکے ہاتھ سے جان بحق تسلیم ہوا پھر تیزرنگ نے پکار کر کہاکہ کیا لاشی پاشی کو میری مقابلے
کے لیے بھیجتے ہو کسی بہادر کو بھیجو جو مزا مجھے لڑائی کا حاصل ہو رستم وقت جو ہو وہ
میرے مقابل ہو بادشاہ قہرمان نے خود چاہاکہ نکلکر مقابلہ کرے اوسوقت وہ قزاق
یعنے رفیق شاہزادہ قمر ضیاکہ وہ بھی مسلح ہوکر فوج شاہی کے ساتھ آیا تھا دلسے یہ عزم
رکھتا تھاکہ اگر خدا نخواستہ کسیطرح کا چشم زخم بادشاہ پر آیا اور ملکہ کو اس کافر نے
قبضے مین کرنا چاہا تو مین اپنی جان دونگا حق نمک سے اپنے آقا کے ادا ہونگا حتی الامکان
ملکہ کو نہ لیجانے دونگا بسکہ یہ تنہا لاکھون اور ہزارون سے لڑتا تھا پیشۂ قزاقی کرتا تھا تاب
ان کلمات درشت کی نلایا فوراً خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر اجازت چاہی بادشاہ نے

کورو ش کر کے سطحۂ بیان کو یون نور افشان کیا کہ اے چراغ افروز کاشانۂ سلطنت و جہانداری
مناسب یہ ہے کہ مقابلہ کیجیے اور نائرہ جدال و قتال مشتعل فرمایے اگر یہ آتش فساد باب تدبیر جنگ
فرو ہوئی فہو المراد اور اگر خدا نکردہ نصیب اعدا دشمن دوزخ نصیب غلبہ پائے تو حضور قلعہ بند ہو کر
اوس نشانۂ تیر قضا کو اماجگاہ خدنگ اجل بنائین راہ ملک عدم دکھائین بادشاہ کو یہ رائے
پسند آئی اور کریم کارساز پر نظر کر کے حکم کارسازی لشکر کا دیا اور ایک روز تامل فرمایا دوسرے
روز جسوقت کماندار روزگار نے تیر آفتاب قوس سپہر مقوس مین چڑھایا اور زاغ شب کو
شکار بنا کر نشانۂ خط صبح اوڑایا او سوقت بادشاہ سپاہ بیکران لیکر اوسی صحرا مین آیا نیرنگ
فیل سوار نے ایلچی بھیجکر کہلا بھیجا کہ اے قہرمان عدو سوز بہتر یہ ہے کہ مجھسے مقابلہ نکر لڑائی سے
ہاتھ اوٹھا والا نہ گرفتار ہو کر اسیر سر پنجہ قضا ہو گا مصیبت مین مبتلا ہو گا جسوقت ایلچی نے یہ
پیام خدمت عالی شاہ مین آکر ہو بہو ادا کیا شاہ نے پریشان ہو کر منہ پھیر لیا اور زبان گوہر جواب
لب سے یون آشنا کیا کہ اوس غرق لجہ نامردی سے کہدینا کہ کیون زندگی سے ہاتھ
دھو کر آیا ہے چاہیے کہ اس شورش جنگ سے تیرے مین ٹھنڈھا ہو کر محوشی صلح
کے ساتھہ کرون اور لڑائی سے کنارا کر جاؤن ناممکن ہے خیر جو کچھہ تجھسے ہوسکے او سمین قصور
اور کوتاہی نکر اس ضعیف کا خدا توانا ہے گو دشمن سارا زمانہ ہے ایلچی نے تیل مرام پھیرا
اور جو کچھہ جواب اسکے سوال کا لایا تھا حرف بحرف بے کم و کاست ادا کیا او سوقت وہ
سیہ رو حرف تیاری جنگ زبان پر لایا نقارۂ رزمی بجوایا چار پہر رات گذر کر دم سحر فوج کا خیمہ
میدان پر پرا جمایا ادہر ملک قہرمان نے بھی بیاض روزگار پر نام دلاوری ثبت کیا حکم
صف کشتی لشکر کا دیا پہلی بسم اللہ لشکر حریف سے شروع ہوئی یعنے نیرنگ فیل سوار خود بہ
ارادہ رزم میدان کی جانب چلا سرداروں نے لشکر کے منع کیا کہ اے بادشاہ پہلے ہم لوگ جان

مشورہ کیا کہ اگر یون بادشاہ سے اس گوہر گرانمایہ کو اپنے رشتۂ ازدواج مین منسلک ہونا
بیجا ہوگا تنہا ہون ایسا نہو کہ دریاے غضب بادشاہ موج زن ہو اور آبرو دریا برد ہو جس سے تمام
عمر بچشم ملین آب ندامت سر سے گذرا کرے اس سے بہتر ہی کہ آب شمشیر سے آتش فساد بادشاہ
جو شعلہ ور بہی ہو تو بجھا دون یہ تجویز کرکے وہانسے مثل موج دریا روانہ ہوا اثنائے راہ مین وہ
لشکر بہت سا تر تا اس غریق لجۂ بحر ناکامی کو ڈھونڈھتا جو شکار کے لیے ہمراہ لایا تھا ملا وہین اپنے
خیمہ کیا اور ایک افسر فوج کو نامہ لکھکر پاس اپنے سپہ سالار کے روانہ کیا کہ مضمون نامہ سے
حرف بحرف آگاہ ہو کر جسقدر فوج کہ تمہارے حساب اور شمار مین ہو اسطرف بہت جلد روانہ
کرو تاکید بلیغ جانو القصہ بمجرد پہونچنے نامہ اس روسیاہ کے فوج لاتعد ولاتحصے بر سبیل استعجال اس
گمراہ کے پاس حاضر آئی اسنے اوس لشکر شقاوت اثر کو عرصۂ قلیل مین اوسی جنگل مین مثل مور
وملخ کے جمع کیا اور وہانسے پھر کر اوسی صحرا مین مثل بلائے ناگہانی کے داخل ہوا یہان
بادشاہ قہرمان عدو سوز اپنے قلعہ مین وہانسے پھر کر داخل ہو چکا تھا کہ یہ داخل ہوا اور طبل
اسکے داخلے کے بجے ہرکارے جو متعین تھے اسکو با لشکر جنگ آزما دیکھکر خدمت بادشاہ
مین حاضر ہوئے اور زبان عجز کو تضرع وزاری اسکی جناب مین یون کھولا کہ ایک بادشاہ
اطراف ممالک شمال کا نیرنگ فیل سوار نام اپنی پست ہمتی سے یہان داخل ہوا ہے ارادہ
لڑنے کا رکھتا ہے عشق ملکہ خورشید جمال سر پر سوار ہے عزم فاسق پر آمادہ وہ نابکار ہے
بادشاہ نے اس خبر کو سنکر نقد ہوش وحواس ہار دیے اور گھبرا کر وزیر سے صلاح پوچھی کہ ایسا
بادشاہ پر شوکت وجاہ واسطے جنگ کے آیا ہے اگر مقابلہ کیا جائے تو یقین ہے کہ روئے
فتح آئینہ ظہور مین صورت نہ دکھائے اور اگر صلح کیجائی تو خلاف عہد وپیمان شہزادے قمر ضیا کی
ظہور مین آتا ہے ایسے امرون مین دل گھبراتا ہے وزیر خوش تدبیر نے انجمن مشورت مین شمع رائے

جاتا تھا اور قفس تن کوئی اس صحرا مین پھینک دیتا اوسکو بادشاہ طعمہ زاغ و زغن کا و ہین گور اس
قصر نگارین کا کرتا تھا اور سبب اس طلسم مین جانیکا اون مرگ نصیبون کا یہ ہوتا تھا کہ اس بادشاہ
کے صلب سے ایک دختر عیسی دوران ہے کہ عناب لب اوس جان بخش کے مردہ دلون کو حیات
دوبارہ عطا کرتے ہین اور سیکڑون پریشان خاطر اوسکے بنفشہ زار زلف پیچان عنبر شمیم کی خوشبو
سے شفا پاتے ہین اوس رشک لیلے پر ہزارون مجنون گرد آوارہ آئے مگر بادشاہ نے سوال خبر
لانے اس طلسم کا کیا وہ بیچارے مرکز فرمان عشق سے سر نہ اوٹھا سکے آوارہ دشت قضا ہوئی
اتفاق وقت سے ایک شہزادہ ملک ہند کا بھی آیا چونکہ اہل ہند نہایت عالی حوصلہ ہوتے ہین
اپنی جوانمردی سے اس حصار مین جا کر نہین معلوم کو منسی کلمند تدبیر سے بنیاد اس حصار
کی کھود ڈالی کہ نشان تک اوسکا احاطہ تصور او رخیال مین نہین آتا ہے آج اوسی کو ہر ایک
ادنے اور اعلے دیکھنے آیا ہے الغرض جب یہ ذکر سامنے اوس بادشاہ کے بیان ہوا ناوید
تیر عشق ملکہ خورشید جمال کا نشانہ ہوا شکار کے لیے آیا تھا خود شکار ہوا اور جہان ملکہ ہودج
زرین مین سوار تھی اوسجگہہ یہ بھی آیا قدرت خدا جب بادشاہ اور جملہ مردم شہر جب اوسجگہہ
جہان دیوار طلسم تھی پہونچی اوسوقت پھر ایک تزلزل ہوا جس سے ہر ایک مثل برگ بید
کانپنے لگا اور اوس مقام پر صدا دہشتناک ایسی پیدا ہوئی کہ تمام اہل شہر اور بادشاہ پائے
استقامت نرکھہ سکا بھاگ کھڑا ہوا اور ایک عالم تہ و بالا ہوگیا ملکہ بھی سواری بہت جلد
ہٹوا کر بھاگی اوس گھبراہٹ مین جان پر آبنی تھی پردہ ہودج کا ہوا سے اوٹھہ گیا اور
نیرنگ نے جمال ملکہ کا دیکھہ لیا حال سنکر تو بیقرار تھا سامنا ہوتے ہی جان و ایمان سے
ہاتھہ دھو بیٹھا ملکہ کا جب نیرنگ کا سامنا ہوگیا اسنے از روے حیا چلمن مژگان مردم چشم
پر ڈالی آنکھہ سامنے چار نکی ہرن آہوان چشم نے نیرنگ کا شکار کیا دام محبت مین گرفتار کیا ول

روشنی ظاہر ہوئی حقیقت ظاہر ہوئی کہ وہ معما طلسم غائب ہوگیا اب سوائے خارستان اور
بیابان کے کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے ظاہرا ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ خار اجل دشمن کے دل میں چبھا
اور شہزادہ فتحیاب ہوا بادشاہ اور تمام اہل دربار متعجب ہوے اور حکم دیا کہ سواری تیار ہو ہم بھی
بچشم خود اوس جگہہ کو دیکھین گے یہ خبر ملکہ کے بھی گوش زد ہوئی کمال مشتاق ہوکر بادشاہ کی خدمت
مین عرض کر بھیجا کہ یہ کنیز بھی آپکی ہمراہ چلیگی اس کیفیت کو دیکھکر خوش ہوگی غرضکہ بادشاہ مع
ارکان دولت سوار ہوا اور ملکہ خورشید جمال بھی ہودج زرین مین سوار ہوکر روانہ ہوئین عورات
محل ہمراہ چلین تمام ہودج حسن رخسارے اوس خورشید رو کے مثل برج حمل روشن تھا
اوس گلعذار کے آنے سے صحرا رشک گلشن تھا بادشاہ اور سب اکابر اور اعیان شہر مجتمع
ہوے مگر اس سانحے کو دیکھکر ہر ایک کے حواس پراگندہ تھے یہان تو یہ کیفیت تھی مگر وہان یہ خبر گرفتار
کی اذیت تھی یعنے ایک بادشاہ اطراف ممالک شمال کا کہ فرنگ فیل سوار نام رکھتا تھا بعزم
شکار اپنے گھر سے نکلا تھا قضائے کار ایک آہوے صحرائی کے تعاقب مین آوارہ ہوکر اسطرف
اپنے لشکر سے جدا ہو کر بھولکر آنکلا اس دشت مین جو انسانون کو جمع دیکھا منتشر خاطر ہوکر
توسن زبان کو میدان استفسار حال مین جولان کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ ملک کونسا ہے اور
حاکم یہان کا کیا نام رکھتا ہے مجکو نشان دو مفصل حقیقت بتاؤ کچھ لوگ جو تماشا دیکھنے شہر سے
آے تھے اونھون نے ناوک کلام نشانہ جواب پر لگایا اور صید مطلب کو شکار کرکے بیان کیا کہ بادشاہ
اس ملک کا شیر صولت نر بیشہ شجاعت ملک قہرمان عدو سوز نام ہے مدبر اور خود کام ہے
اور اس ملک کو بدر الجمال کہتے ہین لوگ اسمین خرم و شاد رہتے ہین اور باعث جمع ہونے
ہم سب لوگون کا یہ ہے کہ اس مقام پر ایک حصار مدتون تک واقع تھا اوسمین کوئی شخص
جا نسکتا تھا اگر جاتا تھا تو شہباز اجل اوسکو طعمہ بناتا تھا طائر روح اوس برگشتہ بخت کا اوڑ

تھا اور نیک پے سامان عیش وطرب وہان سب طرح کا بھیج دیا تھا کہ کسیطرح کا غبار ملال اونکے
آئینہ دلمین نہ آئے اور صورت رنج کی منہ نہ دکھائے اور بہت سے ہرکارے صبا دم اوس مقام
پر متعین کیے تھے تا جو کچھ اوس چار دیواری طلسم سے عجائبات نظر آئے اوسکی خبر حضور مین
پہونچے اور ملکہ خورشید جمال بھی کبھی کبھی پوشیدہ کسی کنیز کو رفیقون کے پاس بھیجا کرتی تھی
حال شہزادے کا پوچھا کرتی تھی کسلیے کہ دور از حال ایسا نہو کہ جیسا شہزادگان ماضی پر حادثہ
گذرا ہے اوسیطرح یہ شہزادہ بھی نہ ہلاک ہو زندگی کا قصہ پاک ہو اور رفیق شاہزادہ بھی ہر روز
زیر دیوار طلسم جایا کرتے تھے اور سے بدستور پایا کرتے تھے ایک روز دیوار طلسم کی بلندی پر
جو برج قلعہ کے مقام آراستہ تھا وہان سے آوازین ہیبت ناک آئین اور توپین بہت سی
چلین یعنی جب شاہزادہ داخل درجہ طلسم ہوتا تھا جب توپین چلتی تھین وہی ہرکارے
بادشاہ سے جاکر عرض کرتے تھے بادشاہ اور تمام اہل دربار بصورت آئینہ حیران ہوتے تھے کہ اے
صانع طلسم عالم یہ کیا ماجرا ہے توہی عالم الغیب ہے نہین معلوم کیا سانحہ شاہزادے کے بروی
کار آیا کہ جس سے یہ ہنگامہ طلسم مین برپا ہوا اسیطرح شدہ شدہ ایک روز غلغلہ نمونہ قیامت
برپا ہوا اور تمام دشت مین تاریکی مثل شب فرقت عاشقان پھیل گئی دنیا دہل گئی بعد
تھوڑے عرصے کے احوال روشن ہوا کہ وہ سواد حصار نظرون سے غائب ہوگیا ہنوز لق
تک بیابان نظر آنے لگا اوسوقت ہرکارون نے خدمت شاہ مین آکر عرض کیا کہ اے گل حدیقہ
چمن سلطنت آج نیا گل اوس صحرا مین پھولا پھلے تو وہ صحرا ظلمت آباد یعنے تمام تاریک ہوگیا
ہم سیاہ بخت تیرہ روزگار زلف آسا پریشان ہوئے صورت آئینہ حیران ہوئے کہ اب نہین معلوم
یہ روز سیاہ کیا پردۂ غیب سے عالم شہود مین ظاہر لائیگا کیا سانحہ تازہ پیش آئیگا مگر تابندگی
اختر اقبال حضور سے ستارہ ہم سیہ قسمتون کا پھر چمکا یعنے وہ تاریکی موقوف ہوئی اور

دل یاد مطلوب مین بیتاب سیماب وار تھا کہ ع وعدہ وصل چون شود نزدیک ۔۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔۔ بہت جلد بر عم بلعز وان تھا مشتاق ملازمت جانان تھا شب و روز یہی تمنا تھی کہ جس مقام سے کام نکلتا تھا ۔

پہونچنا شہزادے کا دریا مین اور مہر تمثال بدر پھر خوبی یعنی ملکہ خورشید جمال کے اور دیکھنا ایک بادشاہ سرکش کو آمادہ جنگ کہ طلبگار ہونا ملکہ خورشید تھا اور مغلوب پانا بدر ملکہ کا اور دیکھنا اپنے رفیق قزاق صفر سخت جنگال کو زخمی مدد کرنا شہزادے کا اور ہلاک کرنا اوس بادشاہ سرکش کو پھر داخل ہونا قلعہ مین شہر کے اور ملاقات ملک قہرمان سے اور شادی کرنا ملک قہرمان کا شاہزادے کے ساتھ اپنی دختر ملکہ خورشید جمال کے پھر رخصت ہونا شہزادے کا طرف اپنے وطن کی مع ملکہ

پلا مجکو ساقی مے لالہ گون ۔ کہ مین بھی خوشی سے ذرا مست ہون
بطرز کے ساقی لگا کر کباب ۔ گزک بادۂ خوار دل کو لادے شتاب
ذرا عیش و عشرت کا سامان لکھون ۔ مے وصل کو یار کی مین پیون
بہت رنج جانکاہ فرقت لکھے ۔ بہت رنج غربت کے مینے کہے
اب ہے دو فرحت ہوا رنج دور ۔ لکھون حال شادی کا تا ہو سرور

نغمہ پردازان انجمن بیان و قانون نوازان محفل عشرت اقتران اس مجلس افسانہ مین چنگ زبان سے یون نغمہ پرداز ہین اور نے کلک سے اسطرح خوش آہنگ اور خوش ادا ہین کہ ملک قہرمان عدو سوز جس روز سے کہ شاہزادہ قمر ضیا کو طرف طلسم کے روانہ کر آیا تھا اور شہزادے کے رفیقون کو اوسی مکان جنت نشان مین فروکش کیا

اور تحمل شاہزادے کی تھی کہ زبان قلم تحریر بیان سے قاصر ہے تمام دن دربار رہا
یہان تک کہ جب شاہ افلاک بارگاہ چرخ زنگاری سے اوٹھکر طرف خیمہ مغرب کے استراحت
کے واسطے روانہ ہوا اور وقت شام کا آیا اوسوقت شاہزادہ خیمے مین ملکہ لالان لال پوش
کے تشریف لایا اوس ہجران کشیدہ کا عجب حال پایا کہ نرگسی آنکھون نے رو
روکر ابر وابر نوبہار کی کھوئی تھی یاد مین شہزادے کے ایسا روئی تھی بال مثل
سنبل پریشان نہایت زار و نالان آج شہزادے کی آمد سے گویا بہار تازہ باغ
حسن مین آگئی تھی مطلوب اوجو پا گئی تھی مثل گل شگفتہ ہوکر تا در خیمہ استقبال
کیا سرو قد رسم تعظیم بجالائی پھر شاہزادے کو مسند پر لیجاکر بٹھایا دور شراب
شروع ہوا غرض بعد تناول طعام وہ دونو مست مے محبت چھپر کھٹ پر جاکر استراحت کنان
ہوئے دور مصائب ہجر جانان ہوئے اوسوقت ملکہ کی خوشی کا عجب عالم تھا کہ پھولون
سماتی تھی جامے سے باہر ہوئی جاتی تھی وہ بیقراری جو خوشبو کی روش باغ دل مین بسی ہوئی
تھی نسیم وصل شاہزادے سے نکل گئی اور بیکلی دل کی دور ہوئی شاد و مسرور ہوئی گل تازہ
گلشن خاطر مین کھلا جب اوس گلبدن سے ہم آغوش ہوئی وہ شکایتین اور مصیبتین جو
زمانہ ہجر مین گذری تھین زبان پر لائی ساری مصیبت ہجر کی کہہ سنائی پھر دونو ہم آغوش
ہو شرم و حیا کھو آرام مین شاہد خواب سے ہمکنار ہو سو رہے رات تو باتون مین کم رہگئی
تھی ایک لحظہ مین صبح ہوئی کہ لیلائے شب ہمکناری روزگار سے رخصت ہوئی اور نوشاہ
آفتاب نے لباس عروسی و دامادی زیب جسم کرکے سہرا طلائی شعاع کا باندھکر بزم سپہر کو رونق
بخشی شہزادے نے اوسی مسجد مین جاکر نماز سحر ادا کی پھر حکم طیاری سفر لشکر کو دیا اور وہان
سے عساکر ظفر اثر با ہزاران جاہ و جلال روانہ طرف دیار جانان کے ہوا شاہزادے کا

قہرمان کی کتنی باقی ہوگی اونھون نے عرض کیا کہ یہ وہی ملک ہے مگر دارالعمارۃ قہرمان سے اور
اس صحرا سے جہان سے آپ داخل طلسم ہوے ہین ایک مہینہ بھر کی راہ کا فاصلہ ہے کسلیے
کہ وہ ملک بھی تو بہت بڑا ہے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ اون سات راہون کی جانب سے گرد
اوڑی شہزادے نے دیکھا کہ ساتون بادشاہ با فوج بیشمار اور سپاہ جرار تختون پر سوار پیدا ہوئی
اور ورششم کے سردار معہ خزانہ اور بارگاہ اور اسباب تزک جو بین درششم پریسان کر گیا سون
حاضر لائے اب اوس صحرا مین لشکر مور و ملخ کے مانند جمع ہوا شہزادے کے پاس کل بادشاہ
یعنی فرزند لوحدار جادو اور کوہان کوہ سرپید رملکہ لالان لال پوش اور فرزند خان جادو اور
زلف آرا کے کاکل کشا اور ملکہ نوبہار زمرد قبا اور سرداران درششم آئے سب نے آنکر ملاقات کی
شہزادے نے خیریت پوچھی ہر ایک نے عرض کیا کہ نامہ آپ کا دربارہ ششم سے جو لکھا تھا
وہ ہم لوگون کے پاس پہونچا العزم اعانت حضور کہ در ہفتم کا عالم نہایت اولوالعزم اور معزز ہے
حاضر ہوئے شہزادے نے فرمایا کہ وہ خود سر یعنی خونخوار پا شکستہ ہوکر طرف دوزخ کے روانہ ہوا
اسفل السافلین مین ٹھکانا ہوا اور ملکہ ذوفنون جادو سے ملکہ نوبہار اور ملکہ زلف آرا اور ملکہ
لالان لال پوش سے ملاقات کرائی اور کہا کہ انھون نے فتاحی طلسم مین ہماری بڑی اعانت
کی اور سب حال قصہ ماضی زبان پر لایا پھر حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی استادہ ہو غرض بارگاہ طلسمی برپا ہوئی
اور ہر ایک بادشاہ کی خوابگاہ کے لیے ہر ایک ملک کی بارگاہ آراستہ کی پھر تو خیمے اور سراپردے اور
اسکلین اور بے چوبی اور راوٹیان اور قلندرے اور چھاؤنی سات لاکھ سپاہ کی پڑ گئی وہ جگہ اونسون
سے بھر گئی شہزادے نے اوس بارگاہ طلسمی مین دربار کیا سب بادشاہ زیر تخت ماتحت شہزادی
کے آن کر تختون پر جلوہ گر ہوئی اور شہزادہ تخت پر طلسم کے زیب دہ مسند سلطنت ہوا اور تمام گرد
و گردن کش دنگاون پر متمکن ہوئی ناچ راگ رنگ سامنے شروع ہوا عجب اوسوقت کی شوکت تھی اور

پری تمثال اب کہین نہ تشریف لیجائیے شہزادے نے کہا کہ مین تابع فرمان حضرت عشق
ہون رہروی سے فرصت قلیل ہے یہان رہنے کی کونسی سبیل ہے راہ عشق ملکہ خورشید جمال
مین مغرب و مشرق ایک گردش نگاہ کا فاصلہ ہے طریق دشت نوردی مین مین مجنون کا
اوستاد ہون سبق الفت بخوبی یاد ہے مکتب عشق مین یہی درس ملا ہے حرف نقش محبت لوح
دل پر ثبت ہے ملکہ نے عرض کیا کہ آپ اگر اوس لیلی شمائل پر مفتون ہین تو مین مجنون کردار
آپ پر مائل ہون اگر آپ مجنون کے اوستاد ہین تو اس کنیز کا بھی یہ حال ہے کہ ~ ماو
مجنون ہمسبق بودیم در دیوان عشق + او بصحرا رفت و من در کوچہا رسوا شدم +
اے شہریار مین آپ کے ہمراہ ہون ملازمان حضور کی ہواخواہ ہون یہ کہکر بارگاہ وغیرہ لدوائی
سامان سفر تیار کیا اور دو ایک روز مین ملکہ نے چار ناچار اس شمشند رکوئی مہمت کے ہمراہ کوچ
کیا اپنی جگہہ پر وزیر عقیل اپنے باپ کو کاروبار سلطنت تفویض کیا پھر آپ کوس سفر
بجایا اور شہر سے نکلا باحشم و خدم طرف ملک بدر الجمال ملکہ خورشید جمال روانہ ہوئے القصہ
بعد قطع منازل وہ مہ و مہر شہر سلطنت اوسی حصار مین پہونچے جہان شاہزادے کو
لوح وغیرہ کی بشارت ہوئی تھی دیکھا تو وہ درجے وغیرہ بالکل معدوم ہین نہ اب وہ میل
معلوم ہوتا ہے لیکن ایک مسجد جو میل کی بلندی پر قایم دیکھی تھی تعمیر ہے صاحب توقیر
ہے اور سات راستے ساتون شہر کے جو بطور درجون کے تھے بادروازہ نظر آتے ہین اور
حصار طلسم بھی نہ تھا اور نہ وہ گمرہی اور قلعہ وغیرہ بنا تھا مگر کچھہ ساحر اوس صحرا مین منتشر جو اس
جمع تھے حاضر خدمت ہوئے شہزادہ اون کے حال کا مستفسر ہوا اونھون نے کہا کہ ہم
لوگ دربان طلسم ہین یہ طلسم شکست ہوا اب جیسا کچھہ ارشاد عالی ہو بجا لائین شہزادے نے
اونکو اپنا ملازم کیا پھر وہان سے ارادہ سفر کا کیا اون لوگون سے پوچھا کہ اب راہ ملک ملک

اور خون اپنا تھوڑا سا انگشت کاٹ کر اوس پتلے کے منہ مین لگایا اور کچھ سحر پڑھا اور پوچھا کہ او طفل تجھے
قسم روح سامری کی بیان کر کہ یہ سانپ کیون نہین دفع ہوتے وہ طفل سحر مثل جوانون کے گویا ہوا
کہ یہ سحر تو خونخوار قضا نصیب کا ہے مگر اوس خفتہ خواب مرگ نے اس پلنگ پر تحفہ طلسمی یعنی لوح
و نقش انگشتر باطل السحر رکھی ہے یہ اوسکی بزرگی ہے کہ کسیکا دسترس بزور سحر نہین ہوسکتا ملکہ نے
یہ سنکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ پتلہ تو غائب ہوا مگر آپ چھت کر کے سقف محل پر بمحل آئی اور خنجر سے
زمین اوس جگہہ کی کھود کر اوس یکتاے روزگار نے اپنی صورت کی طرح ایک تصویر کاغذ کی
بناکر کچھ سحر پڑھکر اوس تصویر پر دم کیا اور سوراخ کی راہ سے پلنگ پر پھینکی لوگ دیکھکر صورت آئینہ
حیران نگار تھی بعینہ یہ معلوم دیتا تھا کہ ملکہ ذوفنون پلنگ پر بیٹھی ہے لیکن ادھر تو یہ نقلی ذوفنون
پلنگ پر آئی ادھر ماران سیاہ لپکے دیکھا تو وہ تصویر چت کر کے پلنگ سے دس قدم پر آ گرے
وہ سانپ بلا کی طرح سائے پر آدمی کے دوڑتے تھے لپک کر اوسپر جا پڑے اور پلنگ خالی ہوا ادہر
ملکہ ذوفنون بلندی سے چھت کی کود کر نیچی پر آئی اور ایک ہی ہاتھ مین لوح وغیرہ تحفہ طلسمی اوٹھا لیے
پھر وہ ماران سیاہ اسکی جانب آئے اسنے کچھ سحر پڑھا کہ وہ مر کر اوسی جگہہ رہ گئے ملکہ نے لوح
وغیرہ شاہزادے کے نذر کی اسنے لوح و نقش لیکر سجدہ شکر نقاش ازل ادا کیا پھر دربار مین آ کر
جشن مین شریک ہوا وہان سات شبانہ روز تک برابر صحبت عیش و جشن رہی اوسی جشن مین
ملکہ ذوفنون کے ساتھہ نکاح کیا مصور جادو نے ایک خانقاہ بنوا کر اپنی عمر عبادت صانع
طلسم عالم مین بسر کرنا اختیار کی نام اپنا مصور یزدان پرست رکھا پھر شاہزادے نے ملکہ
سے کہا کہ اے جان جان و اے آرام دل مشتاقان اب کونسا مرحلہ طلسم باقی ہے اسنے
عندلیب زبان کو محفل بیان مین یون ترنم سرا کیا کہ اے ثانی سلیمان اب کچھ خطر دیو پری
اور آسیب سحر کا باقی نہین ہے مجھہ ایسے بلقیس وش سے جھگڑے مزے اور ایسے ای انسان

دمی جام شربت اجل اس مرگ نصیب کو نصیب ہوا اگور گور غریبان ہوا اور باہم صدمۂ مفارقت روح و تن کا بار اوٹھا کر زندگی
سے سبکدوش ٹھنڈھی ٹھنڈھی طرف دوزخ کو گرم رفتار ہوا خلاصہ یہ کہ فی النار ہوا اور یہان لشکر ذوفنون
مین طبل شادمانی بجی تمام مال و متاع خیمہ و سراپردہ اوس ننگ خاندان کے لوٹ لیے پھر وہان سے
لشکر نصرت آگین اور شہزادہ مع ملکہ ذوفنون اور مصور ظفر قرین شہر مین داخل ہوئے منادی نے
ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا وہ گمراہ راہ عدم دیکھے گا تمام ترفیخواہ شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے
جشن ملوکانہ رشک فریدون و جم برپا ہوا مطرب خوشی کے ساتھ آوازین مبارکباد کی لگانے لگے دوست
قہقہے اوڑانے لگے مصور جادو نے تمام قلعہ کا بندوبست سرکشون کو شکست دیکر حسن انتظامی کے ساتھ
کیا پھر ملکہ اور شہزادہ خونخوار جادو کے شبستان مین تشریف فرما ہوئے اسکے محل مین جو عورتین پہلے
اور خونخوار کی اطاعت مین رہتی تھین اونکو قتل کیا اور بعض کو چشم پوشی کرکے نظر بند فرمایا پھر وہان سے
مشعل نگاہ پھیر کے خوابگاہ خونخوار جادو مین یہ سیر چشم آیا دیکھا کہ اسکے پلنگ پر چار مار سیاہ ہمسایہ مین یعنی ہر ایک
پایہ پر ہر ایک کو قرار ہے ہر ایک زہردار و صاحب آزار ہے مصور نے واسطے دفع کرنے اون موذیون
کے کچھہ سحر کی مار چاہی مگر ذوفنون نے اپنے بالون کی لٹ توڑ کر کچھہ افسون اون پریشان بالون کے
دفع کے لیے پڑھا کہ وہ بال وبال اون پر ہوئے یعنے بشکل اژدر خونخوار تیار ہوئے مگر جب قریب اون سانپون
کی لہرا کر پہونچے آپ سے آپ جلکر خاک ہو گئے شاہزادے نے پوچھا کہ اے ملکہ ان سانپون پر خدا کی
مار کیون نہ مرے اسنے عرض کیا کہ خونخوار جادو بلائے بے درمان تھا کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین اور
زہر سحر کے لیے کوئی تریاق تدبیر ممکن نہین مگر حضرت شافی کی مدد سے اور آپ کا اقبال دشمن جان
کے لیے زوال ہوا کہ وہ کمبخت پامال ہوا یہ کہکر اوس ساحرۂ ذی فرعون باسامان کے سحر رد کرنے کو لیے
موسی کردار عصائے تدبیر زمین پر ڈالا یعنے اپنی آغوش سے ایک جھولی اسباب سحر کے رکھنے کی نکالی
اور اوس مین سے تھوڑا آرد ماش واسطے دفع سحر بد معاش نکالا اور ایک پتلا اوسکا بنایا

عجب غلغلہ و ہنگامہ محشر آسا تھا کہ ایکسمت سواروں کے ملے تھے کہیں پیادے حریفوں سے
گلہ بگلہ تھے کسی بہادر کے برچھا لگا تھا کوئی زخموں مین چور چور مرکب پر جھوم رہا تھا کسی کے کٹار
لگی تھی کسیکو زندگی بھاری ہوئی تھی کوئی اسیر کمند تھا کوئی رسن غیرت جرأت کا پابند تھا
کوئی کسیکی سینے پر سوار تھا کوئی جینے سے بیزار تھا کسی کو بھاگنے کی تلاش متاع جان عزیز کو
حریف پر غالب ہونے کی فکر مین باتمیز قصہ مختصر اسقدر خونریزی اوس جگہہ ہوئی تھی کہ تغیر
ہی سبز کبھی نہ جمیگا اگر روئیدہ ہوگا تو دم الاخوین یا پرسیاوشان یا لالہ با دل داغدار پیدا ہوگا
اور اسقدر لاشوں کے انبار کشتوں کے پشتے تھے جدھر دیکھو کشتے تھے جانور زاغ و زغن وغیرہ کبھی
طعمہ جوئی نکرینگے سوائے اوس جگہہ کے قدم نہ دھرینگے شاہزادے نے لڑتے لڑتے علم فوج
کے برابر ہوکر علمدار سے مقابلہ کیا اور اوسکے ضرب روک کر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ مع علم اور
علمدار کو قلم کیا اپنا لوائے شوکت بلند کیا تمام لشکر کے پاؤن اوکھڑ گئے سرد ست گوشہ صحرا
کو دامن آغوش مادر مہربان سمجھ کے قرار رزمگاہ مین نکیا رو بفرار لائے پڑاو پر آگر جا پڑے
مگر وہان بھی فوج ظفر موج نے پڑنے ندیا مثل بنات النعش وہ سب مجتمع پراگندہ ہوکر آوارۂ دشت
ادبار ہوئی بھاگنے پر تیار ہوئے اور خونخوار کے سر پر اجل سوار تھی سلطنت کی ہوس مین جان بیچکر
موت کا خریدار ہوا شہزادے کے مقابل آیا بعد رد و قدح بسیار شہزادے نے کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر طنطنہ نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اوٹھا لیا اور چرخ دیکر اس سپہر وقار نے زمین پر
پٹکا اور مثل ملک الموت اوسکی جان کا خریدار ہوا سینے پر چڑھکر سوال اطاعت کرنے اور
اسلام اختیار کرنے کا کیا جب اوسنے انکار کا دم بھرا اسنے خنجر سے اوس قصاب منش بزدل
کو ذبح کر ڈالا قضا سر پکھیلتی تھی جہنم کی سمت ڈھکیلتی تھی رشتہ امید زندگی بالکل دل شکستہ
کے مانند شکست ہوا کوئی صورت بچنے کی جان کے نہ بندھی حماقت اور نامردی سے آخر جان

تھی چھا نجھہ حسرت پر بہادروں کے کف افسوس ملتی تھی دمامے اور ڈھول سر پٹتے تھے علمبار فوج سر کے بال پریشانی سے کھولے تھے سپروں کی گھٹا چاہی تھی برق شمشیر چمکتی تھی نعرہ بہادران رعد آسا بلند تھے دار و گیر کی صدا تھی سیل خون جاری تھا سر حباب آسا دریائے خون مین بہتے نظر آتے تھے بقول سرور دھڑ ادھر سر ادھر خون مین غوطے کھاتے تھے نقیب ہر دم یہ آوازین لگاتے تھے کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید ؎ روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + تیر پیام قضا لاتے تھے آسمان گردش مین تھا طبقات زمین چکراتے تھے بہادروں کے جولانگاہ سے زمین پر چل چل تھی ہر ایک کی گھات مین اجل تھی گاؤ زمین کی پامالی کا اندیشہ تھا چھ طبقے زمین کے تھے آٹھ طبقے آسمان کے ہو گئے تھے نصیب دشمن باوجود اتنے بڑے ہنگامے کے سو گئے تھے کسی بہادر کا جو ترکش زمین پر اوگل پڑا تھا تو یہ معلوم دیتا تھا کہ زمین کے روئین عبرت و خوف سے کھڑے ہو گئے ہین یا لالہ خونین پیالہ کے کھیت کاشتکار بو گئے ہین اگر کہین سر کٹا پڑا تھا تو اس بہادر نے زمین کو دانتون سے پکڑ لیا تھا کہ زمین اوسوقت پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی جو کسی زرہ پوش کا بازو تھا تو گویا دریائے خون مین مچھلی دام مین پھنسی تھی عجب بے لبسی تھی اور اگر کہین ہاتھ کٹ کر گرا تھا تو گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہمسے کچھ نہو سکا اور اگر کہین پاؤن کٹا تھا تو دنیا کی بے ثباتی پر دست کش تھا جانب ملک عدم پاؤن پھیلائے روانہ تھا اور شاہزادے کا تو یہ حال تھا کہ شمشیر اسکی برق بلا وا سطے خرمن جان حریفان تھی گاہے میمنہ پر گاہے میسرہ پر گرتا تھا بجلی کیطرح چمکتا پھرتا تھا اشعار

یکی را بہ بازو یکے را بہ سر + یکے را بہ پشت و یکے را کمر +
دریدو برید و شکست و بہ بست + یلان را سر و سینہ و پا و دست
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد + یکے را دو کرد و دو را چار کرد

زشوریدن نالۂ کرہ نا ے — درافتاد تب لرزہ بر دست و پائے
بہ جنبش درآمد دو دریائے خون — شد از موج آتش زمین لالہ گون
برابر درآمد کمان را شکنج — شبانان شدہ تیر چون مار گنج
زبس تیر باران کہ آمد بجوش — فگند ابر بارانی خود بدوش
سنان در سنان رستہ چون نو — سپر بر سپر بستہ چون لالہ زار
زبس بر دہن ناچخ انداختن — نفس را نہ راہ برون تاختن
جگر تاب شد نعرہ ہائے بلند — گلو گیر شد حلقہ ہائے کمند
نہنگ خدنگ از کمین کمان — نیاسود بر یک زمین و زمان
کمند اژدہاے سلسل شکنج — دہن باز کردہ بتاراج گنج
زبس تیغ بر گردن انداختن — نیارست کس گردن افراختن
زغریدن ژندہ پیلان مست — گرہ در گلوے ہزبران شکست
پسر با پدر کین برداشتہ — محابا شدہ مہر برخاستہ
ستون عمل خانہ در خون زدہ — نجات از جہان خیمہ بیرون زدہ
بہ شمشیر پولاد و گرز و خدنگ — گذرگاہ کردند بر ہور تنگ

غرض اسطرح بھڑ کر تلوار چلی تھی کہ آلیس مین کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کار زار ہوئے دلال اجل ہوت مین کے بازار مین سرگرم کار ملک الموت او سجگہ بیکار تھی ایک کی روح قبض نہ کر سکتے تھے کہ دس مر گرتے تھی نرخ جان ارزان تھا پیر نود سالہ و کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ لگا تھا زمان ہجر معشوق سے وہ وقت کہین بڑھکر تھا کہ روح و تن سے اور سر و گردن سے جدائی ہوتی تھی باجے جنگی نہ بجتے تھے بلکہ سفر کوس رحیل آخرت کی صدا

کاغذ کا چاند تراش کر طرف فلک کے اوڑایا کہ وہ چاند کاغذی ہوا پر معلق قایم ہوا اور روشنی مثل ماہتاب پھیل گئی اور کل میدان کارزار میں بزور سحر خونخوار نے تاریکی کر دی وہ روشنی ماہتاب کی لشکر ذوفنون پر پڑی آدمی تمام بیہوش ہونے لگے اوس ہزبر سپہر ساحری یعنے مصور جادو نے یہ ہو دیکھکر ایک افتاب بنایا کہ وہ بالاتر ماہتاب کے قایم ہوا اور تمازت پیدا کی جس سے وہ تاریکی دور ہوئی مگر اسقدر حرارت پیدا ہوئی کہ خونخوار گھبرایا اور غلطک زمین پر مار کر ایک اژدر کی شکل بنکر تیار ہوا اور مصور پر حملہ کیا مصور نے اُس موذی کے لیے اپنے تئین ایک عقرب کی شکل بنایا اور اژدر سے مقابلہ کیا یہ کیفیت ہوئی کہ نیش اوٹھا کر تمام جسم اژدر کا غربال کر دیا اور پشت پر سے اگر چشم اژدر پر ایک نیش لگایا کہ ہنگامہ برپا ہوا اور اژدر نظروںسے غائب ہوا پھر میدان میں نہ ٹھہرا تھوڑے عرصے مین اپنے لشکر مین وہ کور نمک یعنے خونخوار جادو ظاہر ہوا اور عقرب جو مصور تھا اپنے لشکر مین آیا مگر خونخوار جادو کی آنکھ مین زخم کاری لگا تھا فوج کے سرداروں کو للکارا اور سحر موقوف کیا ساحروں کو منع کیا اوسوقت جو بہادروں کے لڑنے کی نوبت آئی عقیل جادو نے ملکہ سے اجازت جنگ لی اور میدان مین آیا ایک پہلوان کو خونخوار نے مقابلے کو بھیجا مگر عقیل نے ہوشیاری اور چالاکی تمام اوسے قتل کیا اسیطرح اس بہادر نے اکیس پہلوانان نامور کو قتل کیا اوسوقت خونخوار نے حکم دیا کہ سب حملہ آور ہوں جنگ مغلوبہ کرین پھر تو فوج ہر طرف سے گھرائی اور شاہزادہ قمر مینا نے گھوڑے کے باگ اوٹھائی غازیان نامدار خبردار ہوئی ملکہ ذوفنون نے تخت بڑھایا پھر تو یہ کیفیت تھی ابیات

درآمد بجنبش دو لشکر چو کوه — گران جنبش آمد جهان در ستوه
خروشیدن کوس رویینه طاس — بنوشیده داد و بر جان هراس
تبیره بغرید چون تند شیر — درآمد برقص اژدهای دلیر

دہوکر آیا ہے خیریت اسیمین ہے کہ ناؤمین خاک نہ اوڑا اور جہاز حیات اپنا طوفانی نکراو شوریدہ
سر اس حال خراب سے مارا جائے گا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین گی
آب ندامت سے نہائیگا مجھسے لڑنے مین پیش نہ لیجائیگا یہ کہکر آواز دی کہ لا حربہ جو کچھ کہ تجکو سحر یاد
ہے اوس نابکار نے پہلی آتش فساد سحر سے روشن کی بہت دیر تک آسمان سے اس آتش
خو پر آگ برسی مگر آب تدبیر سے اس بہادر کے سرد ہوئی رنگت اس کی ندامت سے زرد ہوئی
پھر ناریل اسم پڑھکر اسکے سینے پر مارا اسا حر ملازم خونخوار کے سینہ کو توڑا ہر چند اسنے چاہا کہ رد
اسکا کرے مگر دستیاب نہو سینے کو توڑ کر پشت کے پار ہوا دوسرا بہادر اس نابکار سے دوچار ہوا اور
ترنج مارا کہ اوس روسیہ کے سینے کو او سنے توڑا وہ ناری سرد ہوکر فی النار ہوا یہ دیکھکر خونخوار
جادو خود مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی اوسوقت مصور جادو نے گھوڑی
کی باگ اوٹھائی سامنے تخت ملکہ کے آکر عرض کی کہ اے ملکہ عالم مجھے اجازت دیجیے کہ اس
کافر کی آتش غضب آب شمشیر سے سرد کردون تا یہ نائرہ فساد مٹ جائے اور فرو ہوجائے
ملکہ نے خلعت منگا کر عنایت کیا اور ارشاد کیا کہ جامۂ ہستی دشمن کی دھجیان اوڑا لباس زندگی
سے برہنہ ہوکر طرف عدم کی سرنگون روانہ ہو غرض مصور خدمت سے رخصت ہوکر میدان
مین آیا خونخوار نے مصور کو دیکھکر آتش جنگ اسطرح افروختہ کی کہ اپنی منقل آتشین سے
کچھ چنگاریون پر سحر پڑھکر کھینچ مارین کہ ہر ایک چنگاری گرد مصور کے شعلہ زن ہوئی اور
اسطرح تیزی اختیار کی کہ تمام میدان شرر افشان ہوا اور لشکر ذوفنون مین اسطرح
کی گرمی پیدا ہوئی کہ یقین تھا کہ سب جلجائین مصور نے اپنی دریادلی سے ایک چھینٹا
پانی کا تھوڑے روئی پر دیا کہ وہ ایک لکہ ابر کی صورت ہوکر اوس آگ سے بالا قایم ہوا
اور پانی برسنی لگا وہ آتش سحر دفع ہوئی خونخوار نے پھر اپنی سیہ بختی کی روشنی دکھائی یعنے ایک

ہوا اور مردمان دنیا اونکے حال زار پر مثل چشمہائے چمن زار و نالان ہون اور تجکو رحم نہ آئے بلکہ
نسیم آہ سرد بہرے اور تو سرد مہری کرے وہ ساحرہ یہ حکم سنکر اپنے طاوس آتشین پر سوار ہو کر بال
تردد کہولے ہوئے بر سبیل اضطراب میدان کارزار مین آکر ٹہھرا اور بھر طائر سخن کو اوس باد
ہوائی نے آشیانۂ دہن سے بے پر کی اوڑا کر کہا کہ اے مصور جادو جسکو تمنائے مرگ دامن
گیر ہوا اور موت اوسکے دست و گریبان ہوا اوسے بھیجدے میرے مقابلے کو کہ مین مرض زندگی
سے ہلاکو کردار نجات دون نسخہ شربت اجل پلاؤن اس ضیق سے اور کشاکش عذاب
دنیا سے چھڑاؤن حرارت جرأت اوسکے آب تیغ سے بجھاؤن کہ ضرب میری اوٹھا کر خواب
مرگ سے بھی چونک اوٹھے آرام سے نہ سوئے ؎ گران ہر کرا بار بر سر تن است
حکیم علاجش بدست من است ✣ یہ لاف و گذاف کرکے وہ کافر خیرہ سر اپنے کلہ شکوہ
کا منتظر ہوا کہ مصور کی جانب سے ایک جوان پری پیکر سامنے تخت ملکہ ذوفنون جادو
کے آیا اور صورت کلام کو آئینۂ بیان مین یون جلوہ گر کرنے لگا کہ اے شاہ شاہان اگر
مجکو اجازت ہو تو یہ جو کچھ تصاویر خیال اسکے مرقع خاطر مین صورت پذیر ہین جا کر مثل نقش
باطل محکوک کردون کہ زندگی اسکی گلزار تحریر مین دفتر روزگار سے باہر شمار کی جائے
بلکہ اس تیرہ روزگار کا نامۂ اعمال سیاہ بھی زیر غبار فنا خط شکست سے شکست اوٹھا کر لکھا
جائے ملکہ نے زبان فیض ترجمان سے کلمہ حفظ و امان پروردگار ارشاد فرمایا اور کہا کہ کاتب
قدرت کے سپرد کیا جا اور خط تقدیر اس برگشتہ بخت کا اوسکے آگے لا بلکہ قلم جنگ مین نہ
قصور کرنا اسکے ساتھ فتور کرنا المختصر جب اس نہنگ بحر جرأت نے یہ حکم اوس ماہی دریائے
شاہی کی زبان سے سنا مثل موج دریا جوش و خروش کے ساتھ طرف حریف کے
روان ہوا اور ڈانٹ کر صدف زبان کو گہربار کیا کہ او غول لقلقہ فنا کیون جان سے ہاتھ

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ ۔ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹی صاحبان محفل درد ۔ جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوئی خاک صاحب کاکل ۔ تب نظر آئی گیسوے سنبل
مٹ گئی جب ہزار غنچہ دہان ۔ ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین ۔ چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین
خاک مین گلرخان جو سوتی ہین ۔ باغ مین آبشار روتے ہین
عاقلان باغ یہ نہین دلکش ۔ جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
اس چمن کی ہوائی بہمن و دی ۔ آستین زن چراغ عقل ہے پر
عندلیبون کی ہین یہی الحان ۔ غافلو کل من علیہا فان

قصہ کوتاہ جب یہ ندا دلاورون کے گوش زد ہوئی دنیائے دنی کی بے ثباتی ہر ایک طرح کی بے وقاری پیش نظر پھر گئی زندگی سے سیر ہو مرنے پہ کمر باندھی اور گلشن شجاعت مین جوہر شمشیر کی سیر کرنے لگے اور وہ گلہائے باغ تہور بخوشی تمام نہال ہوئے اور صف ہائے لشکر پر مثل سبزہ خوابیدہ یا صف مژگان کے سناٹا چھا گیا کہ یکایک ایک کافر زندگی سے بیزار صف لشکر کفار سے نکلکر سامنے اوس بیدین یعنے خونخوار جادو کے آکر یون برش تیغ زبان دکھانے لگا کہ مجکو اگر اجازت ہو تو میدان رزمگاہ مین جا کر عرصہ حیات حریف کوتاہ کرون نخل قد مخالف باغ دنیا سے بیخ و بنیاد سمیت اوکھاڑ کر پھینکدون کہ پھر اوس خزان دیدہ کی حسرت پر سحاب ہمیشہ گریان رہے اور برق دل بریان رہے بادشاہ نادیدہ بہار نے اوس نامراد کو عین شادی مین ناشاد ہو کر اجازت دی کہ ای گلچین گلشن جفا جلد جا کر دشمن کو مثل سبزۂ بیگانہ پامال کر دے چھری حلال کر کہ مرغان

بڑھا کر قدم پھیر نہ پیچھے ہٹے — سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

اور یہ شعر پڑھتے تھے جو انمردون کو متنبہ کرتے تھے کہ انجام کار سے خبردار ہو ذرا ہوشیار ہو

اجل لگانے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے — ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے

اور پکارتے تھے کہ اسے نوجوانو آج نامی اور نامور ہوجاؤ جی توڑ کر لڑو کہ اس دنیائے فانی مین بہت شاہان ذوی الاحترام آئے اور کوس سفر آخرت بجا کر راہی ملک عدم ہوئے نواب مرزا

تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر — ٹھوکرین کھاتا ہے وہ کاسۂ سر
تھے جو خود سر جہان مین مشہور — خاک مین ملگیا سب اونکا غرور
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے — نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئی — استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئی
کج جو رکھتے تھے اپنے فرق پہ تاج — آج مین فاتحہ کو وہ محتاج
کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام — کونسی گور مین گیا بہرام
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے — اک فقط نامی نام باقی ہے
جس چمن مین تھا بلبلونکا ہجوم — آج اوس جا ہے آشیانہ بوم
بات کل کی ہے نوجوان تھے جو — صاحب نوبت و نشان تھے جو
آج خود ہین نہ ہے مکان باقی — نام کو بھی نہین نشان باقی
صبح کو طائران خوش الحان — پڑھتے ہین کل من علیہا فان

اے بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے یہ سرائے سہ پنجی مشہور ہے شش جہت ربع مسکون مین نام رہجاتا ہے اور ہر شخص کیسے ہی اولوالعزم کیون نہو خاک مین ملجاتا ہے نظم

خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا

قلب لشکر مین آکر ٹھہر اجانبین مین صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح و کمینگاہ و ہراول و جینڈاول وغیرہ آراستہ ہوئین اور جنگ کے عازم ہوئے اور قلب کی صف مین تخت دو نو بادشاہون کی مانند دل کی قایم ہوئے شاہزادہ فوج سے آگے بڑھکر ٹھہر اعلمدارنے علم اژدہا پیکر کا سر پر سایہ کیا پھر بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کر کے نشیب و فراز زمانے کا ہر ایک بہادر کو دکھایا تمام صحرا کو پاک و صاف کیا مثل آیئنے کے شفاف کر دیا تا جوہر شمشیر ہر ایک جوانمرد کے زیر چرخ زنگاری کھل جائین سقون نے آب پاشی کی آب شمشیر کی بارش کے لیے پانی کے آبشار سے گرد و غبار کو بٹھا دیا پھر ساحرون کا مصور جادو نے الگ پیرا جمایا جب میدان رزم تیار ہو چکا اور ملک الموت نے اجل رسیدون کے نام کی فہرست اپنے مطیعون کو بخوبی سمجھا دی اوسوقت نقیب نکلکر نقابت کرنے لگے اور ایک ایک سرودنواز پیچھے طفل ماہ طلعت گویے کالڑکا گوٹے پٹھے کی سر پر ٹوپی پہنے نہایت آراستہ حسن و خوبی سے پیراستہ اور سرودنواز سر پر پگڑیان گلنار باندھے اودس لڑکے کے پیچھے وپیار سرود بجاتے اور وہ طفل کان پر ہاتھ رکھکر خوش الحانی کے ساتھ اس غزل کو گاتے بہادرون کو رغبت جنگ کی دلاتے نظم

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
کہ دنیا سراسر نج و آفت کی ہے
ہوئے زر کی خاطر تو منعم خراب
بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہے
عمارات عالی بناتے ہین کیون
یہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے
لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ جو کہ عقبے مین راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ اینٹھے ہے بات حیرت کی ہے
شجاعون یہ میدان جنگاہ ہی
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

چوگان بازی دکھاتا تھا کوئی تیرون سے نشانہ اوڑاتا تھا نظم

رسیدند این چند لشکر بہ میدان ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان
یکے گفت در جنگ افراسیابم یکے گفت اسفندیارم بہ میدان
بسر ہر یکے را غرورے کہ ہرگز ندیدند در خواب سام و نریمان

قصہ مختصر اس چمک دمک سے لشکر مصور لیکر میدان جنگاہ مین آیا کہ نظم

برآمد شدے لشکر بیقیاس زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
زسم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

زمانے کی ہوا بدلی ہوئی تھی خاک سے موج بحر گردون گندلی ہوئی تھی طائر آشیان گم کردہ اوڑ رہے تھے واسطے طعمے کے پھر رہے تھے روئے آفتاب گندلا تھا آب و تاب نہ تھی اس ہنگامے کے دیکھنے کی تاب نہ تھی دہشت سے رنگ زرد فلک پر لرزان تھا مغرب کی طرف بھاگنے کا سامان تھا عجب ہل چل پڑی تھی ابھی یہ فوج صف آرا نہوئی تھی کہ آمد آمد لشکر کفر و ضلالت یعنے خونخوار جادو کی ہوئی کہ مؤلف

ادھر لشکر کافر پر دغل نمایان ہوئے ناگہان دلگی دل
نشان روسیاہی کی کالی علم نہ تھے وہ علم بلکہ تھے نخل غم
ہر ایک کبر لا العقل و بے شعور ہر ایک مست صہبائے کبر و غرور
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور ستم پیشہ و بدیقین بے شعور

ہر ایک سر پر خود مثل تنور کے رکھے تھا چوڑے چوڑے تیغے گردنون مین حمائل تھے موت سے غافل تھے میدان مین آکر ٹھہرے اور خونخوار جادو تخت پر سوار مرکب کوتل ہمراہ صف

وہ صبح صادق کا سہانا وقت صحرا مین ہر طرف کوڑیالا اور نرگستان کواکب کھلا تھا نسیم
سحر وزان ہر بڑے بڑے ستارے آسمان پر عیان چھوٹے چھوٹے تارے پوشیدہ ہوتے جاتے
تھے داغ خاطر فلک دھوتے جاتے تھے شہزادے نے قریب تخت ملکہ فوج کو جمع کیا ہر ایک
افسر نے مجرا و سلام ادا کیا اور ملکہ بھی آج لباس رزم سے آراستہ ہے کہ تاج شاہی بر سر
و چارقب شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین زرہ یاقوت نگار جسکی کڑیان
سب یاقوت کی ہین اور اسباب سحر کا تخت پر آراستہ ہے نیمچہ آگے رکھا ہے جوڑا ترچھا
کج دار بندھا ہے لباس سرخ رنگ وہ قتال عالم پہنے ہوئے قلب مین لشکر کے داخل
ہوئی جنگ پر مائل ہوئی آج ترک فلک بھی شان و شوکت پر ملکہ کی شرماتا تھا غبار زمین
سے نہین اوڑتا تھا بلکہ خاک رستم و اسفندیار قربان تھی پیر چرخ اسکے جادو چشم
پر مثل چتر بلا گردان تھا نور سروری و سالاری جبین سے عیان تھا غرضکہ بڑے کر و فر
سے میدان کارزار مین پہونچی عجب وقت تھا کہ شہنا نوازون کا للت بھیروین بہار
پھونکنا دنیائے فانی کی مذمت مین اشعار عبرت امیز شہنا مین دم دینا پلٹنون
اور رسالون کی وردیان اور باجے جنگی دمادم بجنا فرنگیون کا باجے ارگن بجانا اہل ہند
کا دمامے اور دہل نواخت مین لانا جنگل کی کیفیت ہر فرد بشر کے دل مین خوف درجا
جیسے کسامسی کہتے ہین وہ سرد ہوا دلیرونکی چہرے پر تیکھا پن اور بشاشی نامردون کی
منہ پر اوداسی جانورون کی حمد الٰہی مین زمزمہ پردازی نائی ترکی کا شور قرنا کی آواز
کا زور گھوڑون کے سوارون کی شوخیان اور الف ہو جانا اسلحہ کی چقاچاق ہر ایک
بہادر کا اوبلے پڑنا سپاہ گری مین ہر ایک طاق نقیبون کی منقبت خوانی ہر ایک کو ترنگ
جوانی بہادر ہمزا اپنے دکھلاتے تھے کوئی تلوار کے ہاتھ نکالتا تھا کوئی اسب تازی کرتا تھا

	چو بر داری از رہگذر دو درا	خور دلشہ مغز نمرود را	

اے پروردگار مجھ مو ضعیف مشت استخوان کو جو تو نے اپنی عنایت سے سلیمان کا مرتبہ
دیا ہے تو اس فرقہ ساحران پر فتحیاب فرمانا ہنوز یہ دعا شاہزادہ ختم نکر چکا تھا کہ مصور جادوگر
نے آکر آمین کہی شاہزادے نے دعا سے فراغت فرما کے استفسار کیا کہ اے مصور خیر تو ہی
اوسنے عرض کیا کہ ؎ دو لشکر رسیدند جائے مصاف ؛ دو پیکار بستند چون کوہ قاف
امیدوار آپ کے قدوم میمنت لزوم کے ہین شہزادے نے سجادے سے اوٹھکر
اسلحہ کو زیب جسم کیا خود سر انور پر رکھکر زرہ کو گلے مین پہنا تا گریبان گیر دشمن ہو دامن
شجاعت مضبوط باندھا چار آئینے بنظر محافظت جسم اور چشم دشمن سے دو چار ہونیکے
لیے لگائے تا صورت فتح و ظفر معاینہ کرے شمشیر خارا شگاف اس کوہ وقار نے ڈابے
مین حمائل کر سپر پشت پناہ حرب پشت پر نیزہ دو زبانہ ہاتھ مین لیکر ہاتھ مین داستانہ
جنگ کا بانہ پھینکر باہر برآمد ہوا شہزادے کو تمام افسران فوج کا مجرا و سلام مردھی نے
ادا کرایا پھر انگشت شہادت سے یا علی مرکب کی گردن پر لکھکر خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب
منور اور روشن کیا اور طرف وادگاہ مصاف کے چلنے کا ارادہ ہوا کہ لیکایک روشنی نمود ہوئی
اور ابھی اچھی طرح سے سحر نہوئی تھی کہ ہزار بارہ سو فانوس اور پنجشاخہ طلائی اور نقرئی مرد
لیے ہوئے ظاہر ہوئے اور کہاریون نے تخت ملکہ ذوفنون جادو کہارون کے سپرد کیا
بسم اللہ کا شور و غل مچا نقارے ترنگ سے سواری ملکہ کی برآمد ہوئی کہ خسرو انجم
بھی جاتے جاتے ایک لمحہ فلک پر ٹھہر گیا دیدہ ثوابت سے تماشائی ہوا فی الحقیقت
عجب سامان نظر آیا کہ ہزار بارہ سو طفلان ماہ طلعت عنبر سارا کے لوٹے اور منقلہائے
آتشین لیے جنبر عود برکی جھونکتے نکلے اور سقے گلاب کیوڑہ بید مشک کا چھڑکاؤ کرنے لگے

نور دہی بیکار ہے جب یہ جملہ جادوگر کی زبان سے سنا نگاہ غضب اوسکو گھور کے دیکھا اور کہا ناامعقول تو ہمارے کلام کی تردید کرتا ہے کل لڑائی نہوگی اور اگر بالفرض لڑائی بھی ہو جب بھی مین نہ لڑونگا کیون کہ مین کل لڑکر مارا جاؤن اور تو مال بہر اتمام لے جاے مفت مین کون اپنی جان دیجائے کوئی بدحواس بھاگنے کی تلاش مین ہر ایک کے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا کیون اے بھائی ہمنے اپنی جان مفت گنوائی ابھی پانچ سو روپیہ خرچ کرکے اوس شخص کی بڑھیا محلین نوکر ہے اونکے ذریعے سے یہ اسم میرا ہوا تھا افسوس کہ تنخواہ تک نہ ملی اور نقد جان برباد گئی غرضکہ عجب طرح کی کھلبل مچی تھی ہلچل پڑی تھی یہان تک کہ چار پہر رات گذر گئی وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب بعزم تسخیر جہان نیزہ خطوط شعاع ہاتھہ مین لیکر اور سپر زرین ہالہ مہر پشت پر لگاکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اور خسرو انجم میدان فلک سے روبفرار لایا کہ ؎

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ پر اکبار	شہ انجم سیاہ رو بفرار

صبح کو لشکر افسران فوج لیکر خیل خیل ذیل ذیل انبوہ انبوہ طائفہ گروہ گروہ در دولت ملکہ ذوفنون جادو پر حاضر ہوئے ملکہ کے برآمد ہونے کے منتظر تھے یہان شاہزادے نے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے دست دعا بدرگاہ مالک الملک عز و جل بلند کیے اور پکارا الٰہی

خدایا جہان بادشاہی تراست	زما خدمت آید خدائی تراست
پناہ بلندی و پستی توئے	ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی
ز گرمی و سردی ز خشک و تر	سرشتی باندازۂ یکدگر

روشن کرتا ہے اور اپنا نام دفتر جرأت مین ثبت کرکے نام سام و نریمان یک قلم صفحۂ روزگار سے
مثل حرف غلط کے مٹا دیتا ہے رستم رہا زمین پہ نہ سام رہگیا * مردون کا
آسمان کے تلے نام رہگیا * اور کون کل کے روز حریفانہ جرأت و پیمانہ شجاعت سے ہی
دلاوری کا طلبگار ہوتا ہے نشۂ بہادری سے سرشار ہوتا ہے اور کون بادۂ مرگ کا
خواستگار ہوتا ہے عروس مرگ سے ہمکنار ہوتا ہے القصہ جسوقت یہ صدا بہادرون کے
گوش زد ہوئی فرط نشۂ شجاعت سے عین بیہوشی مین بادۂ نوم سے ہوشیار ہوئے بستر و پشم ہمہ تن
لڑنے پر تیار ہوئے اور اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگے تلوارین چرخ پر چڑھتی تھین
کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین تھی کمانین ہوچانہ کرگئی تھین اونکو سینک کر حریف پر قادر ہونے
کے لیے تیس کرتے تھے اور ہر ایک دوستون اور اپنے عزیزون سے ملتا تھا اور
کہتا تھا کہ اے برادر کل کے روز معرکہ نبرد درپیش ہے قدم شجاعت اپنا پیش ہے آقائے
ولی نعمت پر جانین نثار کرینگے دشمن کو تہ تیغ آبدار کرینگے ایسی چمکیگی تلوار لڑین گے کہ خون
کے دریا بہینگے یا سرخرو ہوکر سیار گلشن جنان ہون گے کہ قطعہ

بیا امروز بنشین با من ای دوست	کہ فردا من کجا باشم کجا تو
ندانم باز کے گردد ملاقات	زمانے من ترا بینم مرا تو *

اور نصیحت او روصیت کرکے ہر ایک سے اپنا قصور معاف کراتے تھے اور نامردین مارے ہوے
جاتے تھے شام سے جاکر یہ تاکید تھی کہ مرکب دو گھڑی رات سے تیار رہے ہم شکار پر جائینگے
نئے نوکرین ہرن مار لائینگے جاکر بہادرون کی رکاب کے ہمراہ رہا تھا شجاعون کی آنکھین
دیکھے تھا جواب دینے کو شاطر تھا عرض کرنے لگا کہ کل صحرائے فوج عدو مین شکار دشمن
کا کھیلیے گا مفت صحرا مین کیون برباد ہوجی گا طائر روح مخالف حضور آپکا شکار ہے دشت

آب تیغ کی طغیانی ہوگی کشتی حیات طوفانی ہوگی ہر ایک شناور بحر جرأت سامان حرب و ضرب کی تیاری میں ہمہ تن غرق ہوا اور دو پہر رات تک ملکہ ذوفنون جادو اور شہزادے کا دریائے دربار موجزن رہا جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی راہ عدم کی ہر ایک کو خبر پہونچی شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی یعنے آدھی ادھر اور آدھی ادھر ہوگئی بلکہ نے ہمراہ شہزادہ جا کر آرام کیا لشکر خواب زور و شور سے حملہ آور ہوا عروس خواب سے شہزادہ ہم آغوش ہو کر سو رہا اور مسعور جادو نے طلایہ کا گشت اپنے اوپر مقرر کیا نقیبان بلند آواز نکل کر جوانان صف شکن کو جنگ کا مژدہ سنانے لگے حوصلے ہر ایک کے بڑھانے لگے اسطرح پکارتے تھے فرد جوانوں جوان بخت ہوشیار ہو ملہ سلاحوں سے اپنے خبردار ہو + اے بہادران کل کے روز معرکہ ہے دور پیش بلائیں و پیش ہے دیکھیے کہ کل گردون دون و انقلاب سپہر بوقلموں تاج دولت کسکے سر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے کون وارث تخت و تاج ہوتا ہے کون گور و کفن کو محتاج ہوتا ہے دیکھیں کل کس راجہ کا راج ہوتا ہے کہ قطعہ

در اندیشہ گردن کشان یک بیک	کہ فردا بکام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نهند	کرا تخت تابوت در بر کشند
ندانم کہ فردا چہ خواہد رسید +	ز دیدار خواہد شدن ناپدید
بہ بینم کہ تا گرد گار جہان +	درین آشکارا چہ دارد نہان

اور دنیائے غدار کی بے ثباتی بیان کرتے تھے کہ اے جوانان تہمتن و یلان صف شکن سکہ نام کا اپنے بٹھلاؤ نقش و نشان نام رستم و اسفندیار کا جلد مٹاؤ دنیا کی آرائش پر دل نہ لگاؤ

ع جمیلۃ البیت عروسی ولی ازین ہوشیار + کہ این مخدرہ در عقد کس نمی آید +

دیکھیں کونسا بہادر نامدار کل کے روز نام اپنے جد و آبا کا اس رزمگاہ تیرہ روزگار میں

مدہوش تے بیٹھکر شراب خواری کرنا شروع کی جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا شعلۂ
غضب زیادہ بھڑکا اوسوقت گرما کر اس سوختہ بخت نے نائرہ فساد کو دوبالا کیا اور حکم دیا کہ ہمار
لشکا مین بھی طبل جنگی بجاؤ دشمن کو دھمکاؤ بمجرد حکم اس نابکار کے طبل جنگ نواخت مین
آیا گویا اجل نے کوس سفر اس جہنمی کے لیے بجایا جب نقارۂ رزمی کی صدا بلند ہوئی اور
گوش حق نیوش مین شہزادہ اور ملکہ ذوفنون اور مصور کے پہونچی حکم دیا کہ ہمارے فوج مین بھی بفضل
ایزدی اور تائید ربانی بجی طبل جنگی جیسا کچھ نقاش ازل وکاتب قسمت نے ہماری تقدیر مین
ترقیم کر دیا ہے وہی پیش آتی ہے مصرع وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے اور کیا خوب
کسیکی کہا ہے فرد عبث ہر کس برائے خویشتن تدبیرہا دارد ✦ قضا چیزے دگر در پردۂ تقدیرہا دارد ✦
بلکہ بیت نقوش کلک قدرت کو جو اندیشے سے حیرانی ✦ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی
جب یہ حکم قضا شیم ملکہ عالم نے طبل زبان سے رزمگاہ بیان مین بجایا سرکارے نقار خانۂ
مصور جادو مین اگر نقارۂ حربی کو نواخت مین لائے کہ جسکی آواز ہیبت ناک چار دانگ
عالم مین پھیل گئی تمام دنیا دہل گئی گوش گردون کر ہوا اور کوہ وصحرا خوف سے گھنگر گاہ کی
صورت ہوادار و گیر سے وہ میدان شور انگیز رستخیز کا عالم دکھانے لگا کہ ابیات ✦

چو بر طبل اسکندر آمد دوال ✦	زناہید مریخ گرد این سوال
جہان را کہ شور آخر رسید ✦	سرافیل صور قیامت دمید
بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است	ز آواز او گوش گردون کر است

عجب صدائے شر وفساد پیدا ہوئی کہ چشم زمانہ پر آشوب تھی اور اس آواز سے بہادرون
کے دلمین بے ثباتی گردون غدار کی ثابت ہوئی ✦ ز نقارہ آواز آمد برون ✦ کہ دون
است و دون است گردون دون ✦ طرفین مین ظاہر ہوا کہ کل صبحکو معرکہ جنگ برروز نام و ننگ ہے

گذرا کہ جس سے اوس روسیاہ کی زندگی مثل نقش فنا سے خط ساغر جم باطل ہوئی عجب
جگر مین آیا بدحواسی نے پاؤن پھیلائے سر دست وحشت دہشت سے گریبان گیر ہوئی
بیکلی اور اضطراب نے جامہ صبر اور لباس عقل کو پرزے پرزے کر ڈالا جب یہ مضمون حرف
بحرف اوس پرچہ سے معائنہ کیا کہ عقیل نے بیوقوفی سے یہ ہوشیاری کی کہ مطیع مصور
جادو ہوا حیرت سے آئینہ کی صورت حیران ہو بیغیرتی سے حکم لشکر کی تیاری کا دیا او
ڑے تزک سے کئی لاکھ سپاہ جرار اور سواران نابکار لیکے بعزم جنگ مصور جادو روانہ ہوا یہان
تک کہ اوسی باغ کے قریب نزدیک بارگاہ کوہ وقار مصور جادو اوس خرس بادیہ ضلالت
نے اپنی بارگاہ استادہ کرائی ہرکارے صبادم ملکہ ذوفنون کے بارگاہ مین مصور کے پاس آئے اور
زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے کہ قطعہ

اے ہرکار رفیقت قل ہو اللہ احد	وے نگہدار تن وجان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب ولم یولد ہما نجا دستگیر	لم یکن یاری دہ مونس لہ کفوا احد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے اور دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے وہ اجل رسیدہ دوزخ
نصیب یعنی خونخوار جادو ہلاکت زدہ مقابلہ کرنے کو ملازمان حضور سے آیا ہے اجل نے اوسکی
جان کے لینے مین بکھیڑا مچایا ہے یقین ہے کہ آتش کینہ وفساد مشتعل کرے ملکہ نے کہا کہ خدائے
بزرگ ست انشاء اللہ بوتی کر کہ اوس خودسر کے سر مین سمائی ہے سر جنگ معقول ملازمان
شاہی سے نکل جائیگی اور یہان خونخوار جادو نے اوس شب کو تو رزم کل پر موقوف کی
اور آپ بارگاہ مین آکر تخت نکبت پر جلوہ گر ہوا یہانتک کہ شاہ اورنگ فلک تسخیر اقلیم سپہر
سے فراغت کرکے بارگاہ مغرب مین جاکر استراحت کنان ہوا اور خسرو انجم باسپاہ سیارگان
بعزم فتح شب تخت کہکشان پر بہزار زیب وزینت سے جلوہ کنان ہوا خونخوار جادو مست و

آیا وہان بھی تخت اور دنگل بچھے تھے اور اکثے پہلوانون کے بنے تھے وہان لاکر عقیل جادو
بد رملکہ ذو فنون کو شہزادے سے ملایا وہ اپنی بیوقوفی اور شرارت سے نادم اور پشیمان
تھا پھر شاہزادے نے مصور کو چاہا کہ تخت نشین کرون اس بادشاہ نے انکار کیا اور بعد مدت
شاہزادے مین تصویر سخن کو مرقعہ بیان مین یون جلوہ گر کرنے لگا کہ مجکو اس نقش
برآب یعنی پیکر دلفریب دنیا کی بےثباتی بچشم عبرت دیدہ بصارت سے دیکھکر اپنی مرگ
آئینہ دلین صاف جلوہ گر ہے تخت سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہے جب شاہزادے کا اسرار حد
سے بڑھا اسنے دست بستہ عرض کیا کہ مین زال دنیا کے فریب مین نہ آؤنگا کہ یہ عجوزہ مکار
وغدار و بیوفا ہے یکایک سخت گیری اسکا شیوہ ہے کہ حافظ رح غافل مشو زنکارۂ دنیا
کہ این عجوزہ مکارہ مے نشیند و محتالہ میرود ٭ شاہزادے نے فرمان قضا شیم صادر
فرمایا کہ اے مصور پھر مین ملکۂ ذو فنون جادو کو تخت پر بٹھاتا ہون تم بھی بخوشی تمام قبول کرو مجھے
ملول کرو یہ کہکر اونس بادشاہ دریادل نے ملکہ ذو فنون جادو کو بحر حسن و خوبی کو
آشنائے قلزم حکومت کیا اور مصور جادو سلطنت سے کنارہ کر گیا مگر عرض کیا کہ جب تک
شورش جنگ اور تلاطم فوج دریا موج ہے جب تک مین واسطے غرق کرنے زورق حیات
ان غریق لجہ خطا کے ہمہ تن غرق اور مصروف ہون حضور سے مالوف ہون غرض بعد تخت
نشینی ملکہ افسران فوج کی نذرین گذرین مطربان ناہید سرا و ساقیان حسین پیمانہ
ہوشربا لیکر حاضر ہوئے بارگاہ تمام مثل مرقع کے تصاویر پہلوانان صف شکن سے
معمور ہوئی بزم نشاط و سرور ہوئی جام شراب گردش مین آیا زہرہ جبیون نے
رقص و سرود سے لولی فلک کو حیران کار بنایا یہان تو یہ ہنگامہ عیش و عشرت کے
بازار کو رونق ہے وہان خونخوار کا چہرہ خوف سے فق ہے دربار مین اخبار کا پرچہ

سے اوٹھاتے ہو سرتابی سے جان جائیگی پھر کوئی عاجزی پیش رفت نجائیگی مگر ہان سوائے
حضرت صبر سلمہ اللہ تعالے کے بڑے حسرت و افسوس سے جان دو کے اپنی بدنصیبی پر
پھوٹ پھوٹ کے تم سب مجتمع ہو کر رو و گے اونھون نے کچھ جواب ندیا اور از راہ غفلت
شعاری اوس بچہ کو بندر کے دیکھکر تھوڑی روئی اپنے اپنے کانون مین دے لی مصور نے
جب نصیحت ختم کی سحر آغاز کیا اوس بندر کے بچے نے یکایک آواز مشابہ صور سرافیل
لگائی آسمان جگر مین آیا زمین تھرائی پہلے ہی آواز مین دیکھا ہر ایک شخص لشکر کا مثل
مردہ صد سالہ کے زمین پر گر پڑا گویا زندہ ہی نہ تھا اور بیہوشی طاری ہوئی مصور جادو نے
اون کاغذی تصویرون کو اشارہ کیا اون پیکرہای بیجان نے بڑھ کر اون نقش صفحہ بیہوشی کی
مشکین باندہ لین اور خدمت مصور جادو مین حاضر لائے اس بکار خود ہوشیار نے سبکو
ہوشیار کر کے زبان جانبخش سے ارشاد فرمایا کہ اگر اب بھی سر دائرہ اطاعت سے باہر نکالا
اور قدم مرکز فرمانبرداری سے باہر کیا تو یقین جاننا کہ پھر نعوذ باللہ اگر حضرت ملک الموت بھی
شفاعت کرینگے جب بھی جانبری ناممکن ہے اون لوگون نے اسکے فرمانے کو سرمایہ حیات
سمجھا اور نقد حیات جانکر حیطہ تصرف مین لائے اوسوقت ساٹھ ہزار سوار جرار معہ عقیل
جادو وزیر اعظم کے دائرہ اطاعت مین در آئے مصور نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ رفیع اس
مقام پر استادہ ہو اون لوگون نے فرمانا اس عالی منزلت کا دلمین جاگزین کیا اور ایک
بارگاہ عالی واسطے اس والا مقام عالی درجے اور مرتبے کے استادہ کی کہ وہ مکلل بجواہر
باستون الماس و پردہ ہای زربفتی تھی کہ قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرنے لگا بلکہ
سقف آسمان بلاگردان تھی شمسہ پر شمس سپہر کی ضیا قربان تھی غرضکہ اس مہر چرخ
ساحری یعنی مصور جادو مع شاہزادہ اور ملکہ ذوفنون جادو کے اندر بارگاہ کے

سر ڈالا فکر کر کے سر اوٹھایا براہ بیغیرتی اہالیان دربار سے یہ فرمایا کہ مصور جادو کی شاید قضا القدیر مین نقش ہے شامت سر پر سوار ہے جو رہائی پاکر منہ زوری کرتا ہے اگلی بار تو مینے پتھر کا زرم دلی سے بنا دیا تھا مگر اب کی سنگ مزار یقین ہے سینہ پر کینہ پر نصب ہوگا کچھ زور نہ اوسکا چلیگا یہ کہکر وزیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ بلا تیری ہی دختر کی نازل کی ہوئی ہے لازم ہے کہ گرفتار کر کے معہ مصور جادو حاضر حضور کر ورنہ تیری جان پر حرف آئیگا اور نشان ہستی نقش فنا بن جائیگا وزیر حسب الارشاد بادشاہ ساٹھ ہزار ساحران غدار او سواران نابکار لیکر عازم جنگ مصور جادو ہوا جب قریب اوس باغ کے پہونچا مصور نے کچھ پتلے کاغذ کے اوس کر بزور سحر آدمی بنائے اور واسطے گوشمالی اوس خود سعر کے روانہ کیے جب وزیر نے سر دست رد اوس سحر کا کیا مصور فرط غیظ و غضب سے آتش غصہ مین لال ہوگیا اور پھر آواز دی کہ او نمک حرام وزیر بدنہاد شور بختی سے تو ترشروئی کے ساتھ پیش آتا ہے شیرینی زیست سے آسودہ ہوچکا ہے انشاء اللہ چاشنی مرگ کی بہت جلد چکھائے دیتا ہون سبکو مارے لیتا ہون یہ کہکر اوس سحر وار نے سر پر ہاتھ ڈالا اور مثل بلائے ناگہانی اون پریشان حالون کے لیے جوڑا اپنا کھولکر ایک ناریل بہت بڑا نکالا اور سلسلہ کلام درمیان فوج یون شروع کیا کہ اے افسران فوج تم جانتے ہو کہ یہ سحر میرا حرف تمہاری زندگی پر لائیگا لکھا قسمت کا آگے آئیگا تمام لشکر اوسکو دیکھکر مثل زلف معشوق پریشان اور مانند دل مضطر عاشق بیقرار ہوئی بھاگنے پر تیار ہوئی یقین تھا کہ مرغ روح قفس تن سے پرواز کر جائے اور مصور جادو نے بساعت میمون اوسکو زمین پر دے مارا وہ ناریل پھٹا اور اوسمین سے ایک بچہ بوزنہ پیدا ہوا اور جست کر کے کندھے پر مصور کے آبیٹھا پھر مصور نے اون روباہ خصالون نامیمون صورتون سے ڈانٹ کر کہا کہ اے فرقہ غدار کیون کلہ درازی کے ساتھ پیش آتے ہو قدم راہ اطاعت

رہا پایا جو اس خمسہ درست نزے جھکے چھوٹ گئے حیا ہا او لٹے پاؤن پھر جانے کہ مصور نے بچشم قہر ابرد کو مثل کمان چڑھا کر تیر نگاہ اسکی جانب پھینکا جس سے اسکا طائر روح شکار ہوا آتش غضب سے کباب ہو کر رہ گیا شہزادے نے جو اسکے نار غضب کو دیکھا دل مین کہا کہ اللہ کبر کیا جاہ و جلال ہے اس بادشاہ خورشید رتبہ پر پروردگار عالم کا افضال ہے المختصر اوس بادشاہ ذی شاہزادے سے کہا کہ اے طلسم کشا آپ نے بہت تکلیف فتاحی طلسم مین اوٹھائی ہے بڑی بڑی مصیبت پیش آئی ہے آپ اس باغ مین تشریف رکھین مین انشاءاللہ نام و نشان دشمن یکقلم صفحہ ہستی سے مٹا دونگا ان باغیون مین سے ایک کو زندہ نچھوڑونگا شاہزادے نے بساط سخن یون بچھائی کہ حقیقت مین آپ ایسے ہی اولوالعزم شاہ ہین شمس عالی بارگاہ ہین لیکن مین بھی تو ابھی مات نہین ہون جو رخ جنگ سے پھیرون در کو نگھیرون بلکہ مثل اسپ تیز پہلے مرکب کو چار خانہ جنگ مین جولان دون اور فیلبند دروازۂ نامردی سے نکلکر مہرۂ دشمن روسیاہ رو کون مصور جادو یہ سنکر تخت سے اوٹھا اور اوس مکان مین جہان بہت سے دروازے لگے تھے اور بارہ دری کے برابر تھا جاکر لباس جنگ آراستہ کیا اور اسلحہ زیب جسم کرکے اندر سے اوس مکان کے باہر آیا اور بیرون باغ آکر ایک نعرہ بلند کیا اس زور شور سے آواز رعد آسا بلند کی کہ سحاب ہیبت دلون پر کفار کے چھایا جسقدر ساحر اطراف و جوانب مین وہان تھے سب نے دوڑ کے اطاعت کی اور سر قدمون پر رکھا یہان تک کہ اوس صحرا کے جانورون مین غلغلہ پڑگیا ہر ایک آوازین دینے لگا کہ مصور جادو نے رہائی پائی شدہ شدہ اس بلائے ناگہانی یعنے مصور کے رہا ہونے کی خبر اوس محسن کش خونخوار جادو کی بھی گوش زد ہوئی طوطے ہاتھون کے اوڑ گئے دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا اپنے گریبان مین

نکلتی ہے غرضکہ ہمین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چشم بد دور اپنے خزانہ عمر سے یہ طفل بیدار طالع خفتہ بختون کے گوشۂ دامن کو مالا مال کریگا اور ہستی مین انشاءاللہ حیات خضر سے ہمعصر ہوگا لیکن ایکبار زمانہ سلطنت مین اسکے ایک نمکحرام ارکان دولت سے حرص سلطنت کے بدولت عین جلسہ عیش و طرب مین کہ یہ نشہ شراب سے بیہوش ہوگا اور بدہوش ہوگا وہ سنگدل معہ جلسہ طرب سب آدمیون کو پتھر کا بنائیگا مگر زہرہ پانچوین مین اور آفتاب چوتھی مین شرف کی ساتھ خبر دیتا ہے کہ ایک عورت کہ اوسکے وزیر کی دختر ہوگی وہ جب طلسم کشا آئیگا اوسکے ہمراہ آنکر اس قید سخت سے اس لڑکے بحکم پروردگار رہائی دیگی فی الجملہ اسے ذوفنون ویسا ہی ہوا کہ مین ایک روز اس باغ مین جشن طرب آراستہ کرکے مست بادہ غفلت نشہ مین سرشار تھا کہ خونخوار نمکحرام نے سبکو مع زہرہ وشان جو شریک جلسہ طرب تھین ہاروت وار چاہ عذاب سحر مین گرفتار کیا مگر انشاءاللہ وہ باغی اب کہان جاتا ہے نخل حیات اوسکا بیخ و بنیاد سے اگر نہ کاٹا اور خزان صرصر ظلم سے شاخ ہستی کو اوسکے نہ فنا کردیا اور مرجھا دیا تو نام اپنا شاہان روزگار سے مٹایا یہ باتین ہنوز درمیان مین تھین کہ شاہزادے نے آکر سحر کو سلام نیاز زمین روبرو اوس بادشاہ کے جھکایا آداب تمام آداب بجالایا بادشاہ جو پتھر کا تھا نام اوسکا مصور تھا اوس نے بکشادہ پیشانی اوٹھکر باہم معانقہ کیا اور شہزادے کو اوس صاحب بخت نے تخت پر اپنے پاس بٹھالیا دیر تک بڑی گرمجوشی کے ساتھہ دونون بادشاہ گرم سخن رہے شاہزادے نے کل حال طلسم بیان کیا شاہ نے کہا جو آپ فاتح طلسم ہین تو ہمارے بھی دشمن روح و جسم ہین مگر اب آپ جانبخش ہین احسان آپ کے دلپذیر نقش ہین یہ باتین تھین کہ شمس جادو جہان اسپ آہنی پر شہزادہ سوار ہوا تھا اور گرز بردار ساحر آہنی پیرہن نے شمس جادو کو پکارا تھا وہی شمس جادو بیساختہ افتان و خیزان بارہ دری مین پہونچا یہان مصور جادو کو

در ترقی روز و شب باشد مدام / ملک و مال و جاہ و اقبال و حشم

آپ نے کیونکر پہچانا کہ یہ کنیز بے تمیز دختر وزیر ہے اور طلسم کشا کی جلیس اور مشیر ہے یہ حال کیونکر آئینہ دل پر صاف اور روشن ہو گیا اس روشن‌ضمیری کا حال مجھ پر ظاہر کیجیے اس بات سے لونڈی کو ماہر کیجیے اوس شاہ قوی طالع نے کہا کہ اے مہر سپہر خوبی جب مین بساعت سعید پیدا ہوا تھا اور کتمان عدم سے عرصۂ ظہور مین آیا تھا اوس وقت میرے والد بزرگوار نے نجومیان فلک مرتبہ و اختر شناسان خورشید رتبہ کو کہ جو اوس عہد مین مانند مہر و ماہ ناموری مین روشن اور مشہور زمانہ تھے بلا کر حال میرے اقبال و ادبار کا دریافت کرایا تھا وہ سیاح بروج افلاک کہ جنکو علم نجوم مین ید طولےٰ حاصل تھا اور اختر شناسی مین مانند دبیر چرخ کامل تھے زائچہ میرا تختی پر لکھکر تیار کیا اور لوح قسمت مین جو کچھ نقش تقدیر ثبت تھا حرف بحرف اوس پر وقوف حاصل فرمایا نگاہ صحبت ستارون کی مقابلہ کر کے شاہد اور ناظر قریب اور بعید گواہان طالع اور نظر ستارون کی مقابلہ و مقارنہ تسدیس و تربیع و تثلیث و ساقط دریافت کر کے شرف اور اوج ہر ستارہ کے نظر کی اور اسطرح خبر دی کہ ساعت زحل اسوقت واقع ہے اور صاحب طالع کی یہ ضد ہے اور مریخ آٹھوین گھر مین کہ خانہ بیم و مرگ ہے بیٹھا ہے اور چوتھے گھر مین کہ خانہ حیات ہے آفتاب شرف پر قوت کی ساتھ ہے اور برج جدی اور سرطان مین راس و ذنب متمکن ہین آسیب رسانی گواہی دیتے ہین اور عطارد سنبلہ مین طالع سے چھٹے گھر مین ہے اور یہ خانہ ساقط ہے اور بیماری کا گھر ہے اور بارھوین مین مشتری کہ خانہ دشمن ہے نحوست کے ساتھ ظاہر ہے مگر زہرہ برج اسد مین کہ طالع سے پانچوان ہے اور گھر عیش و عشرت اور خانہ معشوق ہے جلوہ گر ہے بعد حضیض اقبال اور زوال کے پھر امید سلطنت اور اقبال کی خبر

جلوہ گر گیا کہ اے بت عاشق نواز یہ تو بتلا کہ ان آدمیون پر کیا قہر خدا نازل ہوا کیون پتھر پڑے
جس سے یہ سب پتھر کے ہو گئے وہ شیرین زبان اس فرہاد منش سے یون گویا ہوئی کہ شان قہاری
اوس خدائے قہار کی دیکھو ششدر ہو حواس خمسہ درست کرو ہفت طبقات زمین و نہ آسمان اوسکی
قلم قدرت کا ایک نقطہ ہے کچھ خوف نکرو سورہ الم ترکیف اپنے اوپر پڑھکر دم کرلو کچھ مقام ہراس
نہین ہے کہ یہ سب کارخانہ سحر ہے تمہارے حال پر خدا کی مہر ہے یہ کہکر قریب اون تصویرون
کے جاکر ہر ایک کی پیشانی پر بمقتضائے مصرع ع یا قسمت وہ یا نصیب و یا بخت ؛؛ کہکر ہاتھہ رکھا
اور سحر پڑھکر ہر ایک کی تقدیر بستہ کھولی یعنے ایک ایک کیل لوہے کی اونکی پیشانی سے نکالی
اور تخت پر چڑھکر اوس فخر سامری نے بادشاہ کی بھی ماتھے سے ایک کیل نکالی خار اجل دشمن
کے سینہ مین چبھو یا جیسے ہی اوس کمان ابرو نے کیل نکالی پلک مارنے کا عرصہ نگذرا تھا
کہ وہ سب تصویرین متشکل بشکل انسان ہوکر اپنے جامۂ حیات مین آئین اور لباس ہوش
و حواس سب نے پہنا رخت بیہوشی اوتارا ملکہ نے مثل فتنہ تخت پر سے اوٹھکر سامنے آکر قد کو
خم کیا اور بادشاہ کو تسلیم کی اوس بادشاہ سنگین رحم دل نے نرم گفتاری سے کہا کہ شاید
تو دختر وزیر نیکنام ہے اور اے ہوشیار تیرا ملکہ ذو فنون جادو نام ہے شاید طلسم کشا کا ظہور
ہوا اور پوشیدہ تو میرے پاس لائی ہے مجھے چھڑانے آئی ہے جلد یہ راز آشکار کر صاف صاف
اظہار کر اس غنچہ دہن نے عندلیب زبان کو گلشن تقریر مین یون ترنم سرا کیا کہ اے نخلبند
حدیقہ سلطنت آفتاب سپہر مملکت جب تک چمن دنیا سرسبز و شاداب ہے گل اقبال
حضور شگفتہ ہوا اور دامن دولت سے حضور کے ہر ایک ہوا خواہ ثمر امید پاکر نہال اور وابستہ
ہوا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائی

مؤلف

اے فریدون جاہ شاہ فخر جم		اے سپہر مرتبت کیوان علم	

صندلی اور آبنوسی نظر آئی ہر ایک کے نقش و نگار پر مانی و بہزاد شرمائے اور اوس مکان
کے ہم پہلو ایک بارہ دری اوس قصر سے دہ چند مرتبے مین بڑھی ہوئی نظر پڑی شہزادہ
ششدر ہو کر معمار ازل کی صفت و ثنا زبان پر لایا کہ کیا سبحان تیری کاریگری ہے کہ
ایک ایک بشر کو تو نے یہ قدرت عنایت کی ہے جب یہ دونو بارہ دری مین آئے عجب
سامان دیکھے کہ ستون وہان کے ایکڈال سونے کے بنے ہین اسباب تنعم و عیش دہرے
ہین اور ہر ایک دالان مین اسباب قیمتی نہایت خوبی کے ساتھ لگا ہے فرش شاہانہ
گسترده ہے کمرون مین قالین اونی اور ابریشمی گلدار بچھے ہین اوپر مسندہای زرنگار
پر بہار ستارے دار با حسن و خوبی لگے ہین تکیے کارچوبی پر غلاف نہایت عمدہ چڑھے ہین
اور شیشہ آلات غیرت دہ مہر اسباب نورانی روشنی کا سجا ہے اس مکان کی دیکھنے
سے دلکو انسان آئینہ تصور کرے حیرت سے تو بجا ہے مگر عجب تماشا قدرت خدا کا نظر آیا
یعنے اوس بارہ دری مین ایک محفل نشاط آراستہ ہے ہر چار جانب بہت سی تصویرین پتھر
کی رکھی تھین منقش اور رنگین تھین اور ایک تخت طلائی پر ایک بادشاہ نہایت شان و
شوکت سے ماشاءاللہ بت بنا ہوا بیٹھا تھا شہر خاموشان کا سا نقشہ تھا اور گرداگرد
دورہ کیے بہت سی نازنین اوس تخت بارفعت کے کھڑی اور بیٹھی تھین اور اوس صنم خانہ مین
کچھ رقص و سرود کا اسباب گانے بجانے کا ساز و سامان وغیرہ گلبدن عورتین لیے کھڑی
تھین لیکن وہ بھی سب پتھر کی تھین شہزادے کو حیرت ہوئی کہ باری تعالے کس سنگدل
بت تراش نے آذر کا کام کیا شاید فرہاد کی آہ سرد نے یہان تاثیر کی اپنا اثر دکھلایا کسنے ان
آدمیونکو بت بنایا القصہ سنگ آمد و سخت آمد سر در گریبان قدم آگے پس و پیش کر کے بڑھایا
حیرت دامنگیر تھی اوس صنم پری تمثال یعنے ملکہ سے یون تصویر سخن کو ارژنگ بیان مین

ایسی تاریکی تھی کہ زمین جو آسمان تک معدوم تھا کچھہ ثبوت اور معلوم نہوتا تھا شہزادہ وودود کو یاد
کرتا ہمراہ ملکہ کے چلا جاتا تھا کہ ناگاہ وہ تاریکی دور ہوئی اور روشنی قریب آئی سامنے جونگاہ کی
ایک حوض مصفا آب صاف وشفاف سے با آب وتاب بھرا دیکھا لب گردان حوض بلورین
تھین نور آگین تحقیق یہ غواص بحر عجائبات معہ اوس صاحب آبرو یعنے ذوفنون جادو کی
ساحل مطلب سے آشنا ہو کر جب قریب حوض پہونچا اوس گوہر صدف محبوبی نے زبان
کو یون گوہر بار کیا کہ اے آشنائے چشمۂ طلسم اس حوض مین میرے ہمراہ بے تامل کود پڑیگا
انشاالله دشمن کا آب ندامت مین غرق ہونا کیسا فی النار ہوگا المختصر دونو شناور قلزم
تدبیر ایکبار اوس حوض مین کود کر مثل حباب بیٹھہ گئے مگر زورق حیات طوفانی ہونی نا خدائے
قدرت کی مدد سے در مدعا ہاتھہ آیا یعنے مالک بحر وبر نے اونھین ایک باغ پر بہار مین
پہونچایا ؎ چمن مین دفن ہوا کوئی یار مین نکلا ✦ زمین مین بھی نہ شہزادہ بیقرار ہو نہین
اوس باغ مین پھولون کی خوشبو مانند موج دریا رواں تھی اور آب ورنگ ہر گل تر کا جو
چمن مین شاداب تھا نہایت خوش آب تھا اگر مجوشی بہار بہشت کی وہان کی آتش گل کے
سامنے سرد تھی غیرت سے رضوان کی رنگت زرد تھی غنچے حباب وار پھولون کے مثل وہان
معشوق بستہ تھی اہتزاز نسیم خوش رفتار سے کھلے جاتے تھے صبا خوشبوئے عطر آگین
گلہائے عنبر شمیم کو ہر طرف لیکر وزان تھی جہان جہان اور خرامان خرامان روان تھی
جانوران خوش الحان وعنادل ہزار داستان شوق دید گل مین ہزار شوق سے غزلخوان
تھی چھوٹے چھوٹے چشمے ہر سمت روان تھے نہرین سلسبیل اور تسنیم کے مانند جاری غرضکہ بڑی
تیاری باغکے بیچ مین ایک مکان مربع بہت وسیع اور رفیع تعمیر وصف جسکا بری از تقریر وتحریر
جسمین دروازے طلائی جڑاؤ لگائے نصب تھے بہت عمدہ سب کے سب تھے کتنے ہی دروازے

ایک اژدر درہ پہاڑ مین بیٹھا دیکھا کہ منہ اوس موذی کا درۂ کوہ سے باہر نکلا تھا اور تمام جسم کا
پتانہ تھا ذوفنون بلاے بے درمان تھی شہزادے سے کہنے لگی کہ اے کوہ وقار جب یہ اژدھا دم
کھینچے آپ لقمۂ دہن اوسکے ہوجائیگا سیر چشمی سے ذرا تامل نہ فرمائیگا یہ کہکر وہ شیرین زبان بازلف پریشان
اژدر کے سامنے آئی اوسنے قلہ ہاے آتشین چھوڑے اس آتش خو نے سحر دم کر کے دہن کے برابر اپنے
تئین پہونچایا اوس اژدر نے ملکہ کو نگل لیا پھر شاہزادے نے بھی اپنے تئین اوسکے دہن تلخکام
مین چار ناچار گرا دیا ایک لمحہ تو بیہوش ہوا جب آنکھین کھولین دیکھا کہ چشم زخم سے محفوظ
ہون اور ایک حصار مین کہ جسکا رنگ سفید ہے اپنی سبز بختی سے ٹھہرا ہون اور وہ سرخرو بھی
یعنی ملکہ ذوفنون جادو بھی پاس موجود ہے اژدر کا نشان مفقود ہے لیکن دیوار حصار کی بلندی
پر ایک اسپ آہنی معہ ایک سوار کے عجب چلن کا کھڑا ہے کہ ایک گرز فولادی اوس سوار
قوی بازو کی ہاتھ مین ہے اور سارا جسم لوہی کا ہے ذوفنون نے توسن سحر کو میدان عمل مین جولان
کیا دیکھا تو وہ ساحر آہن نژاد آتش سحر سے لال ہوکر ہنسا اور گھوڑے سے اوتر پڑا وہ گھوڑا
شاہزادہ جہان پیما کے قریب آیا ذوفنون نے جست کی اور پشت پر گھوڑے کی سوار ہوئی اور
شاہزادے کو بھی اشارہ کیا کہ اے سیّار عجائب شہسوار مرکب طلسم آپ بھی سوار ہوکر میرے ہمعنان
ہون یہانسے بہت جلد روان ہون شہزادۂ بلند ہمت بھی سوار ہوا اوس اسپ نے پر لگالے
اور زمین سے طرف آسمان کے اوڑا اوس ساحر گرز بردوش نے تین بار پکار کے کہا کہ ای شمس جادو
تجھپر روشن ہو کہ فاتح طلسم سوار ہوکر معہ ذوفنون جادو کے مرکب طلسمی پر جاتا ہے یہان تو یہ
چلایا کیا مگر اوس اسپ نے مثل تیر کمان تیزی کی ساتھہ اوڑنا شروع کیا عجب سناٹا تھا کہ اس بیدار
طالع کی آنکھین بند ہوگئین لیکن نصیب دشمن کا سو گیا جب وہ اسپ بلندی سے پستی
پر آیا شاہزادے کی آنکھین کھلین اور ایک حصار سیاہ رنگ مین اپنے تئین کھڑا پایا

طلسم ہے ہاتھون ہاتھہ طلسم فتح ہوجائیگا مگر بائے تردد اس کام مین کوتاہ ہے اسکا خدا گواہ ہے
اگر کہ ہمت بلند ہو اور فقرہ کوئی دلچسپ پاؤ تو ہو سکتا ہے ملکہ نے زبان گوہر بار سے یون لآلی آبدار
سخن وا اس حال شاہزادہ بلند اقبال مین گرائے کہ اے نہنگ بحر شجاعت اسمین آبرو برباد جائیگی
مگر لوح وانگشتر نہ ہاتھہ آئیگی لیکن نگارخانہ دلین میرے ایک اور صورت تدبیر نقش ہوئی ہے یعنی
مصور جادو جو پہلے یہان کا شاہ تھا مرد حق آگاہ تھا اوسکے پاس آپ کو لیچلون اور اوسے قید
سے رہا کرون اوسکو بزور سحر اس خونخوار جادو نے رسن قید مین مکر سے باندہ دیا ہے عجب نہین جو
یہ تدبیرین پڑے خدا ہم دونو پر رحم کرے مگر جو خبر اس امر کی ہوجائیگی بادشاہ زندہ نچھوڑیگا لیکن
خیر مینے اپنا قربان ہونا گوارا کیا اور اپنا خون آپ کو بخشدیا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے اوٹھہ کھڑی ہوئی اور
دوپٹے کی گاتی باندھکر پانچومین گرہ لگائی اور عقدہ مشکل کے انکشاف کے لیے شہزادے سے کہا
کہ آپبھی سایہ سان ہمراہ ہون تاقتل یہ سب دشمنان گمراہ ہون غرض وہ فتنہ دوران اوٹھکر اسلحہ
زیب جسم کرکے راہ تردد مین قدمزن ہوئی اور شاہزادہ بھی ساتھہ ہولیا باغ سے نکلکر جب غنچہ دہن
صحرا مین آئی عجب صحرائے وحشتناک مین پہونچی کہ ادہم صبا کی کیا رفتار جو اوسکو طے کرے کوسون
تک پہاڑ عظیم الشان قلہ کوہ تک طائر خیال کو جانا اور گذر محال بشر کی تو کیا مجال خار ہائے مغیلان
اور جھاڑیان تنگ مثل خاطر بخیلان شہزادہ مجنون کردار عشق فتح طلسم مین اوس رشک لیلی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا ہر طرف سے آواز ہیبت ناک شیران ژیان اور جانوران گزندرسان کی
آتی تھی جو اس شیر بیشہ جرأت کے خوف دلاتی تھی لیکن اسد اللہ غالب کو یاد کرتا چلا جاتا تھا یہان
تک کہ سیار دشت سپہر دست برد خزان سحر سے گلہائے انجم ہوا اور جاروب کش فلک سطح
افلاک کی صفائی لیے ضیا بخش اور نور افزائے عالم ہوا اوسوقت سرد ہوا چلنے لگی اور ہر ایک
طائر مدحت سرائی باغبان ازل کی کرنے لگی شہزادہ ہمراہ ملکہ ذو فنون جادو چلا جاتا تھا کہ ناگاہ

تحریر لطافت خمیر سے دوات پیالے کیطرح لبریز ہے جنبش قلم مضمون خیز ہے کلک دوزبان
باین ہمہ وصف بے زبانی آب مضامین کو جام ترنم مین بھرکر تال اور سر درست کرکے جوش
وترنگ مین آتا ہے جلترنگ بجاتا ہے واہ کیا سامان مسرت تھا کہ راجہ اندر کو کبھی چشم خواب اور
نظر خیال سے بھی نہ دکھائی دیا ہوگا بیداری مین تو مشکل ہے وہ فرحت شاہزادے کو حاصل
ہے بہشت مین بھی ایسا ہی سامان ہوگا مگر وہان البتہ اتنا فرق ہے نواب علیخان سحر

حورون مین کہان نازو ادا صورت انسان — جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرین گے

جسوقت یہ ہنگامہ عیش و سرور گرم ہوا اور جلسہ رقص و سرود برپا رہا شہزادہ بے اندیشہ انجام
جام شراب کے دور مین اپنی یاد سے فراموش ہوا انجام کا خیال بھولا لیکن ملکہ کی آنکھون مین
سرسون پھولی رنگ اوس گلرنگ کا زرد ہوتا جاتا تھا اس ثانی سلیمان نے ازراہ ہوا خواہی
پوچھا کہ اے زہرہ جبین مہر تمکین کونسا خیال ناساز اسوقت دمساز ہوا کہ جس سے تم راگ
لائی ہو اور کس دہن مین ہو جو اسقدر جلد گھبرائی ہو وہ رشک ناہید بزم سخن مین اسطرح ترنم ریز
ہوئی اور چنگ زبان کو یون نواخت مین لائی کہ مجھے اسوقت خیال آپکی مفارقت کا
آیا اور اوسی آتش رنج نے دل کو جلایا یعنے مین سوختہ نار فراق جو آپکو آتشکدہ زندان
سے لائی اور نار غضب بادشاہ آب تقریر سے بجھائی اب دلمین یہ مشورہ شعلہ ور ہے کہ کون
سی شمع رائے بزم فکر مین روشن و منور کرون کہ جس سے دشمن کمبخت سیاہ طالع کی
آنکھون مین چربی چھاجائی برباد ہوجانے والا نہ اگر کوئی دشمن آتش افروزی کریگا تو اس
شب عشرت کی صبح ہوجائیگی پھر کوئی تدبیر نہ بن آئیگی شہزادے نے جب یہ تقریر اوس
شعلہ رو کی زبان سے سنی سمجھا سچ کہتی ہے کچھ جھوٹ نہین فرمایا کہ اے ملکہ اگر تم لوح اور
انگشتری سر دست بادشاہ پاس سے دست برد کر لاؤ تو یہی باعث دست آوین فتح

شہزادی نے جام سیر بطبع شگفتہ پیا دور جام بے درد غدغہ نیرنگی ایام شروع ہوا ابتو گزک لبان شیرین کی چلنے لگی گردنوں میں باہم جانبین سے پڑ گئے ٹانگوں کی قینچیاں بندھ گئیں پھر رقص و سرود کی محفل گرم ہوئی کہ زہرہ جسکے دیدار و ہوا ے خواہش مین سپہر پر دیتا بیون کے کف افسوس ملنے لگی مطربان خوش گلو زنان پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئیں خوش الحانی کے ساتھ تان لگانے لگیں عجب سماں بندھا کہ حسین

وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی ٭ مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی ٭

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کے ساتھ ٭ دکھانا وہ رکھ رکھکے چھاتی پہ ہاتھ

کبھی دلکو پاؤں سے مل ڈالنا ٭ نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا ٭

دوپٹے کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ ٭ کہ پردے مین ہوجاے دل لوٹ پوٹ

اُسوقت رقص و سرود کا عجب قانون تھا کہ بڑے بڑے بینا کار ارباب اولی الامر دنگ سے تھے حیرت سے ایک کی دوسرونکی طرف نگاہ تھی اور چنگ کی آواز پر ہر ایک کے لب پر واہ واہ تھی نے خامہ اس ساز و سامان کو کیا تحریر کرے اور معنیٔ صریر کلک اوسکے وصف مین ترنم سرا ہو کر کیا تقریر کرے ایسے ایسے نغمہ پرداز جمع تھی کہ جنکے ترانے زمزمہ ہزار داستان پر طعن کرتے تھی تان سین کو نام دھرتے تھے جام شراب گردش مین تھا کہ بط مے نے بال شوق کھولکر قصد پرواز کیا تھا بربط نے منقار ساز سے آہنگ خوش آغاز کیا تھا عجب صحبت ہوشربا ہوش و نوشانوش برپا تھی کہ حشر جم جسکے روبرو عبرت سے ماتمکدہ بنا تھا ایسا اوس جگہہ سماں بندھا تھا ہر سہی قامت نازنین خوش آہنگ اس ٹھاٹھہ سے ساز بجاتے تھی کہ رقاصہ فلک حیران ہوکر گھبراتی تھی آسمان بھی گردش سے تھم گیا تھا پانی نہرونکا روانی سے جم گیا تھا اور دف آفتاب کا مغنی روزگار نے ہاتھہ مین لیا تھا بلکہ خوش قسمتون کا دائرہ مرکز تقدیر بجنے لگا تھا شہزادی کو قسمت سے یہ جلسہ میسر ہوا تھا قلم شرح اس کیفیت کے لکھنے مین انفعال سے آب سیاہ رنگ سیاہی کا پیشانی پر لاتا ہے اور تراوت

ناچ دکھاؤ کھانا کھلاؤ کنیزین یہ حکم سنکر خوان انواع واقسام نعمت کے کہ اوس مکان جنت نشان
مین موجود تھے اوٹھا لائین اور دسترخوان زربفتی لاکر بچھایا اور سیر اغذیہ لطیف چنکر طلائی آفتابہ
سے ہاتھ دھلائی شاہزادے نے کہا اے ملکہ تمنے میری دعوت کی مگر مین تمہین دعوت اسلام
کرتا ہون چاہیے کہ صدق دلسے قبول کرو اور میرے دلکو نہ ملول کرو کسلیے کہ دیکھو صنعت تجلی بند
قدرت کہ تجھہ ایسے گل گلزار محبوبی کو بلکہ تمام گلشن ہستی کو اور جو کچھہ عالم ایجاد وتکوین مین ہے کل و
غنچے رنگ برنگ کے شگفتہ کیے نوا سنجی ترانہ کن سے سب کی نشو ونما فرما کر پھول اور ثمر دیے کہ

س نہ بت خداست نہ سیارہ نی ستارہ نہ ماہ ✤ کہ جملہ آمد بہستی خدا سے گواہ +

صیقل کلام شہزادے سے زنگ آیینہ دل پر ملکہ کے کفر کا جو چھایا تھا دور ہوا اور بیساختہ پکار اوٹھی کہ

س ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف ✤ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا +

اے شاہزادہ والاقدر جو آپنے ارشاد کیا سب قبول ومنظور ہے آپکی اطاعت سے یہ کنیز کب
دور ہے اور مین تو آپ کی محراب ابرو کی ساجد ہون یا دبتان کی عابد ہون مدت سے صنم
پرستی پر دل نادان مبتلا ہے خدا ورسول کو نہین جانتا ہے مگر اے بت دلفریب غارتگر صبرو
شکیب اس سبق کو بھی تیرے کہنے سے صفحۂ دلپر نقش کرتی ہون اور حرف بحرف پڑھتی ہون غرض
جب وہ مصحف رو نورانی شکل سیپارہ جگر کو کلام شاہزادے سے پڑھ چکی حرف کفر کو لوح دل
سے محکوک کر چکی الا العینے اوس حافظ نام معشوق نے خدا کو وحدہ لاشریک جانا امر زلیخائے
عشق نے سورۂ اخلاص وسورہ یوسف کو یاد کیا شہزادے نے بکشادہ پیشانی خاصہ تناول
فرمایا بعد آسودگی وفراغت کے کشتی شراب کی آگے کھینچکر ملکہ نے جام شراب سے معمور کر کے
پنجہ نگارین خورشید نما پر رکھکر سامنے شاہزادے کے کیا کہ اسے اولش کر دیجیے اور کہا حافظ

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ✤ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کی طرح پریشان کبھی نرگس شہلا کے انتظار مین حیران درخت سر تراشی کیے ہوئی موتیون کے جال پڑے ہوئے قصہ کوتاہ شہزادے نے جب اپنے تئین خارستان ظلم سے کہ گلزار جوہر شمشیر کی بہار پیش نظر تھی رہا پایا اور ایک مسند پر تکلف پر ایسے مکان نفیس اور باغ پر بہار مین بیٹھا دیکھا نہایت بیکلی سے اضطراب بار خاطر ہوا کہ انکشاف اس امر کا ضرور چاہیے کہ یہ محل رشک قصر جنان کسکا ہے اور بانی اس تعمیر رفیع عرش نظیر کو کس امیر کبیر نے کیا ہے جب اس نہال گلشن خوبی کو استعجاب بد عجائبات سے ہوا او سوقت وہ سرو گلزار خوبی سامنے چلی آئی اور وہ غنچہ لب چشم نرگسی سے اشارا فرماکر مسکرائی اور گلزار تقریر مین یون گل فشان ہوئی کہ کیون صاحب تم کون ہو جو پرائے مکان مین اپنا گھر سمجھکر گھس آئے یہ نہ سمجھے کہ کوئی گردن مین ہاتھ دیگا دامن و گریبان پکڑیگا شاہزادے نے جو اوس آئینہ رو کو اسطرح کی صاف گفتگو کرتے پایا خاطر مکدر مین صورت اسکی آئینہ تھی دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ وہی صافی دل ہے جسنے جرأت سکندر پر حرف رکھکر زنگ کفر سے تجکو چھڑایا ورنہ قلعی کھل جاتی بے اختیار اوٹھکر دست ہوس پھیلایا اور پائے شوق سے چلکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا معلوم دیا کہ آپ ہی نے یہ چشم مروت اور عین احسان اس نحیف و زار کے ساتھ صرف کیے ہین کہ جس لعجہ سی مین دبکر یہین رہگیا مگر گھر مین بلاکر چشم پوشی کرنا اور منہ چھپانا اہل مروت سے خلاف ہے قصور معاف کچھ بندہ ڈھیٹ پڑو نہین نہ فاقہ مست ہے پھر یہ کیون بند و بست ہے یہ فقرہ ملکہ سنکر پھڑک گئی اس گرما گرمی سے آتش اشتیاق اور زیادہ بھڑکی ہنسکر بولی کہ خدا نکرے مین کب حضور کو ایسا سمجھتی ہون بلکہ مین ہی تنور سینہ مین نان ہوس لگاتی ہون یہ خشک زبان اب ملازمت حضور سے سیر اور آسودہ ہوئی جو مہمان نوازی شرط ہے آئیے کرم فرمائیے یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر مسند کے برابر جا بیٹھی اور کنیزون کو طلب فرمایا کہ سامان عیش و نشاط دافع رنج از دیاد انبساط حاضر لاؤ مہمان کو

نہ لگا آستین رعایت اسکے پشت پر جھاڑی اور ہاتھ قتل سے رو برو تمہارے اوٹھایا وہ برق وش چمک
کر اوٹھی اور شاہزادے کے پاس آکر ایک پنجہ کمر مین ڈالکر بر روی ہوا بر فرسحر اور ہی وہ زنجیرین فولاد
جو جسم پر شاہزادے کے سانپ کیطرح اون ہوذیون نے لپیٹی تھین مانند تار عنکبوت ٹوٹ گئین
قصہ مختصر شاہزادے کو اوس معشوقہ عاشق نواز نے اپنی خوابگاہ اور مکان بود و باش مین لاکر
اوتارا اور مسند پر بٹھا کر آپ روپوش ہوگئی شاہزادے نے جو پردہ چشم اوٹھایا یعنے آنکھ کھولی
اپنے تئین ایک قصر اور باغ گلزار رشک ارم مین پایا کہ زمین وہانکی تمام گلاب اور کیوڑے سی
دھوئی ہوئی تھی اور تمازت آفتاب کی گرمجوشی اوسجگہ سرد تھی ٹھنڈھی ہوا معطر مثل مزاج
معشوقون کے آتی تھی باغ جان لبہاتی تھی اور ایک مکان عالیشان جسمین جوڑی دروازون
کی ہزار در ہزار جڑھی تھین اونمین نسیم عنبر شمیم کے جھونکون سے خوشبو پھیلی تھی وہ مکان شوکت و شان
مین گلزار ارم سے کہین بڑھکر تھا ہر ایک قصر نگارین آب و تاب مین رشک گوہر تھا ایکسمت باغ
مین نواسنجی بلبل شیرین زبان کی ہزار رنگ سے گوہر گوش ہوتی تھی اور خوش الحانی ہزار داستان
کی ہوش کھوتی تھی اوس محل کے بر محل آواز طرح طرحکے روح نواز او صدا سازون کی خوش
اندازی کے ساتھ آتی تھی دل غمزدہ کو بہلاتی تھی اگر اوسجگہ کو غیرت بزم عروسی تصور کیجیے
تو بجا ہے فلک چارم لکھیے تو زیبا ہے ؎ یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے ٭ زمین جسکی چہارم
اسمان ہے ٭ المختصر کہانتک تعریف عرض کرون طول کلام ہوگا نہایت خوبی کے ساتھ
وہ باغ اور مکان آراستہ اور پیراستہ میوے دار یک لخت پھولون کے درخت آسیب
باغبان اور جور گلچین سے بری کہین سیب اور کہین ناشپاتی کہین کیلے اکیلے نہین
قطار قطار کہیں جا سرو چمن کی لب نہر بہار کسی سمت لالے کے تختے بادل داغدار روش پری
باغ کی قطعہ دار مہندی کی ٹٹیان مینا نگار فوارون کا آبشار کہین سنبل زلف بکھرے دل عشاق

الف آزادی اور سرکشی نہ اختیار کرے دامن خدمت خیر خواہی پر اس دائرہ ریاست کے باندھے
ملکہ نے جب کلمۂ اجازت زبان بادشاہ سے سنا بکشادہ پیشانی وہان سے اوٹھ کر شاہزادے کے قریب
آئی اور کہا کیون اے گرفتار سلسلۂ غم واے وابستۂ زنجیر ستم ہو سکتا ہے کہ تو خداوند سامری کی بندگی
مین گردن جھکائی سلیمان سے ساحر بجائے بادشاہ تیری جان بخشی کرتا ہے بار احسان سر پر
دھرتا ہے شاہزادی نے منہ پھیر کر اوس شیطان کے نام پر لاحول پڑھی اور کہا مین کرور کرور لعنت اوسپر
کرتا ہون اور اوسکے پرستارون پر بھی الیا ہی کچھ علی ہذا القیاس پناہ بخدا من الشر الوسواس الخناس
ملکہ نے بواسطہ چشم و ابرو منع کیا کہ عین خطا ہے دیدہ و دانستہ کیون آپ کو ہلاک کرتا ہے جب اس
شناور قلزم غم نے عین مہربانی اوس صاحب آبرو کی چشمۂ چشم سے ملاحظہ کی سمجھا اسمین کچھ
مصلحت ہے یہ امر سراسر پر از حکمت ہے جب ملکہ نے مکرر تکرار کر کے کہا کہ کیون اے گوہر صدف
سلطنت ہو سکتا ہے کہ تو مذہب خداوند جمشید اختیار کرے بادشاہ کی خدمتمین رہے آشنائے
بحر ستم تو ساحل مطلب سے ہمکنار ہو چکا تھا غواص دریاے خاموشی ہوا جواب سے زبان کو آشنا
کیا ملکہ نے روبرو بادشاہ کے آنکر موج زبان کو بحر تکلم مین یون روان کیا کہ اے بادشاہ بحر و بر
یہ آفت رسیدہ اقرار کرتا ہے اور حرف انکار زبان پر نہین لاتا ہے اسی سے میرے لوح خاطر پر یہ
نقش ہے کہ یقین کلی ہے کہ دین قدیم چھوڑ کر راہ دین جدید حضور پر قدم مارے اور سحر وغیرہ بھی
سیکھے اب مجھے از راہ عنایت اور مرحمت سلطانی ارشاد ہو کہ مین لیجا کر نشہ بادۂ سرکشی اس مست و
لایعقل کا ایک ہی جام تعلیم سے خمار شکن کرون کہ جس سے یہ بیہوشی عجب و نخوت سے ہوشیار
ہو جائے اور سرور مین اگر لذت تازہ پائے بادشاہ نے یہ کلام دلفریب جب اوس شیرین زبان
سے سنا ترشروئی غضب کی کم ہوئی اور تلخکامی جاتی رہی فوراً حکم دیا کہ اچھا اے ملکہ تم اسے لیجاؤ
اور جامہ دین جمشید اسکے جسم پر آراستہ کرو تا دامن اسکا گناہ سے پاک ہو اب مین گریبان گیر اسکا

اپنے حکم کا وابستہ کیا اب اس گستاخ نے پایسے ہوس بڑھایا یا قوت بازو پر غرور کرکے مابدولت کی جانب
آیا لیکن بمدد خداوند سامری و زردشت آتش اسکے فساد کی ایسی شعلہ زن ہونی پائی کہ لباس دولت
کو میرے جلادیتی مینے گرفتار کرالیا اب چاہتا ہون کہ اس تشنہ کام مقصد کو آب شمشیر سے سیراب کرکے
ٹھنڈا کرون لوائے اقبال اسکا سرافگندہ کرون تا پھر کوئی آتش افروزی نکرے رخ اپنا اسطرف بخیال
فیروزی نکرے وہ شعلہ رویہ سخنہائے گرم سنکر اندر ہی اندر سلگی آتش عشق دلمین لگی آہ سرد لب پر لاکر ضبط
کو کام فرماکر یون شعلہ فشان ہوی گرم بیان ہوئی کہ آپ ایسے عقیل و فہیم ہوکر نادانی کو کام فرمائین اور
جادہ مستقیم سے ہاتھ کھینچکر پاؤن پھیلائین دور از قیاس ہے خلاف حواس ہے یعنی یہ اس قابل
نہین ہے کہ اسکے قصر تن کو آپ دفعتًا ڈھادین نقش ہستی مٹادین کیون کہ یہ گمنام کوئی مذلت
نامی اور نامور بادشاہ ہے فقیر نہین یہ گمراہ ہے چاہیے کہ اسکو ہدایت فرمائیے کہ مذہب سامری دلسے قبول
کرے دولت ملازمت شاہ سے شرف اندوز ہوکر زر سعادت حصول کرے کسلیے کہ خدانکردہ السانہو
کہ قتل اسکا کچھ رنگ لائے جس سے چہرہ راحت بادشاہ متغیر اور غبار آلود ہوجائے بادشاہ نے متحیر ہوکر کہا کہ پھر
کسکو اس بلائے ناگہانی کو سپرد کرون تا وہ اس کجروش کو راہ راست پر لائے میری اطاعت اور دین
خداوند جمشید کا آئین سکھائے ملکہ نے عرض کیا کہ اگر کنیز کو یہ خدمت عنایت ہو تو بسر و چشم اسکو بجالاؤن
اور آپکا ارشاد سراپا امداد کو سعادت اور بہبودی تصور کرون اور بہت جلد بہ اعانت خداوند جمشید سحر وغیرہ
تعلیم کرکے ملازم بایۂ سریر خلافت و عتبہ بوسان آستان فلک منزلت بناؤن اگر یہ ایسا ماہ سپہر شجاعت
نیر اقبال حضور سے سحر سیکھکر نور علی نور ہوجائے تو یقین ہے کہ بہت سے قلمرو پر یکقلم سکہ حضور کا دریا
کیطرح روان ہو وازباد تا ماہی کوئی گردن تابی نکرے قصہ مختصر بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ منظور
پر رکھکر شاہزادے کے قتل سے چشم پوشی کی فرمایا کہ اچھا بہتر ہے تم اس سیہ بخت کو سبق سامری اور
دین جمشیدی حرف بحرف تعلیم کرو حکم میرا اوسے تسلیم کراؤ تا یہ مرکز اطاعت سے نقطہ پھر مثل

گل سے رخسار گول گول بدن	گات جسطرح قمقمے روشن
حسن یوسف بھی اوسکی آگی ماند	چہرہ زلفون مین جیسے ابر مین چاند
لب وہ نازک کہ جان دیدیجے	دہن ایسا کہ مچھیان لیجے

اور ایک ہار گوہر شبچراغ کا گلے مین بصد حسن پڑا اور زیور تمام جواہر نگار ہر عضو پر مانند نگینۂ انگشتری کے جڑا

سراپا نور تھی وہ غیرت حور	وہ تھی یکتا جہان مین مثل بدر دور
عیان تھا عالم تصویر اوسپر	پرستی تھی عجب توقیر اوسپر

القصہ بارگاہ مین داخل ہوکر اس گرفتار الم و اسیر زندان غم کو دیکھکر مثل آئینہ حیرتناک اور ششدر ہوئی پھر وہ غنچہ لب اسطرح ہنسی کہ سفیدی اور چمک دندان رشک گوہر کی ایک برق بلا سطے خرمن جان عشاق تھی ہنستی ہوئی شاہ کے قریب آئی بادشاہ شگفتہ ہوکر تخت سے اوٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پکڑکر اپنے پہلو مین اوس سراپا حسن کو دل کیطرح بٹھالیا اور نظارہ اوسکے گلزار حسن کا کرنے لگا اور عندلیب زبان سے مزاج پرسی مین نغمہ سنج ہوا ملکہ شاہزادے کے جمال جہاں آرا کو دیکھکر ہزار جان سے فریفتہ ہوئی اور لاکھ دلسے اس متاع خوبی کے خیال سودائی وصال مین شیفتہ ہوئی بے اختیار ہو عقل و ہوش کھو گوہر آبدار سخن کو میزان بیان مین یون ہمسنگ کیا کہ اے بادشاہ یہ کون کھوٹا تجھ ایسے کھرے کے آتش غضب مین جلتا ہے اور کانون سینہ سے دھوان نار غیظ کا نکلتا ہے بادشاہ اسکے لب جانبخش سے یہ کلام معجز نظام سنکر زندہ دل ہوا روح کو اوسکی آرام حسین آیا بولا کہ ای عیسی دم اس اجل رسیدہ کا کیا حال بیان کرون کیونکر نہ اسکے مار ڈالنے کا سامان کرون یہ دشمن جان وہ ہے کہ جس سے جانبری ناممکن ہے بڑا بہادر یہ طفل صغیر سن ہے صورت زیست آئینہ امید مین جلوہ گر ہونا میری محال ہے یہ وہ صاحب عظمت و جلال ہے جسنے چھ درجون کو بے شش و پنج شکستہ کیا ہر ایک حاکم طلسم

ضعیف کی امداد کو نجف سے تشریف لائیے یا مولے یہ غلام آپکا گرفتار مصیبت ہے ہزار طرح
کی جان حزین پر آفت ہے رنج و غم نے گھیرا ہے شام عشرت کا سویرا ہے **ابیات**

اعلے ہے ترا پایہ یا مظہر العجائب — تو ہے نبی ص کا سایہ یا مظہر العجائب
چالیس مومنون کی دعوت قبول کرلی — تو ہر جگہہ یہ پہونچا یا مظہر العجائب
جبرئیل کو پڑھایا سلمان کو چھڑایا — ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب

بس یہ دعا بلبلا کر جو شاہزادے نے کی اور واسطہ ایسے مرد میدان ولایت کا دیا گل
مقبولیت باغ مراد مین کھلا اور در گلشن اجابت وا ہوا حیات دوبارہ سبحان حی الذی
لایموت نے عطا فرمائی تیسرا حکم ہنوز بادشاہ نے ندیا تھا کہ دربارگاہ پر ایک غل ہوا اس بادشاہ
شوریدہ سر نے استفسار کیا کہ کیا ماجرا ہے لوگون نے عرض کیا کہ ملکہ ذوفنون جادو عقیل و فہیم دختر
وزیر اعظم دستور المعظم دربارگاہ پر امیدوار حاضری حضور ہین خوف شاہ سے آ نہین سکتی ہین
محو ہین یہ بے عقل نام ذوفنون سنکر مثل گل خندان کھلکھلا کر ہنسا اور بلبل کردار بال شوق
وا کر کے نغمہ سنج ہوا کہ اوس سرو گلزار خوبی کو بہر روش لا ہے ملا و غرض صبا وار جلد لوگ خوشبو
کیطرح لائے مشیران سلطنت نے استقبال کیا شاہزادے نے بھی اوسکے بہار حسن کا نظارہ
کیا کہ ایک عورت حور تمثال پری تمثال سن و سال اوس ماہ دو ہفتہ کا چودہ برس کا قد رعنا
مختصر جیسے چمن کا بوٹا بالون کا جوڑا ادھر چھاندھا جیسے شب کو دنبال روز روشن گرہ دیدیا
تھا وہ جعد عنبرین دام گوہر ہے جسکو لٹک کہتے ہین چھپا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر سیاہ مین بجلی
مین ہے پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا محراب ابرو او صنم خانہ حسن مین گویا شمع کو جلایا تھا
رخسار نازک ملیح رنگ آنکھین سحر سامری کا نمونہ ناک مین ایک چھوٹی سی نتھہ پڑی تھی
ناکتخدائی اور دوشیزگی کی نشانی تھی گلوے شفاف صراحی دار سینہ پر پھولون کا اوبھار کہ نواب

مالک چھتہ در بند طلسم ہے دعویدار اسکے خون کے اسدم بہت ہین یہ حکم ثانی ہے پھر انجمن فکر مین
شمع راے رزین روشن کرکے بخوبی غور فرماکر ارشاد فرمایے کہ مین ایک ہی ہاتھہ مین اس بیدست
و پا کا کام تمام کرونگا جلادون مین نام کرونگا بادشاہ نے وہی جواب دیا کہ لاکھہ حکم کا ایک حکم یہ ہے
کہ اس شمع نور آگین بزم سلطنت کا چراغ ہستی گل کردے تا اسکے ہواخواہ بے بصارت اور تیرہ روزگار
اسکے غم مین ہوجائین والدین فرط الم سے خواب مرگ مین سوجائین جلاد نے آواز دی کہ ایہا الناس
ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے لوگ مثل بنات النعش جو یکجا تھے پراگندہ ہوئے اور جلاد بیداد
تیرے حکم کے لیے حاضر خدمت بادشاہ ہوا یہان شاہزادے کو جلوہ عروس مرگ آئینہ خیال مین
نظر آیا حیران حیران ہر طرف بچشم حسرت نگاہ کی کسیکو غمخوار اپنا پایا زنگ کفر اس بارگاہ مین چھایا
تھا کون اسکی صفائی بادشاہ سے کرتا آخر یہ سکندر صولت رخ بدرگاہ صورت نماے معنی ایجاد و
تکوین لایا اور بے اختیار پکارا کہ اے قادر یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ؎ تو گوئی ہر آنکہ
کہ در رنج و تاب ✤ دعاے کند من کنم مستجاب ✤ چو عاجز بماندہ دانم ترا ✤ درین عاجزی چون
نخوانم ترا ✤ او مشکل کشاے عالم غالب کل غالب مظہر العجائب کو یاد کیا کہ ؎ یا علی درماندہ
ام وستم بگیر ✤ در گناہ خود گرفتارم اسیر ✤ یا حضرت یہ وقت یاری اور مددگاری ہے ابیات

انت منی و لحمک و لحمی لہ	تمکو لو کی نبی رسول اللہ
تم نبی کے وصی برادر ہو	شک نہین لا الہ الا اللہ
بار کر پھر چلایا نشتر بار	ایک مردی کے تئین ہلم اللہ
تمکو انسان مین کہون کیونکر	اتنے نصیری فریق کے اللہ
حق کو تم جانو حق تمہین جانے	عقل حیران ہے اب یہان واللہ

یا شیر خدا یہ وقت امداد ہے کہ ان روباہ خصالون کے شعبدہ ظلم سے نکالیے اور مجھہ مور

مرگ تیر از نزدیک آیا ہے شہزادے نے کہا غذا ہماری لخت دل ہے پینے کو خون جگر ہے سراسر ضرر ہے وصیت تو یہ ہے کہ بعد مرگ مجھ ناشاد نا دیدہ بہار کی کوئی صبا وار ہو کر اوس گل گلزار سلطنت و رعنائی سرو بستان زیبائی بے عدیل و بے مثال یعنی ملکہ خورشید جمال سے نالہ کش ہو کر یہ سنائے کہ عاشق تیر الائے کیطرح داغ حسرت وصال لیکر تہ خاک ہوا در ہفتم پر ہلاک ہوا خاطر نازک پر بار رنج نہ دھرنا عاشق کو گور میں بیقرار نکرنا جلاد ستم بنیاد نے جب یہ کلام سنا تیغ زبان ظلم کو گردن سخن پر رواں کیا کہ یہ نصیحت تیری کوئی نہ سنیگا کسیطرح نہ ادا کریگا یہ کہکر چبوترہ نکبت کا اوس فلاکت زدہ نے بنایا اور بوریا مرگ کا بچھایا شہزادے کو اوس بوریے پر بٹھایا اور آنکھوں پر پٹی حیا کی باندھے شاہزادے نے ہنسکر ٹھنڈی سانس لی اور کہا او بیحیا اس کڑی منزل میں تو بہادروں کو مرنے سے ڈراتا ہے ؎ اگر تیغ عالم بجنبد زجائے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خدائے ٭ میں حکم خدائے قہار قادر اور توانا پر مضبوط ہوں جا اور اپنے کام میں مشغول ہو وہ جلاد سنگدل تیغ کو سنگ چٹانے لگا اور روبرو بادشاہ کے حاضر ہو کر یوں جوہر شمشیر زبان کی ریش دکھانے لگا کہ اے تیغ زن شاہ صف شکن عالم پناہ ظاہر اقتل کرنا میرا کام ہے کر مارنا اور جلانا حی لا یموت کو سزاوار ہے اور میرا نام ہے ذرا سوچ کے اور سمجھکر حکم ہلاکت طلسم کشا زبان زندگی بخش سحر بیان سے ارشاد فرمائیے انجام اس بات کا یاد فرمائیے یہ عرض کر کے جلاد گھبرایا بادشاہ نے پیمانہ کلام یا وہ حکم سر نسبت مرگ شاہزادہ قضا شیم یوں لبریز کیا کہ او جلاد ہزار علم کا ایک علم دیا کہ اسکو لباس حیات سے معرا کر رخت ہستی پر زرے کہ خلعت مرگ پہناتا ہے گریبان گیر خاک ہو کر گوشہ قبر میں خفتہ بخت ہے سوتے اکیلی بیرے دلکی دور ہو گئے یہ حکم جلاد نے جب سنا آتش فساد کو روشن کیا یعنی کوٹھے سے خط اس بے نشان کی گردن پر دیا اور پھر حکم ثانی کے لیے یہ بانی شر خدمت بادشاہ میں اپنی خیر اندیشی کی وجہ سے عرض کرنے لگا کہ یہ طلسم کشا شاہان اولو العزم میں سے ہے اور نئی شوخ

برحرف لائے اور بادشاہ آزردہ ہوجائے اسلیے نقطہ وار دامن قید مین محصور کرکے مرکزوار سرنگون
دائرہ دولت آفتاب صولت مین یہ شکستہ خاطر حاضر ہے خاطی اور خاسر ہے ادہر تو یہ سیاہ روکلک زبان
سے ورق خاطر شاہ پر یہ کلام تحریر کرتا تھا اور اُدھر شاہزادہ سلسلہ رنج والم مین گرفتار بارگاہ کی کیفیت
اور رعب وتمکنت پر بادشاہ کے نظر فرماتا تھا کہ یکایک جوش شجاعت مین آکر اس نہنگ بحر شجاعت
نے مثل رعد گرج کر آواز خروش کے ساتھ دی اور بطریق اسلام زبان کو یون گہرفشان کیا کہ
السلام علیک سلام ہے اوسپر ہو جو کہ خدا کو بیشک وحدہ لاشریک لہ جانتا ہو اور اوسکے حبیب پیغمبر خدا
کو صدق دلسے مانتا ہو بادشاہ نے جو یہ نعرہ اس شیر نیستان شجاعت کا سنا باوصف جلال شاہزادے
کی عظمت نگاہ تیرہ مین ایسی چھائی کہ ہاتھ پاؤن مانند برگ بید تھرائے بادشاہ کو چھینک آئی کہ
تاج سر نحس سے گر پڑا سر دربار عزت اوتر گئی سمجھا یہ بلا میرے سر گئی شاہزادے کی جانب سے اس
بخت برگشتہ نے منہ پھیر لیا اور آتش غضب وعناد دلمین ایسی شعلہ زن ہوئی کہ جسکی چنگاریون نے
خرمن عقل کو جلا کر خاک کیا ایک جلاد آتش خو کو طلب کرکے یہ سوختہ بخت آتشکدہ دہن سے اخگر
افشان ہوا کہ جلد او جلاد بدنہاد اس بانی فساد کے نخل قد کو بیخ وبنیاد سے کاٹ کر جلا دے یاوہ
گوئی کی سزا دے جلاد مثل برق یا مانند شعلہ جوالہ کے چمک کر سامنے آیا شاہزادے نے اوس بدکردار
کی صورت کو دیکھا کہ مثل کندہ آبنوس سیاہ رنگ ہے ہار ناک کان کے سوئے کا پھنے ہے نے نام و ننگ
ہے ایک رومال تیغہ صاف کرنے کے لیے خون سے بھرا کاندہے پر پڑا ہے خون تازہ کی بھبک
جسمین سے پیدا ہے کردہنہ مونچھ کا باندھی تھا روبرو آنکر پکارا کہ ٥ سلطنت سلطان کند فریاد
بر جلاد چیست ✤ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد کیست ✤ اے اجل رسیدہ تجھے جو کچھ کھانا
ہو کھالے اور جو کچھ پی لینا ہو پی لے جسکو نصیحت اور وصیت کرنا ہو کرلے کہ رشتہ تیرے حیات کا
منقطع ہوا ہے اور پیمانہ عمر شربت اجل سے لبریز ہوکر زمانہ ہلاکت کا قریب پہونچا ہے وقت

تو در دولت پر بہت سے روسائی اور عمائد شہر کی سواریان ہاتھی گھوڑے پالکی نالکی اور ساحرون کے
اژدر آتشین وغیرہ استادہ تھے جب شاہزادہ ساکن زندانکدہ مالک غل وزنجیر در پر پہونچا اعوانے سے
اوتار کر محافظ اندر لیچلے اور اکیسو آدمی آگے اور ایک سو پیچھے با شمشیر برہنہ اس ننگی شمشیر کے ہمراہ ہولیے
غرض ثالث بالخیر شاہزادہ اونکے بیچ مین بمضمون اے خیر الامور اوسطہا داخل بارگاہ ہوا یہان اگر جو
دیکھا تو ایک تخت طلائی جواہر نگار ہے نہایت قطعدار ہے اکیس سیڑھیان اوسمین بنی ہین اشیای
نشاط او سپر و ہرین ہین وہ تخت نہایت بلند اور سرفراز ہے ایک بادشاہ جلوہ گر بصد اعزاز ہے اور
سر پر غرور پر تاج کئی سو کنگرے کا وہ بادشاہ رکھے ہے تاج مین لعل و گوہر شبچراغ لگے ہین بادشاہ نہایت
طویل القامت ہے قریب ساٹھہ گز کے قد سر مثل برج قلعہ ہے قصر تن نہایت مرتفع ہے اور گرد بگرد اوسکے
مشیران سلطنت وزیران ابعت کا مجمع ہے اور کئی لاکھ افسران فوج اور ساحران غدار نابکار موجود تھے
ناہنجار پور مردود تھے دربار کفار سے معمور تھا رعب و داب کا اس نخوت شعار کے یہ دستور تھا کہ سب
کے سب گردن نیچی کیے تھے دست بستہ بیٹھے تھے اور ناچ ورنگ بھی نہ تھا فقط ایک ساقی بچہ جام مے
ارغوانی بادشاہ کو دیتا تھا کہ یہ ساحر جو شاہزادے کو گرفتار کر لایا تھا دست ادب باندھ کر سامنے کھڑا
ہوا جب بادشاہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا اسنے عرض کیا کہ ؎ یکے عرض حال من گوش کن + وگر خوش
نیاید فراموش کن + اے شہریار جان کی امان دیجیے گو سمع خراشی حضور کی ہوگی لیکن جو
عرض کرون ہین لیجیے اوس بادشاہ نے ناک بھون چڑہای روکھی صورت بنائی لیکن ابرو سے
اشارہ کیا کہ ظاہر کر راز دلی سے مجھے ماہر کر اسنے لرزان ترسان بیان کیا کہ مین دربان در شہر پناہ شاہ
عالیجاہ ہون سرکار کا خیر خواہ ہون کل کے روز طلسم کشا داخل ملک حضور ہوا مینے لوح ونقش
پھینکر جاہا تھا کہ مثل حرف غلط صفحہ ہستی سے اوسکا نشان مٹا دون راہ عدم دکھا دون مگر کاتب
قدرت نے اسکے اوراق حیات کو پرزے ہونے دیا مین سمجھا ایسا نہو کہ ہلاکت اسکی میری زندگی

آئی صدا کہ دیکھکے چل راہ بیخبر | مین بھی کبھی کسیکا سر پر غرور تھا

آپس مین لوگ کہتے تھے کہ اے برادران کل یہ فاتح طلسم درخشم کسطرح تاج دولت سر پر کج رکھے تھا آج بدست و پا محتاج برہنہ سر گرفتار ہے نہ کوئی مونس ہے نہ یار ہے کل لشکر جرار اور سامان تزک بیشمار ہمراہ تھا آج یقین ہے کہ کوئی نام تک نہ لیوے غسل و کفن تک نہ دیوے سچ ہے کہ انقلاب گردون دون اور پھر جانا بخت برگشتہ کا کچھہ جھوٹ نہین ہے کہ **ابیات لا اعلم**

ہان جو لاکر نظر بدیدۂ غور
بھول مت دیکھہ دیکھہ آرائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین جو تھی ہے اور رجالہ ہے
ہی کہین شادی خانہ بندان
ہے دنیائے دون کا سررشتہ

دیکھہ دنیا سے بے ثبات کا طور
نہین دنیا مقام آسایش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین افضال حق تعالے ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

اور مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے **مثنوی**

حال دنیا را چو پرسیدم من از فرزانۂ | گفت یا خوابیست یا بادیست یا افسانۂ
باز گفتم حال آنکس گو کہ دل در وی ببست | گفت یا غولیست یا دیوے ست یا دیوانۂ

غرض کہ اسیطرح لوگ حسرت و افسوس حال پر ملال شہزادے پر کرتے تھے اور صاحبان بصارت آیہ وافی ہدایہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھتے تھے کوئی جاہل بدشعار کہتا تھا کہ میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے کہ جسنے بات شکستہ کیا ہے کوئی جو جنگ دیدہ تھا سرد و گرم حوادث روزگار چشیدہ تھا بہادر اور صاحب جرأت کو پہچانتا تھا وسنے کہا کہ یہ شہزادہ بڑا شجاع و دلاور ہے ایک عالم اسکی شوکت سے ماہر ہے قصہ مختصر شاہزادے کو دار العمارۂ شاہی مین لائے دیکھا

بلکہ اسی معنی کو کسی سخنور نے زیب گوش سامع درنظم سے فرمایا ہے **مخمس**

گئے اک روز گورستان جو ہم باخستہ حالی تھی — مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا تمالی تھے
یہ دو مصرعہ لکھے اوسپا بمضمون خیالی تھے — مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونو ہاتھ خالی تھے

شاہ وگدا رند وپارسا سب اوسطرف تہیدست روانہ ہین ہر ہین وہی کفن ہے نہ گدڑی فقیر کی نہ بادشاہ کی لباس ملوکانہ ہین نہ گور مین فقیر نے بوریا بچھایا نہ امیر نے قالین اور مسند کا فرش کرایا

نظم
بادہ عیش زبس جسم کے مقدر مین نہین — خط باطل کے سوا کچھ بھی تو ساغر مین نہین
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر — تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین

دنیا مین کیا کیا عیش وفرحت کے سامان کرتے ہین کس کس طرح اس سرا نگاہ حباب آسا نقش برآب پر گوہر مراد پانے کے ارمان کرتے ہین اور راحت طلبی مین جسم کی نشست وشو مین اپنی آبرو بڑھانے کا لحاظ رہتا ہے لیکن یہ نہین جانتے کہ کیسے کیسے غنچہ دہن نسرین بدن سرو قد اس گلشن ہستی اور باغ عالم سے مانند غنچہ تنگ ہو کر صرصر اجل کے جھونکو نسے نامراد برگ خزان رسیدہ کیصورت پژمردہ اور فنا ہو گئے ؏

جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول اونکے ہو گئے — مسند سے دولہا اوٹھتے ہی تکیے مین سو گئے

لیکن صاحب تکبر کہ بوئے دولت اور ثروت اونکے کاسۂ دماغ مین مملو ہے زمین پر اوڑتے ہین پاؤن نہین رکھتے سیدھی طرح نہین چلتے اکڑتے اور تنکر عروج دکھاتے ہین لیکن جرات

فرش گل پر پئے نخوت سے مت پھیلاؤ پاؤن — کل تمھین پر ہوگی چادر اسکی پھیلائی ہوئی

اور کسی نے کیا خوب یہ از راہ تجربہ ارشاد فرمایا ہے ابیات

کل پاؤن ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا — یکسر وہ استخوان شکستہ سی چور تھا

آگرلنگر یا راکہ اعرابہ جسمین دو سو جوڑی نرگاؤ کی لگی تھین ٹہھر گیا محافظ قید جو ہمراہ تھے سخت مثل موکلان جہنم عقوبت دستگاہ تھے سنان نیزہ سے طعن کرتے تھے پھل برچھیون کے چبھوتے تھے بہزار خرابی وہ راہ طے کی ایک سواد شہر نظر آیا اور قلعہ مضبوط اور مستحکم بنا پایا یہ لوگ معہ اعرابہ اور قیدی کی اندر آئے دیکھا ایک شہر نہایت وسیع اور دلکشا آباد ہے رعیت دلشاد ہے جب قید شاہزادی کی اندر شہر کے آئی تمام شہر مین رعایا نے دیکھنے کی دھوم مچائی غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا کی قید آئی ہر زن و مرد تماشائی ہوئی اور ہر ایک نے انگشت نما کیا مگر شاہزادے کے حسن اور جوانی پر اور شوکت اور صورت کو دیکھکر ہر ایک نے رو دیا کوئی بولا کہ گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کا یہی پیشہ ہے ہمیشہ سے یہ جفا اندیشہ ہے دیکھو بڑے بڑے صاحب وقار شاہان روزگار کو تخت سے اوتار کر تختۂ تابوت پر سلایا تہ خاک کیا بیک گردش کج خرام ہلاک کیا کہ مثلث دارا سے سرفراز سکندر سے سربلند ✤ بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند ✤ کز ہستیش بروی زمین یک نشان نماند ✤ اگر چشم خیال تماشا بین سے پردۂ غفلت اوٹھا کر انسان دیکھے تو یہ زندانخانۂ محن اور موضع فتن قابل عشرت نہین ہے بلکہ جائے عبرت ہے کہ کیسے کیسے سلاطین نامدار شہریار عالی تبار بجز دو گز کفن کے اور کچھ اپنے ساتھ نہ لیگئے کہ **رباعی** ایدل تو درین جہان چرا بچیزی ✤ روزانہ شبان در طلب سیم و زری ✤ سرمایہ عمر در جہان یک کفن است ✤ انہم بامیدی کہ بری یا نہ بری ✤ تمام عمر فکر دولت کے بدولت غم و غصے مین بسر کی انجام کار گور کا بھی پتا نہ ملا فلک کو تہ بین مثل طبیعت معشوق پھر گیا وہان بھی ہڈیون کا سرمہ ہوگیا کہ طوطیائے ظلمت آبا دگور مسل اجل نے پھیر الظم

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر
ہاتھہ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اوسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و با بخیرم

قصاب طینت سے جسنے ملکہ کو مجروح بدن کیا بیقصور ذبح کرڈالا قصاص یون پھر آنکر ملکہ کی لاش
پر روؤن پیٹون یہ سوچ کر غصے جب اوسکی طرف جلاد یکھا تو وہ سیاہ قلب زرد رو اوس تصویر سنگین
کے پس پشت کھڑا ہنستا ہے شعلہ غضب شہزادے کا بھڑکا دل تو جلا تھا اوس گندہ جہنم کی طرف مثل برق
لپکا دیکھا تو اوس تصویر نے رونا شروع کیا اور ایک گلدستہ اوسکے ہاتھ مین تھا اوسکو شاہزادے
کی طرف پھینک کر مارا اور آپ بکلی سے تین بار ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس افسوس پکاری ایک شور کشور
قیامت برپا ہوا اور وہ پتلی فساد کی جڑ معہ کرسی تگے زمین مین غرق ہوگئی اب بیخ وبنیاد کا بھی پتا
نہ لگا کہ کدھر گئی اور وہ ساحر خزان رسیدہ ثمر زخم کا طلبگار ہو کر تلوار پکڑ کر شاہزادے کے سامنے آیا
شاہزادے نے غصے مین اگر اسطرح کی تلوار مثل برق چمک کر لگائی کہ پہلے ہی وار مین دو کیا مگر
عجب سانحہ ہوا کہ ایک ساحر کے مرنے سے دو پیدا ہوئے آئینے کی طرح شاہزادہ حیران تھا جان جانے
کا سامان تھا بقول شخصے یک نشد دو شد چار ناچار جب دو کو مارا چار ہوئے جب بڑے شش و پنج
سے اونکو بھی قتل کیا آٹھ ہوئی ہر چند کوشش کرتا تھا مگر عشر عشیر بھی اونسے کم نہوتے تھے اور بڑھتے
ہی جاتے تھے شہزادے نے پاؤن زمین مین گاڑ دیے جا بجا اسی جا مرجانیکے نخل جسم پر گلہاے زخم
کھلے تھے مگر وہ نونہال سلطنت جنگ مین ذرا نہ قصور کرتا تھا ہر ایک کو مجبور کرتا تھا آنکھین بند تھین
منہ مین کف تھا شمشیر بکف تھا ہر طرف وہ صف شکن تلوار مارتا پھرتا تھا آخر کار لڑتے لڑتے بہ
مشیت خداوند قہار یعنے ایک کی دو اور دو کی دو چار ایک سر بریدہ پر پاؤن شہزادے کا پڑا
دست و پا چہ ہو کر زمین پر گرا ساحر ہاتھون ہاتھ ٹوٹ پڑے سر دست گرفتار کر لیا اور لوح و نقش
زبردستی چھین لیا کوئی تبرک باقی نرہا شہزادہ فرط جراحت سے بیہوش تھا اون ساحرون
نے قید گران بار اس ذی تبار کو ہمہ تن پہنا کر باغچہ کے باہر لائے اور اہراے پر ڈالکر لیچلے شہزادے
کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور اوس صحرا مین جہان پہلے گذر ہوا تھا پایا غصے مین

مجبور ہے گو گریبان گیر خاک ہے مگر دامن عصمت آلودہ بغبار فسق نہین ہونے دیتی اور ایک ساحر
کرسی زرین پر سامنے بیٹھا ہی ملکہ پر ظلم کرتا ہے قتل کرنے پر دھمکاتا ہے اوس سے وصل کرنا چاہتا ہے وہ گل
اندام اس جور سے تڑپتی ہے بلبلاتی ہے اشک خونین بہاتی ہے شہزادے کو اس تکلیف کی ملکہ
کے تاب نہ آئی طبیعت رحم پسند قابو مین نرہی بے اختیار قدم آگے کو بڑہایا اوس روسیاہ کو للکارا نعرہ شیرانہ
اوس ضیغم بیشہ شجاعت نے بلند کیا کہ او ستم شعار دست خود را نگہدار سر دست تیرا کلہ شکن آپہونچا
کیون اسقدر لاف و گزاف کرتا ہے جب شاہزادے نے نعرہ کیا اوس کافر بددین نے ڈانٹا کہ او اجل
گرفتہ کیون قضا تیری کشان کشان یہان لائی ہے طبیعت شاید جینے سے گھبرائی ہے جا اپنی بخت
برگشتہ اپنے کے پھر جا شہزادے کو اس گفتگوے تلخ سے اور زیادہ ترشروئی حاصل ہوئی آتش
غصہ و غضب مشتعل ہوئی تلوار کھینچکر دوڑا دیکھا تو وہ ساحر جاستہ خاطر ہوکر اوٹھا اور گود مین ملکہ کو
لیکر ایک نقب اوس گنبد مین تھی اوسمین کود پڑا جب وہ زندہ درگور ہوا شہزادہ بھی عقب
مین اوس فراری کے قرار نکرکے اوسی نقب مین کود پڑا جب وہ اوج دہ خاکساران و دشمن
پست ہمت کے بدولت زمین پر پہونچا دیکھا ایک باغ اور یہان بنا ہے پر از گل و شگوفہ ہے اور باغ کے
بیچ مین ایک چبوترہ پتھر کا بنا ہے اوسپر ایک کرسی بر زر رکھی ہے اوس کرسی پر ایک پتلی پتھر کی
رکھی ہے اوس پتلی کے پیچھے وہی ساحر سنگدل باغی کھڑا ہے اور ملکہ لالان کو مار کر سامنے لا
ڈالدیا ہے ملکہ کا سر و تن جدا ہے بستر عدم پر خواب مرگ مین آسودہ ہے یہ دیکھکر خون آنکھون مین
شہزادے کے اوتر آیا دنیا اندھیر ہوگئی دل پاش پاش ہوا خنجر غم سینہ پر لگا دشنۂ ستم سے کلیجہ
فگار ہوا لاش سے دوڑکر ملکہ کی لپٹ گیا اور اشک حسرت فرط رنج و محنت سے بہانے لگا
ابیات برستے اشک تھے ابر مژہ سے ✤ سمندر بن گئے آنکھون کے پردے ✤ نہ اوٹھ سکتا تھا وہ
فرش زمین سے ✤ خفا اپنے دل اندوہگین سے ✤ اسے رنج مین یہ خیال آیا کہ اوس

تھے اور پانی اونکا فرش سنگ مرمر پر گرتا تھا اور جب وہانسے ڈہلکتا تھا ہزارہا ٹکڑے موتیون اور الماس
کے نظر آتے تھے نئی بہار اور لطف تازہ دکھاتے تھے شہزادہ چشمہ چشم سے تراوت بخش باغ و بہار
تھا تماشا کن لالہ زار تھا کہ ناگاہ صدائے حزین اور نالہ غمگین کی آواز سماع ہوئی ہر طرف شہزادے
نے مثل طبیعت معشوق نگاہ پھیری اور تلاش کیا کہ یہ صدا کسطرف سے آتی ہے یہ کون
عورت ہے جو روتی ہے بلبلاتی ہے مگر معلوم ندیا شہزادہ ہر طرف اوٹھکر جویا ہوا اوس مکان
کے داہنے جانب ایک دروازہ اور لگا تھا جب یہ اوسطرف آیا تو وہ آواز کسی اپنے ہمدرد کی پائی
طبیعت سخت گھبرائی یعنے جیسے ملکہ لالان لال پوش گریہ و بکا مین مصروف ہے رنج و الم
سے مالوف ہے اور شکایت فلک کجرفتار کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ اے گردون غدار ستم شعار
تو کیون الیاد دشمن ہوا ہے کہ اس عذاب سخت مین تونے مجکو گرفتار بلا کیا ہے افسوس کہ محبت
طلسم کشا مین آبرو اور جان برباد گئی مگر اوسکی شکل دم مرگ بھی نظر نہ آئی شہزادے نے سنا
کہ جب ملکہ نے یہ آہ و فغان کیا کسی نے تازیانہ لگایا اور کہا او بیحیا مجھسے وصل کا انکار ہے اور طلسم کشا
سے الیاد از و مدار ہے اسطرح سے تجھے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال
زار پر روئینگے اور مجکو رحم نہ آئیگا مردمان دنیا تجھے دیکھکر منہ آنسوؤنسے دھوئینگے شہزادے
نے یہ جو سنا گھبراکر دروازہ جھٹ پٹ کھولا تا مین نظر کرون کہ یہ آواز کلیجے مین سوراخ کرتی
ہے کسکی ہے جب دروازہ کھولا ایک اور مختصر سا باغ پر از گل و ثمر ملا اوسکو طے کیا دیکھا
تو ایک گنبد سیاہ باغ کے بیچ مین بنا ہے اوسمین سے یہ آواز پیدا ہے شاہزادہ گنبد کے
چار طرف پھرا الشت پر دروازہ ملا مگر مقفل تھا یہ فاتح باب طلسم سد باب ہوا مختصر یہ کہ
قفل جھٹ پٹ سے کھول ڈالا راز پوشیدہ آشکار ہوا کہ فی الحقیقت ملکہ لالان لال پوش سر
سے پا تک لباس خونین جسم پر آراستہ کیے ہے یعنے تمام تن زخم مین چور چور ہے نہایت

قلم کچھ نشتر فصّاد اب ہے	اسی سے خونفشانی کا سبب ہے
یہ شمشیر قلم یون خونفشان ہے	دیار نثر مین یون حکمران ہے
در ہفتم مین شہزادہ جب آیا	تو ایک صحرا وہان سرسبز پایا
بھرا گلشن عروسان چمن سے	بسے غنچے تھے سب بوئے سمن سے
بہت تھے اوسجگہ مرغ خوش الحان	برنگ بلبل گویا غزل خوان

یہانسے عندلیب قلم یون نوا سنج ہے اور صریر کلک لحن دلکش فسانہ سے دافع رنج ہے کہ اوس صحرا مین جہان ریاحین و گلہائے نسترن و نسرین خیابان خیابان تھے رشک گلزار جنان تھے نہرین ہر جانب جاری پہاڑون پر کبک دری کے قہقہے عجائب طرح کے چہچہے عجیب صحرائے طلسمات تھا کہ کہین بارش ہوتی تھی ابر گھر اٹھا اور کسی جا چشمۂ آفتاب لہرین لے رہا تھا شہزادہ بادیہ پیمائے طلسمات اوس دشت مین قدم زن تھا کہ سامنے سے ایک قصر رفیع اس ششدر کو معلوم ہوا جب بر محل یہ قریب پہونچا بقوت بازو دروازہ اوسکا کھولکر اندر آیا وہ قصر بالکل ویران تھا وہان انسان تھا نہ حیوان تھا لیکن مثل عروس شب اول کے آراستہ تھا بہت سجاوٹ تھی نہایت پیراستہ تھا صحن مکان مین ایک باغ نہایت پر تکلف اور بہار افزا لگا تھا درختونسے ہرا بھرا تھا رنگ رنگ کے گل شگفتہ اور شاداب غنچہ دلکو کھلاتے تھے اور اوس مکانمین طرح طرح کی چیزین ولایتی چینی فرانسیسی نور کے سانچے کی ڈہلی ہوئی اپنے اپنے موقع پر رکھی تھین اور چڑیان ہزار رنگ کی شاخون پر نوا سنجیان کر رہی تھین درختون پر پھول ڈالے جال رشک گلدام پڑے تھے آئینے مکانمین دیوارون پر چڑھے تھے یہ مکین کاشانۂ عجائبات اس کمرے سے دوسرے کمرے مین جاتا تھا اور تماشا صنعت تازہ اور اشیائے نادرہ و نفیس کا کرتا تھا آخر خرامان خرامان اسقدر مکانونمین پھرا کہ تھک کر ایک مکانمین بیٹھ گیا اور نظارہ سرو سمن چمن کا بچشم تماشا بین کرنے لگا عجب سیر ملاحظہ کی کہ فوارے باغ کے نہرون سے جاری ہوکر چھوٹتے

طلسم کے روانہ کرنا تاکہ خیریت سے میری مطلع ہون باقی والسلام نامہ تمام ہے نامہ اوس فوج کے افسرون کو دیکر کہا کہ تم پاس ملکہ نوبہار زمرد قبا کے جاؤ لشکر تو اوسطرف روانہ ہوا اور شہزادہ درجہ ہفتم کے قریب آیا لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ درجے کے دروازے سے چلنے مین بہت راہ طے کرنی ہوگی لیکن سامنے ایک درخت چنار لگا ہے اوسمین لوح کو چلکر چھوادے اوسمین دروازہ پیدا ہوگا درخت شق ہوجائیگا اوس راہ سے درجے مین جانا کچھہ وسواس دل مین نہ لانا شہزادہ یہ معلوم کرکے اوس درخت کے قریب پہونچا لوح کو درخت سے لگایا اوسمین دروازہ پیدا ہوا شہزادہ بسم اللہ کہکے اندر آیا پھر در حصار پر لوہین چلین کسی نے شور و غل مچایا

بیان درجہ ہفتم جانا شہزادے کا اور پہونچنا ایک قصر اور باغ پربہار مین اور دھوکا کھانا تصویر ملکہ لالان لال پوش پر اور گرفتار ہوکر جانا سامنے خونخوار جادوگے اوسکا حکم قتل دینا چھوڑانا ذوفنون جادوگا اور لیجانا پاس مصور جادوگے شہزادے کو پھر لڑائی خونخوار جادو سے اور سحر آزمائی مصور سے فتحیاب ہونا شہزادے کا اور شکست ہونا کل طلسم کا پھر آنا سب حاکمان درجہ ہائے طلسم کا اور پھرنا شہزادے کا طرف ملک معشوق یعنے ملکہ خورشید جماکل کے ؛ مولف

بہت ممنون ہون تیرا مین ساقی
بیان درجہ ہفتم ہے باقی +
پلادے مے مجھے سہ آتشہ اب
کہ حاصل دلکے ہون دو چار مطلب
ہے رشک جام ہو راب جام تیرا
نکیون ہو نور مضمون خط سی پیدا
ہوئی ہے دخت رز کی تاک لگو
بہت پاتا ہون کچھہ چالاک دل کو
سمند کلک کی پھیرون عنان مین
کرون تحریر رزمی داستان مین

توہی قاتل ہے انشاالله کچھہ دن مین یہ طلسم باطل ہے یہ کہکر مشیران سلطنت تخت حاضر لائے شاہزادے
کو تخت پر بٹھایا اور شادیانے بجاتے بڑے جاہ وحشم سے داخل درکیا اوس در مین شہزادے نے
ایک مکان دیکھا کہ یقین ہے ایک چھوٹے سے ملک کے برابر ہوگا اوسمین ایک تختگاہ بنا تھا وہ تخت
جسپر شاہزادے کو سوار کیا تھا لاکر وہین بچھایا اہالیان دربار نذرین لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا ایکی دربند
پر مالک طلسم ہے یعنے ساتوین درجے مین جو بادشاہ ہے خونخوار جادو نام اوس سے مقابلہ ہوگا لیکن
آپ بلاشک فاتح طلسم ہین یقین ہے کہ وہ بھی مارا جائیگا قصہ کوتاہ وہ سب سامان وغیرہ اپنے
ہمراہ لیکر شہزادہ وہانسے روانہ ہوا وہ جو معزز اور شریف طلسم تھے اونکو حاکم وہانکا بنایا پھر آپ حکم دیا کہ بارگاہ پیشتر
روانہ ہو اور لشکر کوچ کرے غرض بڑے تجمل وشان سے طرف درجۂ ہفتم کے چلا بعد قطع مسافت دور ودراز
وہی سیل نظر آیا شہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم دیا کہ درجۂ ہفتم مین تنہا چل جس پروردگار نے
یہانتک مظفر ومنصور کراکے تجھے پہونچایا ہے وہی وہان بھی فتحیاب فرمائیگا شاہزادے نے
افسران فوج کو بلاکر کہا کہ چھہ دربند مینے تنہا تسخیر کیے غیرت شجاعت مقتضی نہین ہے کہ ساتوین درجے مین
فوج ولشکر لیجاؤن لازم ہے کہ اسے بھی تنہا فتح کرون سبھون نے عرض کی کہ اے بادشاہ جمجاہ یہ درجہ
ایسا نہین ہے کہ آپ تنہا جائین اور فتح کرکے چلے آئین بلکہ چھہ درجے ملکر لڑین جب بھی فتح نکر سکین
دیکھیے وہ بادشاہ سب درجون کا مالک تھا چھہ درجے تسخیر ہوئے لیکن وہ اپنے مقام پر ثابت رہا
چاہتا تو کچھہ اعانت حاکمان درجہ ہاے مذکورہ کی کرکے آپ کے انسداد مین کد وکوشش کرتا مگر شاید یہ
سمجھا کہ مین اپنے درجے پر طلسم کشا کو قید کرلونگا شہزادے نے کہا یہ سب سچ ہے مگر مین اکیلا ہی جاؤنگا
الله یار ہے وہ کیا نا لکار ہے یہ فرماکر ایک نامہ بنام ملکۂ نوبہار زمرد قبا لکھا کہ اے ملکۂ عالم تمہارے پاس
گنج طلسم اور اسباب سلطنت روانہ کرتا ہون چاہیے کہ اسکو حفاظت سے رکھنا اور مین داخل درجۂ
ہفتم ہوتا ہون لازم ہے کہ دعاے خیر کرنا اور اس نامۂ خیریت شمامہ کو کل حاکمون پاس درجہ ہاے

معلوم ہوا کہ وہ ہفتم آگے ملیگا جب ایک کوس فاصلہ باقی رہے اس عمل کو پڑھنا بانیان طلسم نے اس زمین گنج شایگان اور بارگاہ اور تحفے طلسم کے رکھے ہین اور اوسکی حفاظت کو سپاہ بیشمار اور ایک لاکھ شتر ہزار سوار جرار مقرر کیے ہین اور مغزان طلسم یہین تشریف رکھتے ہین جب وہ عمل تمام ہوگا وہ سب معزز مع سامان اور تخت اور تاج طلسم اور مرکب اور سپاہ اور اعرابہ زر سرخ اور سفید اور علم اژدہا پیکر نشان فوج کا اور تمام سامان شاہانہ جتنے ملوکانہ اسباب تزک وغیرہ ہمراہ لاوینگے اور تاج تمکو پہناوینگے اگر تو فاتح طلسم ہے سر پر درست آئیگا پھر وہ تخت پر بٹھاوینگے اطاعت مین گردن جھکاوینگے شہزادہ یہ معلوم کر کے آگے بڑھا جب دو رہ قریب رہا شہزادے نے بیٹھکر عمل پڑھنا شروع کیا جب وہ ختم ہوا دیکھا تو درے کی جانب سے گرد اوڑی اور دل گرد سے آگے آگے کچھ علمدار ہاتھیون پر سوار علمون کے پھریرے کھلے ہاتھیون کی مستک پر آئینے نصب ہین پیدا ہوئی اونکے بعد کچھ شتر اور فیل جنپر نقارے کی جوڑیان سیمین اور طلائی رکھی ہوئی ہین آتی ہین پھر ایک لاکھ سواران جرار زرہ ہائے یاقوت نگار پہنے مسلح ومکمل جلیتہ پوش ظاہر ہوئے اور آگے فوج کے ایک علم اژدہا پیکر اوسکے سایہ مین ایک مرکب خوش رفتار کہ ؏ نہ لولو تنے بلکہ لولو سمے ✣ دوندہ چو لولو برابر یشمے ✣ آتا ہے اور بعد اوسکے ایک تخت مرصع کار اوسپر ایک تاج جواہر نگار رکھا ہے اوسکے پائے کو کچھ لوگ عمامے سر و بر باندھے جنکی داڑھیان بڑی بڑی ہین تھانبے ہوئے آتے ہین اور بہیر اور بنگاہ سے ایک ہل چل ہے اور شتر اور قاطرون پر ایک بارگاہ لدی ہوئی کہ جسمین سات سو ستون ہر ایک جواہر سے مکلل ہے اور کئی لاکھ شتر اور گردون پر زر سرخ وسفید بار کیا ہوا اور باجے رزمی بجتے ہوئے توپخانہ اور سامان جنگی شاہزادے کے قریب لائے اور وہ مغزان طلسم پایہ تخت کو چھوڑ کر قریب آئے اور تاج اوٹھا کر سر پر شاہزادے کے رکھا قدرت خدا سے سر انور پر درست اور ٹھیک آیا اونھون نے شاہزادے سے معانقہ کیا اور کہا آپ کو مبارک ہو فتح طلسم آپ ہی کے نام پر ہے خونخوار جادو مالک طلسم کا

یون خار الم مٹایا کہ بہت جلد اس وادی طلسم کو طے کر عقب مین تیرے وہی ساحر تخت نشین
کہ ستیارہ جادو اوسکا نام ہوا تاہے جہان پر تجکو ایک چشمہ ملے وہان دل کی لگی بجھانا ٹھنڈے ٹھنڈے
اوس چشمے مین چلا جانا درمیان چشمے کے ایک مقام خشک ملیگا وہان زمین خنجر سے کاوش کر کے
دیکھنا ہرچند کوئی سو کھی سنائی نہ گھبرانا بے تامل دو شیشے رکھے ہونگے اونھین لے لینا ایک مین
آب سرخ رنگ اور ایک مین سبز رنگ ہوگا بس وہانسے نکل آنا اور پھر لوح کو دیکھنا جو مضمون
ہے اوسپر عمل کرنا ذرا نہ خلل کرنا شہزادے نے بموجب حکم لوح جلدی جلدی قدم اوٹھایا ناگاہ ایک
چشمہ نظر آیا مگر پانی اوسکا سیاہ تھا شہزادہ بجلدی تمام اوسمین کود پڑا اور شناوری کر کے مقام خشک
پر پہونچکر خنجر سے زمین کو کاوش کیا جب دو ہاتھ زمین آب خنجر سے تر ہوئی دو شیشے اب سرخ اور
سبز کے برآمد ہوئے اسنے اوسے گوہر مدعا جانکر لے لیا اور وہان سے باہر آیا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ سامنے
سے وہی ساحر خاک اوڑاتا پیدا ہوا اس تراوت بخش چشمہ چشم بادیہ طلسمات نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا
کہ سامنے نگاہ کر ایک قصر ملیگا اوسمین جانا اوسے اپنے لیے بسم اللہ کا گنبد بنانا سیار جادو سے لڑنا قتل
ہوگا یہ گھبرا کر آگے بڑھا قصر معلوم ہوا جب اندر آیا فوراً وہ ساحر بھی اسکے ساتھ آیا شہزادے نے
لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ آب سرخ کا پانی منہ پر اس ساحر کے چھڑک دے اسنے پانی شیشے سے لیکر منہ پر
چھینٹا دیا دیکھا تو وہ ساحر مثل مردہ صدسالہ کے زمین پر گرا اسنے بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ
دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تاریک صحرا پرغبار ہوا یہ اوس ہنگامے سے جب فارغ ہوا دیکھا کہ بہت سے
ستارہ چشم ساحر شاہزادے پر دوڑے اسنے پانیکے چھینٹے سے سبکو ہلاک کیا چاہ ضلالت مین سب
غرق ہوئے مرکر زمین پر گرے اب وہ قصر اور گنبد سب غائب ہوگیا اوسی در مین جہان صندوق مین
چڑھا تھا اپنے تئین شہزادے نے کھڑا پایا وہان کوئی آدمی اور وہ صندوق نہ نظر آیا اور وہ سبعہ سیاری
مثل سفال اور سنگریزون کے بے رونق اور ماند ہوکر گر پڑے تھے شہزادہ جب آگے بڑھا لوح کو دیکھا

کہ یہ شمس سپہر شجاعت بہت گھبرایا مگر لوح اور تحفے طلسم کے پاس تھے جلنے سے محفوظ رہا مگر افراط حرارت سے
بیہوش ہوکر مثل مردے کے ہوگیا تھوڑے عرصے مین آنکھ کھلی دیکھا تو آتش فساد فرو ہے لیکن ایک
گنبد سیاہ مثل برج زحل ہے اوسمین مین سنیچر کیطرح پھر رہا ہون غور کیا تو مین نہین چکر مین ہون
بلکہ گنبد کو گردش ہے اس سیار عجائبات نے داد دادار کے اور صاحب ثبات و قرار حقیقی کے فضل و کرم
کے بھروسے قدم آگے بڑھایا دیکھا تو اوس گنبد مین ایک پردہ پڑا ہے شہزادے نے بڑھکر اوسکو
مثل پردہ شب اولٹ دیا مانند روز روشن اپنے تئین ظاہر کیا اندر پردے کے ایک تاجدار کو تخت
نکبت پر رونق افروز نحوست پایا یہ اوسکی جان کا وبال ہوا وہ تاجدار خفیف نکبت کو اپنا شرف سمجھا
بے اختیار پکار کر کار فتنہ و دوران اوٹھایا کہ کوئی حاضر ہے دیکھو یہ کسکا طالع واژگون ستارہ اوج عزت
سے وبال نحوست مین پڑا کون بے ادب گستاخانہ یہان آکر گردش مین پڑا ثابت کرو اور گرفتار کر لاؤ
شہزادہ ماہ اوج کمال نے دیکھا کہ جب اسنے پکارا کچھ منظر اور دریچے اوس گنبد سے ظاہر ہوئے اوسمین
سے کچھ آدمی تین آنکھ کے دیدہ دلیر نکلے کہ ایک آنکھ اونکی پیشانی پر مانند ستارے کے تھی اور سیاہ و گرز آتشین
مثل موکلان جہنم ہاتھون مین لیے شہزادے کیطرف چشم بد دور دوڑے تاکہ چشم زخم شہزادے پر پہونچی
مگر دیدہ و دانستہ ایک چوٹ کھاتا تیغ پر ہاتھ ڈالا پھر سوچا کہ لوح کو دیکھ لون قصہ کوتاہ لوحکو دیکھا
ثابت ہوا کہ ان ستارہ چشمون سے لڑنے مین سر پر ہوگا ہاتھ پاؤن تھکانا ہے لازم ہے کہ سر دست
تاجدار کے تخت کے پاس پہونچکر تخت کے برابر اس رخنہ پرداز کے دہنہ نقب ہے بجلدی تمام اوسمین
در آنا ہر چند یہ ستارہ چشم تعقب کرین نہ گھبرانا وہان پہونچکر زینہ تجھے ملیگا اوسپر سے اوتر کر آگے بڑھنا
پھر لوحکو دیکھنا یہ دیکھکر شاہزادہ جست و خیز کرکے قریب تخت اوس برگشتہ بخت کے پہونچا اوس
تاجدار نے للکارا کہ او طلسم کشا کہان جاتا ہے ٹھہر مگر یہ بے تامل دہنہ نقب مین چلا گیا اور سیڑھیون
زینے کی طے کرکے جب پستی مین آیا ایک صحرا اسکو نظر پڑا لوحکو اس دل او جان نے دیکھا اوسنے

وسط چمن مین بیٹھکر عمل خوانی کرنا ایک شاخ اون درختون کی آپ سے آپ کٹ کر تیرے پاس آئیگی اوسے لیکر درے مین داخل ہونا وہ شاخ نیا شگوفہ کھلائیگی اگر بڑھکر تیرے بہت کام آئیگی شاہزادہ جانب شمال جلا فی الواقع ایک گلشن ملا شاہزادے نے وسط مین اگر عمل پڑھنا شروع کیا کہ یکایک شاخ اوس چمن مین جو درخت سب سے بڑا تھا اوسمین سے کٹ کر جدا ہوئی اور شاہزادے کے قریب آئی گری اسنے اوسے اوٹھا لیا اور درے کی جانب چلا جب قریب در آیا دیکھا تو کچھ ساحر گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے اور بیچ در مین ایک صندوق لٹکتا دیکھا اوسکے گرد سات ستارے مثل سبعہ سیارہ سیم کے پھرتے تھے یہ کوکب شش جہت افروز جہانداری و نیز اُبہت و کامگاری یہ معاملہ دیکھکر جگر مین آیا مگر یاوری ستارہ طالع سے قدم ہمت اس سپہر وقار نے آگے بڑھایا جب درے کے بیچ مین پہونچا اون ساحرون نے قریب صندوق اگر سجدہ کیا اور عرض کیا طلسم کشا آیا ہے اوس صندوق سے آواز طرح طرح کے راگ اور باجون کی آنے لگی اور مثل تیر شہاب کچھ شعلے نکلے اور اس آتش خو شعلہ مزاج کی طرف لپکے شہزادے نے لوح کو دیکھا اوسنے ہدایت کی کہ شاخ تم کو صندوق پر مار دیکھہ تو کیا ہوتا ہے شاہزادے نے دوڑ کر شاخ صندوق سے ماری دیکھا تو یکایک خرابی آئی اور ستارے گرد چکر کھانے لگے آوازین دردناک آنے لگین اور صندوق زمین پر گرا اور ستارے سب سقف در مین نصب ہو گئے شہزادے نے لوح کو دیکھا اوسمین نکلا کہ لوح کو منہ پر رکھہ کر صندوق کے بیچ مین کھڑا ہو شہزادہ جب قریب آیا اوسمین سے شعلے نکلے اسنے لوح منہ پر رکھکر جست کی اور درمیان صندوق کے کھڑا ہوا وہ شعلے گرد چکر کرنے لگے اور وہ گنجینہ طلسم صندوق کے بیچ مین جب کھڑا ہوا ایک ہنگامۂ شور برپا ہوا اور ہر طرف سے کسی نے قرنا کو دم دیا بڑے بڑے نقارون کی آواز آئی اور صندوق بلند ہوا جب چھت کے نزدیک وہ صندوق آیا ایک ستارہ اوسمین آفتاب کیطرح روشن لگا تھا اوس ستارے مین دروازہ پیدا ہوا اور صندوق اوسمین چلا وہان اسطرح کی گرمی اور حرارت ظاہر تھی

کھل جائیگا اندر آنا چادر خاک قبر سامری و جمشید سے بھری وہان رکھی ہے اوسے لے لینا اور پھر درِ نجم
پر آنا اوس درخت کو جو سوداگر کا سابق مین دیکھا تھا اب اوسنے تمام صحرا کو گھیر لیا ہوگا اسقدر بلند اور
بڑھ گیا ہوگا اور اوسمین پھل بطور آئینے کے لگے ہونگے اور نصف چہرے انسانون کے جیسے آئینے مین
تصویرین لگانے مین معلوم ہوتی ہون گی اگر تو اوسکو دیکھیگا حیرت مین اگر از خود رفتہ ہوجائیگا اپنا آپ
گلا کاٹ ڈالیگا شہزادہ یہ معلوم کر کے بے تحاشا دست راست کی جانب بڑہا جلد جلد قریب گنبد سبز پہونچ
کر لوح کو چھوا یا قدرت خدا دروازہ کھل گیا شہزادہ اندر آیا دیکھا تو ایک چادر فولادی مگر اسقدر
باریک کہ تو بر تو پیچیدہ ہے اوسمین کچھ خاک بھری ہے گنبد کے ایکسمت کو رکھی ہے شہزادے نے چاہا
کہ یہ دبو تراب سے اوسپر قبضہ کرے خاک منہ مین دشمن کے ڈالکر لب گور پہونچادے غرض اسنے وہ چادر
اوٹھائی چارون گوشے سے گنبد کے آواز آئی کہ اے طلسم کشا یہ امانت کے طور تجھے عنایت ہوئی ہے
چاہیے کہ بہت پلہ اور طول نہ کھینچے جلد لاکر یہان رکھدینا اسنے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا قطع کلام چادر
لیکر بیرون گنبد آیا اوس درخت نے ایسی بزرگی پائی تھی کہ سر بر سایہ فلک دیکھا اور آئینے اوسمین بجائے
ثمر کے نصب تھے اس حیرتناک نے لوح کو معائینہ کیا صاف روشن ہوا کہ مشت خاک چادر جمشید پر باد دے
یعنی اوڑادی یہ درخت خزان رسیدہ ہوگا اوس ساحر کا نخل ہستی قطع ہوگا ثمر مراد سے دامن امید
تیرا پر ہوگا غرض شاہزادے نے تھوڑی خاک اوسطرف اوڑائی اوس شجر آئینہ دار پر کدورت اور گرد
پامالی پڑی اسطرح کی آندھی آئی کہ وہ درخت بیخ و بن سے اوکھڑ کر ہوا ہوا اور وہ سامنے سے جو ساحر
کھڑا تھا اوسکے دہن سے خون اتنا بہا کہ تڑپ کر ہلاک ہوا وہ صحرا تمام گرد ہوگیا درہ صاف نظر
آیا شاہزادہ اندر چلا دیکھا یہ مقام بالکل سنسان ہے انسان ہے نہ حیوان ہے یہ آگے بڑھا
جب تھوڑا راستہ طے کیا درہ ششم نظر آیا اس ششدر رفتہ نے لوح کو دیکھا اوسمین لکھا کہ اے
سیار گلشن عجائبات درہ کو چھوڑ کر شمال کی جانب جانا ایک گلشن نگارین ملیگا وہان پہونچکر

طے کیا در چہارم نظر آیا جب قریب اوسکے پہونچا دو ساحر پیدا ہوئی اور اونھوں نے کچھ سحر پڑھا ہوائے
سرد ایسی چلی کہ شہزادے کی آنکھہ بند ہونے لگی اور جی چاہا کہ یہین ٹھہر کر آرام کیجیے غافل ہو کر شہزادے
یہ سوچکر لوح کو دیکھا اس اثنا مین اون ساحرون نے دستک دی چمن ہاے طولانی اوس صحرا مین
خودبخود پیدا ہوے اور شگوفے اون درختونکے چٹخے اوسمین سے شرارے نکلے اور شہزادے کی جانب
چلے یہان لوح کو جو شاہزادے نے دیکھا تھا تو یہ نکلا تھا کہ لوح کو اس گلشن مین پھینکدے قدرت
خدا کا تماشا دیکھہ نے بموجب ہدایت اسنے لوح کو چمنستان مین پھینکا ایک گرد و غبار پیدا ہوا کہ وہ
چمن اومع ساحر طبقے کا طبقہ اوڑگیا شاہزادے نے حافظ حقیقی کو یاد کیا تھوڑے عرصے مین دو لاشیں
ساحرون کی زمین پر گرین اور لوحکو سامنے پڑا دیکھا لوح کو دوڑکر اوٹھا لیا پھر اوس در سے نکلکر آگے
بڑھا جب کچھہ راہ طے کی در پنجم نظر آیا شہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ در پنجم کے آگے ایک
درخت سو اگز کا لگا ہے ایک ساحر اوسکے قریب بیٹھا ہے جسوقت وہان پہونچنا فوراً اوس ساحر کو ہلاک
کرنا اتنی مہلت نہ دینا کہ وہ اپنے دہن کا خون اوس درخت مین ڈالدے یہ معلوم کرکے جب شاہزادہ قریب
در پہونچا دیکھا تو زیر درخت ساحر بیٹھا ہے چاہا کہ دوڑکر اوس سے لپٹ جاون کسیطرح مہلت نہ دون
مگر جب اوس ساحر نے شاہزادے کو آتے دیکھا جلدی سے کارد تیز سے زبان اپنی چھید کر خون نکالا اور
درخت پر ڈالا شاہزادہ ہر چند لپکا مگر وہ ساحر باز رہا اور درخت پر جب خون پڑا شہزادے نے گھبرا کر
لوح کو دیکھا کس لیے کہ لوح نے ممانعت کی تھی کہ خون درخت پر نہ پڑنے پائے یہان خلاف حکم لوح ہوا غرض اب
جو دیکھا معلوم ہوا کہ بہت برا ہوا اسکا ثمر اچھا نہوگا نخل حیات بر باد سموم خزان آفت زا چلی گی جان بچنا
مشکل ہوگی اس سے بہتر ہے کہ جہان تک ہوسکے اسطرح کہ جیسے باد تند سے تنا اوڑتا ہے تا پائے
داری بگریز نگر دست راست کی طرف بھاگ کر جانا ایک گنبد سبز رنگ بنا ہوا ملیگا اوسمین لوح
طلسمی لگانا فلک اخضر اگر تجھہ سبز بخت کا یار ہے اگر تو طلسم کا فاتح ہے تو خدا مددگار ہے دروازہ

موقوف ہوجائیگا فورًا دوسری پتلی پر تیر مارنا ایسا نہو جو تو غفلت کرے اور اب کا مرتبہ آگ برسنے لگے
یہ معلوم کرکے شاہزادے نے پتا درخت کا توڑکر پانی مین ڈالا وہ بشکل زورق طیار ہوا شہزادہ اوسپر
سوار ہوا پانی نے اسقدر طغیانی کی اور بلند ہوا کہ در کے بلندی کی برابر پہونچا شہزادے نے تیر کمان
مین پیوستہ کرکے اوس پتلی کے دہن پر لگایا قدرت قادر توانا سے منہ پر پڑا کہ گدی کے پار گذرا پتلی
پانی مین گری وہ دریا اور کشتی غائب ہوئی اب یہ معلوم ہوا کہ شہزادیکو کہ مین زمین پر کھڑا ہون
اور دوسری پتلی نے دستک دی اور کہا وہ فاتح طلسم کھڑا ہے شہزادے نے جیسی ہی اوسکی
آواز دیتے سنا فورًا تیر قضا تاک کر لگایا اسکی بھی دہن پر پڑا کہ پتلی زمین پر گری وہ دونو ساحرہ ترسول پکڑ
کر شہزادے پر دوڑین اوسوقت شاہزادے نے تیغہ کھینچکر اور لڑکر دونو کو ہلاک کیا پھر در مین داخل
ہوا وہان کسیکو نپایا یہ آگے بڑھا جب کئی کوس راستہ طے کیا سامنے در سوم نظر آیا مگر دیکھا تو از زمین تا چرخ
برین دھوان بھرا ہے اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہے شہزادے نے لوح مین معلوم کیا کہ در کی بائین جانب
جانا ایک غار ملیگا اوسمین سے دھوان نکلتا ہوگا اوسمین کود پڑنا ایک صحرا مین گذر ہوگا وہان ایک ساحر
سحر خوانی مین مشغول ہے اوسکو قتل کرنا پھر تو در سوم مین پہونچیگا وہان کا دھوان اور سحر برطرف ہوجائیگا
غرض موافق تحریر لوح بائین جانب کا شاہزادے نے راستہ لیا دیکھا تو غار تاریک بنمونہ چاہ بابل وسط
صحرا مین ہے اوسمین سے دھوان نکلتا ہے یہ اوسکے دہن پر آکے بچا باسپر منہ پر رکھکر کود پڑا غلطان پیچان
چلا گیا تھوڑے عرصے مین ایک صحرا مین پہونچا دیکھا تو ایک ساحر جسکے سامنے آگ سلگتی ہے اور وہ سحر
بیٹھا پڑھ رہا ہے شہزادے نے تلوار کھینچ کر قصد کیا کہ وہ بیدین کب ہو سکتا ہے کہ میرے ہاتھ سے زندہ
بچے اوسنے چاہا کہ سنبھلے شہزادے نے تلوار کا ہاتھ لگایا کہ اوسکا اسفل السافلین مین ٹھکانا ہوا جہنم
کو روانہ ہوا وہ جگہ تمام تاریک ہوگئی تھوڑی دیر مین جب وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے نے اپنے تئین
اوس در مین جہان دھوان ہوتا تھا کھڑا پایا اوسکو چھوڑکر آگے بڑھا جب کوس دو کوس راستہ

کہ اے ساکنان در ہفتم و ہشتم طلسم کشا وارد اول پر آیا ہے خبردار ہو ہوشیار رہو غرض یہ ادہر گیا وہان
شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ در کے اوپر بیٹھ کے کئی سو مرتبہ اس اسم کو پڑھنا کسی سے
نذرنا سات ساحر جو مالک ایک نہر کے ہین آئینگے پرجے ممتاز ہین اونکو تلقین بہ اسلام کرنا تلقین
ہے سب ایمان لائینگے شاہزادے نے تیمم کرکے اسم پڑھنا شروع کیا جب وہ ختم ہوا سات شخص بشکل
نورانی بگرد غبار کفر سے پراگندہ سامنے آئے رسم سلام بادب تمام بجالائے شاہزادے نے قریب بلاکر
تلقین کیا کہ اے بندگان خدا سحر و ساحری پر لعنت کرو گلشن اسلام کی سیر دیکھو خارستان کفر کو
چھوڑ دو انھون نے عرض کیا جو کچھ آپ زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہین ہمکو سب قبول ہے ہر صورت
منظور ہے شہزادے نے سبکو مشرف بہ اسلام کیا وہ کارخانہ سحر کا سب مٹ گیا ایکروز شاہزادے
نے اوس در مین قیام کیا اور دوسرے دن عازم در دوم ہوا جب ایک کوس راہ طے کی سامنے سے
در دوم نظر آیا جب اور آگے بڑھا دیکھا کہ دو ساحرہ تہمد کھاروے کے باندھے سقف در پر بیٹھے ہین
ایک ایک پتلی برنجی اونکی سامنے کھڑی ہے ایک پتلی کے ہاتھ مین ایک طشت پانی سے بھرا ہے
اور دوسری کے ہاتھ مین روئی ہے اور اون جادوگرنیون مین سے ایک کے ہاتھ مین ایک سبو پانی سے
بھرا ہے اور دوسری کے ہاتھ مین ایک مشعل جلتی ہے شعلہ نکلتا ہے جسوقت شاہزادہ قریب در پہونچا اوس
پتلی نے جسکے ہاتھ مین روئی تھی پکار کر کہا کہ وہ طلسم کشا آیا ساحرہ نے سبو سے لیکر پانی کا چھینٹا اوس پتلی
کی منہ پر دیا دیکھا وہ روئی ہاتھ سے چھوٹکر ابر کی شکل پر تیار ہو کر برروے ہوا اوڑی اور پتلی کے منہ اور ناک
سے پانی جاری ہوا اور اوس ابر سے بھی بارش ہونے لگی یہانتک کہ وہ صحرا تمام دریا ہوگیا شاہزادے نے
لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ جو سامنے پتلی کھڑی ہے جیسے ہی وہ کہے طلسم کشا آیا ویسی ہی دہن پر تیر لگانا وہ
پتلی گر جائیگی پانی نہ برسیگا اور اگر پانی برسنے لگے تو سامنے ایک درخت لگا ہے اوسکا پتا توڑکر پانی مین ڈالنا وہ
کشتی بنکر طیار ہوگا اوسپر سوار ہو کر تیر مارنا مگر جب وہ پتلی گری گی اوسوقت وہ ساحرہ بھاگے گی اور دریا

ہوا اور پانچوین نہر سے کچھ طایر کہ جنکی شکلین مہیب اور قوی ہیکل تھین نکلکر شہزادہ پر حملہ کرنے لگی
اور چھٹی اور ساتوین نہر سے ساحر پیدا ہوکر آمادہ حرب وپیکار ہوئے شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم
ہوا کہ داہنی جانب روانہ ہوا ایک قصر ملیگا اوسمین بہت سی شہ نشینین تعمیر ہین منقش اور باتصویر
ہین اور گرد قصر کے سات جانور عجیب الخلقت چارپایے کی قسم سے پھرتے ہونگے اون کو اوس مکتوب
کو دکھانا جو نقش تیرے بازو پر بندھا ہے وہ سب جانور ٹھہر جائینگے سبکو ذبح کرکے در قصر پر جاکر
آواز دینا کہ اے ساکن قصر باہر آکہ مینے تیرا شکار تیار کیا ایک شخص جسکے تمام جسم اور اعضا کی ترکیب
شتر کے مانند ہوگی اور گردن اژدر کی اور چہرہ انسان کا اور دو نوکندھی پر پر ہون گے قصر سے باہر
آئیگا وہ گوشت اوسے دینا اور کہنا کہ مقام ساحران در اول پر پہونچادے مجھے راہ پر لگادے اس
انسان عجیب سے سب مطلب بر آئیگا اوکیسی طرح فتح بنائیگا شاہزادہ یہ معلوم کرکے اوسطرف
چلا فی الواقعی ایک مکان نظر آیا اور گرد اوسکے سات جانوروں کو گھومتے پایا اسنے نقش کو کھولکر
بازو سے اونھین دکھایا وہ سب رکے شہزادے نے خنجر سے سبکو ذبح کرکے آواز دی کہ اے
مکین کاشانہ طلسم تشریف لائیے شکار آپ کا تیار ہے نوشجان فرمائیے دیکھا تو آواز کے دیتے
ہی ایک شخص دروازے کے باہر آیا کہ روئے تابان اوسکا مثل آفتاب و ماہتاب کے چمکتا تھا
شانون پر لگے تھی تمام جسم کے اعضا مثل استخوان شتر کے تھے اور گردن مثل اژدر کی اوسنے آکر
معانقہ کیا شاہزادے نے وہ گوشت نذر دیا اوسنے کھایا پھر شاہزادے کو گود مین اوٹھا کر پوچھا
اے فاتح طلسم کہان تشریف لیجائیے گا شہزادے نے کہا کہ مقام در اول درجہ ششم طلسم
پر مجھی پہونچادے اور تو اپنا راستہ لے اسنے یہ سنکر پرواز کی جب قریب نہرون کے پہونچا وآفتین
جو نہرون سے پیدا ہوئی تھین سب دفع ہوئین یہ قریب خندق آیا شہزادے کو وہان اوتارا
پھر آپ خوب رویا اور شہزادے کو گود مین اوٹھا کر سر دروازہ پر پہونچادیا اور آپ آواز مین لگا تا پھر

عازم در ششم ہوا قریب پہونچکر حسب معمول دروازہ کھولا حصار پر توپین چلین یہ اندر دروازے کی آیا

بیان درجہ ششم جانا شہزادے کا اور پہونچنا سات دریا اور دیکھنا ہر دریا پر عجائبات طلسم کا اور ملنا ساحرون کا پھر قتل ہونا اونکا اور باطل ہونا سحر اور عجائبات کا اور پانا مال طلسمی اور بارگاہ اور سامان جاہ و حشم کا اور آنا درجہ ہفتم کی طرف اور بھیجنا مال کا پاس ملکہ نوبہار کے اور آپ اکیلے جانا درجہ ہفتم مین

لمولفہٗ ذرا ساقی مست پھر کام آ | مرے منہ سے دے جلد ساغر لگا
بہت نشہ ہے کم مجھے ساقیا | مجھے مست کردے تو لے انتہا
غضب ہے یہ ساقی عالی مقام | ترے دور مین رند ہون تشنہ کام
طبیعت ہوئی جاتی ہے اپنی کند | پلادے وہ دارو جو ہو تیز تند
کہ مستی مین اگر کرون کچھ بیان | عجائب غرائب لکھون داستان

نقاشان حرف تحریر محبت و صورتگران شاہد فسانہ الفت صفحہ بیان پر یون نقش داستان بناتے ہین اور تقریر دلپذیر شاہد معنی ارباب خرد کو سناتے ہین کہ وہ شاہزادہ سیارۂ عجائبات جسوقت دروازے کے اندر آیا عجب طرحکا طلسمات پایا کہ تین کوس تک سات نہرین ہر رنگ مختلف روان ہین اور مثل دریائے زخار کے جوشان و خروشان ہین اور پانی ہر ایک نہر کا متلون سبز و سرخ زرد و سیاہ و کبود ہے قدرت رب ودود ہے اور ان نہرون کے بعد ایک دروازۂ عالیشان بنا ہے اوسپر کچھ ساحرون کا مجمع ہے جب شاہزادہ قریب نہرون کے پہونچا دفعتاً اونمین تلاطم ہوا اور دیکھا کہ ایک نہر مثل دریاے زخار موج مارنے لگی اور دوسری نہر سے کچھ ایک ابر کے نکلے اور آسمان کیطرف اوڑھی اور اونمین سے بارش ہونے لگی اور تیسری نہر سے شعلہ آتشین نکلے اور شہزادے کیطرف چلے اور چوتھی نہر سے آندھی پیدا ہوئی کہ جسنے زمانے کو تاریک کیا سو جہائی دینا موقوف

اسیطرح ولولہ شوق سے عاشق نے معشوقہ کو ہمکنار کیا گلے لپٹا کر خوب پیار کیا گو شہزادے کو انکار تھا مگر بمقتضائے ؎ چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود + توان گریست بران کس کہ یکبار زبود + اور دوسرے عورت کا عشق مرد کے لیے غضب ہے جان دینے کا سبب ہے غرض ؎ اوٹھے پی کے باہم شراب امید + کوئی سرخرو اور کوئی روسیہ + چھپر کھٹ سے باہر رکھا اپنے قدم + نکل آئے بھرتے محبت کے دم + ملکہ شہزادے کو حمام مین لائی پوشاک بدلوائی پھر اوس کوہ سے باحشم و خدم وانہ طرف قلعہ کی ہوئی اپنے ساتھ شہزادے کو ہمراہ لائی جب شہر مین داخل ہوئی تمام شہر مین غلغلہ پڑا امرا اور روسائے شہر دوڑے اپنی شاہزادی اور ملکہ کے آنے سے خوش ہوئے احوال پوچھا ملکہ نے قتل جلاد قوی بازو کی کیفیت اور کل احوال جو گذرا تھا بیان کیا منادی نے امن و آسائش کی ندا دی قصر شاہی مین اگر ملکہ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی نذرین گذرین جشن شروع ہوا شاہزادہ دنگل شوکت پر جلوہ فرما تھا تین شبانہ روز تک ہنگامہ عشرت برپا رہا روز چہارم شہزادے نے ملکہ سے کہا بقول مؤلف ان اشعار کو پڑھکر اپنے غم سے مطلع کیا

؎ تمنا ہے ان آنکھون کو کہ روے یار کو دیکھین + ہمہ تن بنکے نرگس اوس گل رخسار کو دیکھین
مریض ہجر کو وہ شربت دیدار پلوائین + مسیحائی جو کرتے ہین تو مجھ بیمار کو دیکھین
نقاب رخ سے ظاہر ہے چمک برق تجلی کی + کہان آنکھون کو یہ قدرت کہ روئے یار کو دیکھین
صدا رفتار مین دیتے ہین پائے شوق یہ ہر دم + ٹھہر مت راہ مین غافل کہ کوئی یار کو دیکھین

ای ملکہ بعد فتاحی طلسم جو زندگی باقی ہے اور جیتا بچونگا تو انشاءاللہ پھر ملاقی ہونگا المختصر وہانسے رخصت ہوکر باہر شہر کے آیا پھر اوسی طرح یاد معشوق کرتا اشک حسرت بہاتا بعد قطع منازل و طی مراحل اوسی میل کے قریب پہونچا لوح کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ در ششم مین چل اس در مین سات دروازے تین تین کوس کے فاصلے پر پڑینگے ہر دروازے مین ساحر ملینگے اور نئے نئے عجائبات نظر آئینگے بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نکرنا قدم جادہ راستی سے خلاف ندھرنا شہزادہ یہ معلوم کرکے

بندھا مگر فلک کو اس خوشی پر رشک آیا دفعتًا اوس کوہ پر زلزلہ پیدا ہوا اور آندھی تیرہ و تار آئی شہزادہ
اور ملکہ دیکھنے لگے کہ اوس ابر تیرہ سے ایک ساحر اژدر پر سوار ظاہر ہوا ملکہ نے خایف ہوکر کہا لیجیے وہ جلاد
قوی بازو آیا شہزادہ گھبراکر اوٹھا وہ ساحر سبزہ کو پامال کرکے قریب پہونچا اوسوقت شاہزادے
نے نعرہ کیا کہ ؎ چنان نعرہ زد میر منزل مصاف ✤ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✤ گھبراکر یہ ساحر تو غائل
ملکہ کی ملاقات کو اکثر آتا تھا اس آواز سے دہل گیا اور چاہا کہ سنبھل کر کچھہ سحر کرے مگر تیغہ روئین شگاف
شاہزادہ شجاعت اوصاف کا یا تو سر جھکا تھا یا دو لوٹا نگون سے نکل گیا ملکہ یہ ضرب دیکھکر اوچھل پڑی
ادہر غلغلہ تکبیر یدو بنبدید کا بلند ہوا مگر یہ کافر سرد ہوگیا شاہزادے نے لاش گھسیٹکر زیر کوہ پھینکدی
ملکہ قریب آئی زرنثار کیا اور کہا ایجان جہان تیرا کیا کہنا ؎ دست علی کی ضرب کا جنبش میں ہے
اثر ✤ ان ابروؤن مین معجزہ ہے ذوالفقار کا ✤ لیکن میری نزدیک آپکی جرأت بیکار ہے
کیونکہ میری نظرون مین تو طرحدار ہے ؎ اپنی نظرون مین وہی تو نازنین ہے اے صنم ✤ نغل
اوٹھا اب زور پیدا کرگے یا مگدر اوٹھا ✤ شہزادہ ہنسکر چپکا ہو رہا پھر دور ساغر دمادم شروع ہوا
انجام کا خیال بھولا اپنا گل بھولا ادہر اسکو خمار ادہر فرط شوق سے ملکہ سرشار القصہ شاہزادے نے
اوسیوقت کچھہ لوگون کو بلاکر ملکہ کے ساتھہ نکاح کیا پھر ہاتھہ پکڑکر چھپر کھٹ پر لایا بقول میر حسن ؎

لیا کھینچ پردہ اونھوں نے شتاب	چھپے ایک جا دو مہ و آفتاب
لگی ہونے در پردہ جب چھیر چھاڑ	درخشن کے کھل گئے دو کواڑ
ہوئے جب وہ بدست دو ماہرو	لگی اونمین ہونے عجب گفتگو
کہ دستے جو نرگس کے تھی وہان ہزار	لگے ڈھانکنے آنکھہ بے اختیار
کسیکی گئی چولی آگے سے چل	کسیکی گئی چین ساری نکل ✤
غم و درد دامن کشیدہ ہوئے	وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئے

سودا ہوا ہے مرغ جنون کو شکار کا
پھندا ابنا رہا ہون گریبان کے تار کا

بلبل کو سازوار ہو عالم بہار کا
حسن شباب تجھکو مبارک ہو یار کا

باز آئینگے نہ مرکے بھی صورت سی عشق کے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا

پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا ہی دل
رہتا ہے صدمہ روحکو بستہ شکار کا

بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھنا مرے مشت غبار کا

بے یار داغ ہوتا ہے لالے کو دیکھکر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا

اوس شمعرو کی بعد فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا

آتش نپوچھہ ہجر مین اک نونہال کے
سوز درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

اے ملکہ مجھہ سوختہ بخت سے دل لگاکر چراغ سے مشعل عشق کو روشن کرنا ہے دلکا جلانا ہے اور مین اس عشق سے باز نہ آؤنگا گو اپنی جان سے جاؤنگا ملکہ نے اس اجمال کو مختصر سا سنکر جواب دیا کہ ای شہنشاہ عاشقان مین مانع عشق ملکہ خورشید جمال کب ہون صرف اس امر کی خواہان ہون کہ مجھے بھی آپ اپنی انیسون مین شمار کیجیے چلیے اس قصے کو جانے دیجیے نان خشک جو مجھے آج میسر ہے کہا لیجیے بعد فتح دربند پنجم چلے جائیگا یہ کہکر ان باتون کو ٹال دلکی حسرت نکالنے مین سرگرم ہوئی کشتی آگے کھینچکر گلاس شراب سے معمور کر شہزادے کو دیا کہ اسے پیجیے عالی ظرف ہوکر انکار نکیجے ؎ ساقیا برخیز و درده جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + شاہزادے نے جب ملکہ کو فرط محبت سے اپنے چور دیکھا جام مۓ ارغوانی پیا گردش ساغر شروع ہوئی کلفت ایام بھولی ملکہ نے اشارہ کیا رقاصان مہر صورت قمر طلعت اپنے اپنے ساز لیکر حاضر ہوئین رقص و سرود کی کیفیت دکھانے لگین شاہزادے کا دل بہلانے لگین ادہر تو یہ سما

جسدم نقاب بگرا چرخ سے جرخ کہا آفتاب ٭ اور آتش فرماتے ہین سہ نقاب اولٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے ٭ پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر ٭ وہ زلف سیہ فام سنبل کو پیچ وتاب سکھاتی تھی پیشانی سبز بختون کی طالع خفتہ کو جگاتی تھی ابروان خمدار طاق ایوان بہار تھین سبزۂ مژگان مردم گیاہ سے آنکھین لڑانے پر طیار تھا چشمان مست جام لالہ کو گردش مین لاتین نرگس شہلا کو مستی یاد دلاتین وہ گلرخسار جسکی روبرو گل بلبل کی نظر مین خزان کا خار گوش گل کو اوسی کے کانون کا افسانہ درکار اور ناک تو معشوقون کا دم ناک مین لائے منقار طوطی زیر دانہ بال کو شرمائے غنچہ دہن سیب ذقن رشک یوسف گلیبر مین خال ہندو چشم جادو رہزن جان وایمان

رخ رنگین کا تصور ہے تماشائے بہشت
گل ترے چھلون کے اے حور ہین گلہائے بہشت
گل جنت سے ہے خوشرنگ وہ روے رنگین
حور کی آنکھ سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین ٭
دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے

بند کر کھول کے آنکھون کو نہ دریاے بہشت
دیکھنے آتے ہین مشتاق تماشاے بہشت ٭
پست بالا کی بلندی سے ہے طوبائے بہشت
صورت یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت
انکی یہ چشم نہین نرگس شہلائے بہشت

شہزادہ یہ حسن خداداد دیکھکر غش کر گیا دلکو تھام کر فرمایا کہ تمنے اس عشق کا اپنے فقرہ سنا کر اور زیادہ جنون دلایا بقول سحر گئے جو سیر چمن کو سنا کہ آئی خزان ٭ شگوفہ اور نیا لیکے باغبان پہونچا یہان تو مین اسیر سر پنجۂ عشق ملکہ خورشید جمال ہون مورد صد رنج وملال ہون اور اوسکے باغث سے طلسم مین آنا ہوا اور چار درجون کو فتح کیا انشاءاللہ جلاد قوی بازو بھی ہلاک ہوگا مین حکومت تمہاری تمکو دونگا لیکن مجھہ دیوانے سے محبت کرنا جو وابستہ زنجیر غم ہو گرفتار سلسلہ ستم ہو سوائے الم کے کچھہ فائدہ نہوگا اور میرا تو یہ حال ہے کہ ہردم اوسی ہمہیر یعنی ملکہ خورشید جمال کا خیال ہے
ہوش وحواس درست نہین ہر دم یہ مقال ہے آتش

بعد اسکے نقابدار سے ارشاد کیا کہ آپ کی سبز چشمی سے یہ غنچہ دل شگفتہ و شاداب ہوا اب یہ فرمائیے
کہ باعث اس کوہ پر استقامت کا کہ سبب رفعت اور تازگی روح فرہاد ہے کیا ہے نقابدار نے خندہ
کیا اور کہا اے عندلیب گلزار شہریاری مجھ سبز قدم کو ملکہ نوبہار زمرد قبا کہتے ہین اور اس کوہ کو فیروزہ
کوہ نام کرتے ہین یہان سے تھوڑی دور پر ایک شہر ہے کہ وہ در پنجم طلسم کا قلعہ ہے وہان یہ کنیز
حاکم ہے وہی جگہہ مسکن و ملجا ہے ایک میرا ملازم جلاد قوی بازو نام ساحر ہے وہ چند عرصے
سے بزور سحر مجھپر غالب آیا ملک و مال چھین لیا اور مجکو بھی قبضے مین کرنا چاہا مگر خوف سے حاکم
در ہفتم کے کہ وہ سب دربندون کا مالک ہے اوسکے ہم لوگ سب خراجگذار ہین باز رہا چنانچہ خراج
اب تک اس عاجزہ کے نام سے داخل ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ملکہ مجھسے دار و مدار کرے وصل
کا اقرار کرے مگر اے شہریار میری ایک دایہ ہے صنوبر جادو نام اوسکو علم کاہنی مین دخل ہے
تمام اوسنے مجھسے خبر دی تھی یہ بات بہت دن ہوئے جب کہی تھی کہ فاتح طلسم تشریف
لائیگا وہ جلاد قوی بازو اور سبران جادو کو قتل کریگا تو اے بادشاہ مین جبسے قلعہ چھوڑ کر نادیدہ
آپ پر مبتلا ہو کر یہان کوہ پر رہتی تھی رنج مفارقت حضور سہتی تھی اور میری نگہبانی کو یہ شیر
یعنی سبران جادو اور کئی سو ساحر جنکو آپ نے قتل کیا جلاد نے مقرر کیا تھا اور وہ خود بھی کبھی کبھی
آتا ہے مجکو آزردہ دیکھکر چلا جاتا ہے مگر چند روز سے مینے آپ کے جمال پری تمثال کا حال دایہ کی
زبان سے سنا ہے قامت رعنائی ہر اوقت مین بشکل سرو چراغان ہے داغ دل مین سوزش
مثل آفتاب تابان ہے تیغ عشق سے گھایل ہون مرہم زنگار ملاقات کی مائل ہون دل آپ کا
طلبگار تھا جی سینے مین بیقرار تھا آج یاوری طالع سے ملاقات ہوئی آپ کی صورت نظر آئی
امید بر آئی یہ کہکر ملکہ نوبہار نے نقاب چہرۂ انور سے اوٹھا دیا یہ معلوم ہوا کہ ابر تاریک سے برق چمکی
یا نقاب سحاب سے خورشید نے منہ دکھایا اوسوقت یہ ظاہر ہوا کہ ٥ اوٹھا اوسکے چہرے

سبز چشم نے موسم بہار کو ملازم کر کے اہتمام سبز کیا تھا فرش سبز سے شہزادۂ دیوانہ مزاج کی سیر کو سبز لگایا تھا کنول ہاے زنگاری سے یہ مراد تھی کہ سبز بختون کا دل اوس قصر کے تماشا کرنے سے روشن ہوتا تھا جام ہاے بادۂ ارغوانی کے سبز رنگ سیر سبز رنگ جہان کی دکھاتی تھے دیوارگیری ہر ایک سبز منھدی کی ٹٹیون کا دل خون کرتی تھین مینائی رنگ کی دیوارین انسان کو مجنون کرتی تھین سبزۂ بیگانہ اوسجا کا ممنون تھا خضر کو اوسجا رہنے کا جنون تھا گلہاے سرخ کے درخت صحن مکان مین لگے تھے زیور زمردین خار کا پہنے تھے اور زیادہ بلبل شوریدہ کا اشتیاق بڑہاتے تھے چھوٹے چھوٹے گلدستے طاق پر چنے جواہر خانے کو شرماتے تھے وسط باغ مین ایک باغچہ مختصر سا بنا سراسر بہشت کا نمونہ تھا آفتاب بھی باوجود درخشندگی کی عظمت کے اوسجا کا مطیع تھا تاک انگور کو اپنی ضیا سے سبز کرتا تھا ہوا کے چلنے سے چرخ زنگاری گویا اوسجا کے عشق مین آہ سرد بھرتا تھا ساقۂ برگ گلعذارون نے وہان کا سبزہ دیکھکر سبزہ پسند کیا تھا گرد چاہ ذقن سبزۂ خط جمایا تھا زمین و آسمان کا وہان رنگ سبز تھا گویا منشی بہار نے شیرازہ دفتر کونین سبز رنگ بنایا تھا طاؤسان مرصع دم اوس سبزہ پر رشک سے داغدار تھے سبزۂ گوش سبز رنگان یہ بہار دیکھکر تڑپ سے بیقرار تھے اور اوس باغچہ مین درختون پر جانورون کی خوش آوازی کے چہچہے تدرو کہساری کے اوس کوہ سبز پر قہقہے درخت سرسبز اور شاداب قطار قطار گلہاے خودرو بیشمار ہزار در ہزار

نظم

زخرم کوہ تا میدان عنبرا + کشیدہ خط گل طغرا بہ طغرا + گل از ہر منظرے نظارہ کردہ + قبای سبز را صد پارہ کردہ + بطرف ہر چمن سرو چمانہ + بہر جوے شدہ آبے روانہ + ساقی زمانہ شراب بہار سے اوسجا سرشار لایق مستی اور سرخوشی کے اوسجگہ کی بہار شہزادہ اس بہار کو دیکھکر لہرایا ترنگ مین یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار

فیض سے ابر بہاری کی ہوے گلزار سبز + ساقی میخانہ کو بندھوا دیجیے دستار سبز + میکدے مین سبز رنگ جہان دیکھین گے ہم + جام ہون طیار بھر بادۂ گلنار سبز +

ہے سراسر قدرت بیچون سے شہزادے نے کہا آپ کو جیون ہے یہ کونسی جرأت ہے جسکی تعریف فرماتے ہو نقاب چہرے پر ڈالکر در پردہ بناتے ہو طنز سے شاید صفت و ثنا فرماتے ہو یہ کہکر چاہا آگے بڑھے کہ نگاہ جو کی تو اوس شیر کے بدلے ایک ساحر کو مرا پایا ایک لمحے مین غول صحرا کی جانب سے اور ساحرون کا نظر آیا یہ لوح کو دیکھنے لگا اونھون نے آکر گھیر لیا لوح مین معلوم ہوا کہ سامنے نگاہ کر ایک درخت مین بہت سے ثمر بصورت انسان لگے ہین دوڑ کر لوح کو اوسپر کھینچ مار پھر قدرت خدا دیکھ لے اسنے حسب ہدایت لوح ایساہی کیا دیکھا تو وہ پھل ٹوٹکر زمین پر گرے اوسمین سے کچھ سوار برابر ایک بالشت کے پیدا ہوئے اور ساحرون پر آگرے ایک کو زندہ نچھوڑا سب کو قتل کیا وہ دشت تمام ویران ہوا گرد و غبار پیدا ہو کر صحرا سنسان ہوا جب وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ سوار غائب ہو گئے شاہزادے نے چاہا آگے بڑھے قلہ کوہ سے اوس نقابدار نے شہزادے کی کم التفاتی خیال کر کے کہا کہ بیمروتی ارباب مروت سے خلاف ہے اسمین عشق کی تکلیف معاف ہے اپنی کہی میری نہ سنیے گا یونہین بالا بالا اودہر جائیگا یہان تشریف لائیے حقیر کو سرفراز فرمائیے شہزادہ نے جب اسے مشتاق پایا قلہ کوہ پر اپنے تئین پہونچایا نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بسم اللہ تشریف لائیے سر اسری غریبخانے کو دیکھتے جائیے شہزادے نے کہا تمھین تکلیف ہوگی آپ تو ابھی سے روپوش ہین اور ہمسے بیمروتی کی شکایت کی جوش و خروش ہین پردہ نما مین سے اوٹھائیے پھر جہان چاہیے ہین لیجائیے اسنے کہا انشا اللہ یہ پردہ بھی اوٹھ جائیگا احوال کھل جائیگا یہ کہکر لاتے لاتے اوس مقام پر لایا کہ ایک قصر زمردین شہزادے کو نظر آیا در قصر پر خادم و خدمتگار اپنے اپنے کاروبار مین مستعد اور مشغول تھے لباس ہر ایک کے عمدہ اور معقول تھے جب یہ نقابدار آیا سب نے ادب سے سلام کیا ہوشیار ہو کر کے انتظام کیا شہزادہ مع نقابدار اندر قصر کے آیا اوس مکانکو شہزادے نے نرا طلسم پایا مگر کل ہمرنگ تکلف کے ڈہنگ مع فرش اور شیشہ آلات جسقدر اسباب تزک و رسامان نشاط تہا سب سبز تھا گویا آمد شہزادے کے سبب لئے اس

کہ وہ شاہین فن عشقبازی یعنی شاہزادہ بال شوق کو وا کرکے جسوقت داخل در پنجم مین ہوا در حصار
پرتو مین جلین غل و شور برپا ہوا اگرچہ صید عنقاے حسن کا جویاراہ محبوب مین گرم پویہ راہ سخت
و دشوار طے کرتا چلا جاتا تھا یاد جانان مین وہ دلسوختہ دانہ بریان مزرعہ دلین محبت کے ہاتھون لگتے
بوتا تھا مگر بمقتضاے ع نا امیدی کہتی تھی کب تخم بریان سبز ہو ✤ راہ کا پتا نہ نشان کچھ معلوم نہ
تھا ہرسمت بادہوائی پھرتا گردش چرخ سے ہمعصر دلبہ لاکھ طرحکا جبر نشیب و فراز جہان دیکھتا
عمارت کی لیتا معمار ازل کی صفت و ثنا کرتا اس سراے فانی کو ہیچ و پوچ جانکر یہ مطلع کسی شاعر کا فرماتا
س ✤ عجب تعمیر یہ دیر خراب آباد لستی ہے ✤ عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے ✤ غرض
کہ یہ دل اوجاڑ صحرا و کوہ طے کرتا آہین بھرتا جاتا تھا کہ ناگاہ گذر اسکا ایک دشت پر تعب مین ہوا کہ
بڑے بڑے درخت اور جھاڑیان شل دل بخیلان تنگ کہ صرصر کو جسم خیال سے گذرنا ننگ نعرہ شیران
اور وحشیان مردم در کی آواز ہیبتناک ایسی کہ جس سے ثور فلک و گاؤ زمین کا دل دہلتا تھا صحرا
تمام ہلتا تھا ہرجانب پہاڑ عظیم الشان وسط مین صحرا سنسان یہ سرچھاڑ منہ پہاڑ سوچا کہ
عجب وحشتناک مقام ہے شاید کسی بلاکا یہان قیام ہے آنکر زیر دامن کوہ ٹھہرا ہنوز دم نرلیا تھا
کہ فلک روباہ خصال نے گیدڑ بھبکی دکھائی ایک شیر غران بیرد مان سے دوچار کرایا وہ شہزادیکو دیکھکر
پنجہ دراز کرکے واسطے شکار کے آیا شہزادہ ہیبت ابدلکر مقابل ہوا جب اوس گستاخ نے دست درازیکی یعنی پنجہ
بڑھایا شہزادی نے پنجہ علی سے دستگیری کی دونو کلائیان پکڑ کر سر اکو پہونچایا اور ایک جھٹکا دیا کہ وہ سگ صفت منہ
کے بل زمین پر آیا اور ایکمشت درشت و پرقوت سر پر جمایا کہ مغز سر کا نسہ دماغ سی باہر نکل آیا تر شروئی سی تلخی مرگ چکھائی وہ بیدم
شیرینی زیست سے آسودہ ہو ذائقہ موت کا طلبگار ہوا اور مرگ کا خواستگار ہوا ادہر تو شیر مرکر
گرا اودہر سر کوہ سے کسینے کہا اے ضیغم روز ہیجا سبحان اللہ کیا کہنا شہزادے نے اوپر نگاہ کی قلعہ
کوہ پر ایک نقابدار کو پایا کہ نقاب سبز چہری پر پڑی ہے جس سے وہ تمام صحرا فیضیاب اور زمردگون

فی النار ہو گیا فوج مین بھگدر پڑ گئی کچھہ لوگ بھاگ گئے بہت سے مارے گئے کچھہ زندہ گرفتار ہوئے شاہزادہ اوسجا سے قلعے مین آیا منادی نے امن کی ندا دی دار العمارۃ مین امرا و زرا و سائے شہر جمع ہوئے شاہزادے نے ملکہ زلف آرا کو تخت پر بٹھایا اور نذر دی افسران فوج نے اطاعت کی اون ہمرازون کو وہان کا وزیر کیا پھر جشن کا حکم دیا سات شبانہ روز جشن عیش و خورمی کا جلسہ رہا اور اوسی جشن مین ملکہ کے ساتھہ عقد کیا بعد الفراغ انتظام ملکہ سے رخصت ہوا اور اون رفقا کو جو زندانیان تھے پایہ تخت کا ملازم کر دیا پھر مع جن اور لشکر شہر کے باہر آیا اوسکو بھی رخصت فرمایا وہ اپنا لشکر لیکر ایک جانب چلا اور شاہزادہ بعد قطع منازل اور مراحل پھر قریب سیل پہونچا تو حکو دیکھا معلوم ہوا کہ در پنجم مین چلیے اوسکو فتح کیجیے اوسوقت قریب در پنجم آیا اوسکے دروازے سے انگشتر باطل السحر کو لگایا دروازہ کھل گیا بسم اللہ کہکر اندر آیا

بیان در پنجم جانا شہزادے کا اور ملنا ایک شیر کا اور قتل کرنا اوس شیر کو پھر چھوڑانا ملکہ نوبہار زمرد قبا کو ایک ساحر کی قید سے اور تسخیر کرنا ملک کو پھر آنا طرف در ششم کے مار کر جلاد قوی بازو کو مؤلف

رندون سے کہان چھپیگا ساقی — فقرے کبتک کریگا ساقی +
میخانے کی خیر ایک ساغر — اس مست کو اور دیدے بھر کر
وہ جام پیے جو چار مین نے — دہویا دل سے غبار مین نے
دے پانچوان جام بھی خدارا — تاریخ ہو دور دل سے سارا
گلزار سخن ہرا بھرا ہے — سارا گلشن مہک رہا ہے
دکھلاؤن بہار باغ تقریر — ہو سنبل زار زلف تحریر

چمن پیرائے طلسم سخن اعنی خامۂ گلریز مؤلف فسانہ کہن ریاض تحریر حال در پنجم مین یون گل گل ہے ہو کرشمۂ بلبل نغمہ پرداز ہے اور سرو کلک پر قمری تقریر طوطی شیرین زبان سے ہم آواز ہے

دریابار کے مرنیکا برپا ہوا تھا دفع ہوا سامنے سے ایک شخص نے آکر مجرا عرض کیا شاہزادے نے پہچانا کہ یہ وہی جن ہے بے اختیار
گلے سے لگایا اور فرمایا بروقت رسیدی اسنے عرض کیا کہ یقین ہے بادشاہ یعنے سیلان جادو ضرور آئیگا بہت
فساد لائیگا یہان تو یہ فکر تھی وہان دربار شاہ سیلان مین جب مریخ اور دریابار نہ آئی شاہ نے حکم دیا کہ کچھہ لوگ
جائین بستہ شمشاد کی خبر لائین ہرکارے اور ساحر آئے یہان کی کیفیت دیکھکر گھبرائے جاکر شاہ سے
عرض کیا کہ آپ کیا غافل بیٹھے ہین دریابار اور مریخ مرے پڑے ہین طلسم کشا قید سے رہا ہوکر قلعے
کی جانب آتا ہے شاہ نے سنکر حکم طیاری کا لشکر کے دیا قریب ساٹھہ ہزار ساحران غدار اور سواران
نابکار ہمراہ لیکر روانہ ہوا شاہزادہ معہ چالیس رفقا اور ملکہ کے دشت مین کھڑا تھا کہ سامنے سے ڈنکا
بجا اور بادشاہ مع فوج قاہرہ پیدا ہوا اوس جن نے شاہزادے سے کہا کہ غلام جاتا ہے فوج بیشمار لاتا
ہے آپ نگھبرائین انکی جنگ سے نہ باز آئین غرض ملکہ کو معہ کنیزون کے درہ کوہ مین بٹھایا اور
آپ چالیس آدمیون سمیت اوس لشکر مین درآیا ایک دو افسرون کو فوج کے مار کر شہزادے نے گھوڑا
لیا پھر لاش پر لاش گرانا شروع کیا اور چالیس رفیق بھی جو قید سے چھوٹے تھے جنگ مین شریک جانبازی
تھے مگر لشکر کفار کا غلبہ تھا ہر دم یورش ہوتا تھا لیکن شاہزادہ جہان جم کر لڑتا پلٹنون اور رسالون کو ہٹا
دیتا تھا لاشون کے انبار لگا دیتا تھا کہ تھوڑے عرصے مین ایسی گرد اوڑی کہ سپہر دوار کو تیرہ کردیا بقول
اہل فارس ✢ سر گرد باسمان رسیدہ و پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان مثل سر زلف عروسان
۔۔ گرد تھی قریب آنگردامن گرد شگافتہ ہوا کہ ✢ از دامن دشت و کوہ اورنگ ✢ گردے برخاست
طوطیا رنگ ✢ از دامن انجمان غبارے ✢ رخسارہ نمود شہریارے ✢ قریب ایک لاکھہ سواران
جرار کے آکر لشکر کفار پر گرا کہ دشت تک کو تہ و بالا کردیا طول اس مقام پر بیجا ہے جنگ کی کیفیت دریم ہفتم
پر کمسن گذارش کریگا غرضکہ سیلان کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی عین گرمی جنگ
مین شاہزادے سے مقابلہ ہوا شاہزادے نے کمر کو تاکر ایک ہاتھہ تلوار کا سر پر لگایا کہ وہ کافر

روزنگار نے نقاب شب رخ زیبائے نہار پر سے اوٹھایا دریا بار جادو اپنے مکان سے جو دار العمارۃ شاہی کو
جانے لگی حیرت آیا کہ بیشہ شمشاد کی جانب ہوتے چلیے مریخ اژدر خشم اور شکنندہ طلسم کو دیکھ لیجیے ایسا نہو جو
کوئی مفسدہ برپا ہوا ہو مریخ گھبرایا ہو طلسم کشا کچھ فعل لایا ہو یہ سوچکر بزور سحر اوڑتی ہوئی اوس مقام پر
آئی قید زندان کھلا پایا اسکا ماتھا ٹھنکا اور آگے بڑھی مریخ کو مرا پایا اور جب آگے بڑھی ملکہ کو شہزادے
کی گود مین بیٹھا دیکھا عجب صحبت گل و بلبل جمع ہے چشم بد دور ایسی جگہ کہنا زیبا ہے کبھی یہ اوسکے
زلف معنبر سے اپنے دماغ جان کو معطر کرتی ہے اور کبھی وہ اوسکے لب لعلین سے شراب فرحی
نوش کرتا ہے غم دنیا و دین فراموش کرتا ہے دریا بار یہ دیکھکر جل گئی غصے سے چہرے کی رنگت بدل گئی
بنسول پکڑکر شاہزادے کی جانب جھپٹی شاہزادے نے جو اسکی آمد اس شد و مد سے دیکھی تیغہ کھینچ کر
بیترہ بدلکر مثل ملک الموت سر پر پہونچا دریا بار نے بحر حیات سے کنارا دیکھا تلوار کے گھاٹ نہ آئی شہزادہ کو
چھوڑکر ملکہ پر ہاتھ صاف کیا ایک بڑی سی جٹا سر سے کھولکر ملکہ زلف آرا پر پھینکی کچھ منہ سے بڑبڑایا وہ
جٹا مثل کمند ملکہ کے لپٹی اور ساحرہ نے پرواز کی شہزادی چیخی اور شاہزادہ سے کہا کہ لیجیے خدا حافظ اب حشر
مین ملاقات ہوگی یقین ہے کہ روح بھی حشر تک آرام سے خواب مرگ مین نہ سوئیگی شاہزادے نے
تیر لگائی وہ بھی سحر سے جلکر زمین پر آئی اوسوقت لاچار ہوکر دست دعا بدرگاہ ملک الجبار بلند کیے اور
پکارا کہ اے ع بلندی بخش ہر ہمت بلندان ٭ بہ پستی افگن ہر خود پسندان ٭ اے یاور
زیر دستان واے پروردگار عالم و عالمیان اس قحبہ ساحرہ کے شر سے شاہزادی کو نکال یہ دعا کرتا
تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا دیکھا کسی نے بر روے ہوا اوس ساحرہ کے گلے کو دبوچا
اس طرح فشردہ کیا اور نوچا کہ نفس در قفس چپیدہ دم اسکا گھنٹا اور طائر روح کا آشیانہ جہنم مین ہوا
شہزادی پنجے سے چھوٹکر زمین کی طرف چلی کسی نے اثنائے راہ مین اوسے بھی روک کے زمین پر
اوتار دیا اور ایک غلغلہ برپا ہوا تمام دشت ہل گیا اندھیرا چھا گیا بعد تھوڑے عرصے کے کہ وہ شور و غل

خوشی کے مر گیا بے اختیار بلانوشون کیطرح جام وہ بد انجام لیکر ایک جرعہ کر گیا اسطرح کا زہر قاتل تھا کہ ابر
حلق سے نیچے اوترتے ہی کام کر گیا چیخ مار کر بیہوش ہو گیا سارا سحر فراموش ہو گیا کنیزون نے اشارہ کیا ملکہ
نے نیمچہ کھینچکر سینہ پھیر کر اپنی دانست مین بہت زور سے ہاتھ مارا مگر خط تک اسکے جسم پر نہ پڑا ایک کنیز نے
دوڑ کے ایک ہاتھ زبردستی کے ساتھ لگایا کہ شکم اوس بوالہوس کا چاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا زمانے
مین ایک غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اور خیمہ و راثہ دار و حصار آتش سب گرد برد ہو گیا جب یہ کافر سرد ہو گیا در زندان
سامنے نظر آیا ملکہ نے قفل علیحدہ کرایا دروازہ کھولکر قدم آگے بڑھایا دل مارے خوف کے دھڑکتا تھا مگر عشق
رہبر تھا اندر پہونچکر کنیزون نے شاہزادے کو خبر دی کہ ملکہ زلف آرا جسکی محبت مین آپ گرفتار ہوئی
تھی آئی ہین لوح اور نقش لائی ہین شہزادے کو ایک غیرت آئی کہ افسوس ہے عورت آنکر تمہاری قید
اوتارے بس جوش مین آکر ع خلیل اللہ بسم اللہ بگفت + بزور او لیشر قید بشکست تا
مثل تار عنکبوت وہ زنجیر فولادی توڑکر قید گران سے رہا ہوا پھر کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ زلف آرا کی کاکل کشا ہماری ہوا خواہ کہان
مین اونھون نے بتایا شہزادہ ملکہ کیطرف آیا ملکہ نے لوح و نقش وغیرہ ہاتھ پر رکھکر نذر دی سجدہ شکر شہزادے نے
لیکر خداوند لوح و قلم کا ادا کیا پھر ملکہ کا مشکور ہوا ملکہ نے کہا مین آپکی محبت مین گھر بار سے آوارہ ہوکر آئی ہون
جان پر کھیلکر لوح لائی ہون اب میری آبرو آپ بچایئے گا مجھے اپنا خیرخواہ جانکر کنیزون مین قبول
فرمائیگا شاہزادے نے کہا گو مجھکو عشق کے بدولت بہت آزار ہین مگر اب آپ ہماری دلدار ہین غرض
زندانخانے کے باہر لایا اور اوسمین جو اور قیدی تھے اونکی قید کھولکر اونھین بھی رہا کر دیا اور کہا جہان
تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اون لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین ہردم ہوا خواہ ہین اب
کہان جائینگے ایسا مالک کہان پائینگے سب کے ہمراہ شاہزادہ ایک درہ کوہ مین آیا ملکہ کو وہان
بٹھایا قران زہرہ و مہر قرآن صعب کے سبب برج زحل مین ہوا جب اتصال عاشق و معشوق درہ
جبل مین ہوا آپس مین اختلاط اور پیار رہا ہردم اصرار اور انکار رہا یہانتک کہ وقت سحر آیا مشاطہ

ہین کیون آئی ہو کسکی تلاش مین از خود رفتہ اور گھبرائی ہو اسنے کہا اگر تمسے کہون ایسا نہو ناک چوٹی کٹے مگر جو
قسم کھاؤ سامری کو درمیان مین دو تو کیا مضایقہ ہے مریخ نے کہا کہ قسم سامری اور زردشت کی اور سرکار
کے نمک کی کہ کسی سے اظہار نکرونگا جو تو کہیگی اوسے مخفی رکھونگا اسنے کہا کہ ملکہ زلف آرائے کاکل گشا
تمپر عاشق ہو کر باغ مین جانے کے بہانے سے یہان آئین ہین فراق سے تمہارے گھبرائی ہین ہائے ہم خود
چلے آویا اونہین بلاؤ یہ تو مدت سے فریفتہ تھا بالشدت ملکہ پر شیفتہ تھا یہ پیام سنتے ہی شادی مرگ ہوگیا
گھبرا کر پوچھا کہ کہان ہین کنیز نے کہا کہ صحرا مین ہین اوسیوقت ایک مالا مروارید کا انعام مین کنیز کو دیا
اور آپ ہمراہ ہوا جب قریب آیا ملکہ کو زیر درخت کھڑا پایا مگر روے تابان کی چمک سے چاندنی اوسجا
پھیلی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھوپ پھیلی تھی مریخ نے نزدیک پہونچکر ہاتھ پر ہاتھ رکھہ لیا اور خیمے کی
جانب چلا ملکہ بھی بناوٹ کی راہ سے اختلاط کی باتین کرتی ہوئی ہمراہ ہوئی یہانتک کہ خیمے مین
آئی اسنے مسند پر بٹھایا دو چار باتین کرکے مریخ نے دست ہوس بڑھایا ملکہ تو پاس سے سرکی
مگر کنیزون نے کہا کہ اے مریخ تم بھی کسقدر پھیکے ہو نہ شراب نہ کباب ٹھنڈھی ٹھنڈھی گرمیان کرتی
ہو اسنے کہا خیر ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر اوٹھا اور کشتی شراب کی سامنے لایا ملکہ نے اوسمین سے ذرا سا
لیکر چکھی پھر منہ بنایا اور فرمایا کہ ہمارے پینے کی شراب مین سے کوئی گلابی شراب کی تمہارے پاس
ہے کنیزون نے عرض کیا کہ اب تو نہین ہے ملکہ بہت خفا اور بد مزہ ہوئی پھر کہا جہانسے بن پڑے
لاؤ اونھون نے کہا حضور ایک قلم شراب کی باقی ہے جب خاصہ نوش فرمائیےگا جب اوس پیجیےگا
ملکہ نے کہا اور کیا نصیب نہ ہوگی وہی ایک قلم ساقی ازل نے کیا قسمت مین لکھدی ہے غرض
کنیزون نے وہ قلم شراب کی محرم سے نکالکر دی ملکہ نے جام شراب سے معمور کرکے اوسمین قریب نصف
قلم کے ڈالکر اس کم ظرف کی طرف ہاتھ بڑھایا اور یہ فرمایا ہ کہا بادہ نوشی سے ہو جسکو ذوق
پیے وہ پیالہ نہین مجکو شوق + اے مریخ یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش کر غم دنیا فراموش کر یہ کام تمہارے

دل نصیحت سے خون ہوگا اور زیادہ جنون ہوگا میرحسن عبث نصیحت بیفائدہ ہے تو نہ ستا ؛ ذرا
نہ شور سے بکبک کے میرا مغز تو کھا ؛ ترا تو دل ہے تیرے پاس کیا گیا ہے تیرا ؛ کہا نہ مانونگا تیرا تو مان میرا
کہا ؛ برو بکار خود لے واعظ این چہ فریاد است ؛ مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است ؛ جب اون
ہمرازون نے دیکھا یہ نمانیگی عرض کیا کہ اور تو ہم سحر و ساحری نہین جانتے ہین کہ کسی سے لڑین مگر
جو حضور چلین تو ہم زندانخانے مین پہونچا دین یہ سنتے ہی مارے خوشی کے ملکہ باغ باغ ہوگئی گھبر اکر
بولی کہ اگر تم اتنی اعانت کرو کہ مجھے چپکے سے بالا بالا میری مان کی محل مین جب سب سوجائین لیچلو تو
مین صندوقچے سے لوح اور انگشتر اور نقش نکال لون کسلیے کہ اگر تم طلسم کشا کے پاس مجھے لیگئین اور
مبادا والدین کو خبر ہوگئی تو میری تمہاری دونو کی جان جائیگی پھر کچھ تدبیر بن نہ آئیگی اون ہمرازون
نے اس رائے کو پسند کیا اور ایک ترنج نکال کر سحر کرکے زمین پر مارا اوسمین سے دھوان پیدا ہوا ایک
لمحے مین ایک تخت سامنے سے ہویدا ہوا اونھون نے تخت پر ملکہ کو آدھی رات کے وقت سوار کیا اور
آپ بھی سوار ہوکر اوس تخت کو بزور سحر اوڑایا اور قصر شاہی کی چھت پر لاکر اوتارا آپ وہین چھت پر ٹھہرین
اور ملکہ اوتر کر مان کے سرہانے آئی دلیرانہ یہ کام کیا کہ وہ صندوقچہ جسمین لوح وغیرہ تھی اوٹھا لیا اور خوشی خوشی
کوٹھی پر لائی کنیزون نے تخت پر رکھہ لیا پھر ملکہ کو بٹھاکر طرف بیشۂ شمشاد روانہ ہوئین جب وہان پہونچین
ایک خیمہ کھڑا دیکھا اور ایک اژدر وہان دیکھا ملکہ نے پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے اور یہ اژدر کیسا ہے کنیزون
نے عرض کیا کہ مریخ اژدر خشم نے نگہبانی کا شہزادے کی دعوے اور اقرار کیا ہے اس صحرا مین خود
رہنا اختیار کیا ہے ملکہ نے کنیزون سے کہا مریخ سے جان بچانا مشکل ہے کیا تدبیر کیجیے جو زندان تک
مین رسائی ہو شہزادے کی رہائی ہو کنیزون نے ایک تدبیر معقول بتائی ملکہ کو پسند آئی پھر ایک
کنیز قریب خیمہ مریخ آئی اوسکے اژدر سحر نے قلہ ہاے آتشین چھوڑے کنیز چلائی کہ او مریخ اپنے سحر کو روک
لے مریخ گھبرایا اور خیمے کے باہر نکلا دیکھا تو ایک کنیز کو ملکہ زلف آرا کے پایا پوچھا کہ اسوقت مرغ و ماہی آرام مین

پیٹ بھرا ہے حیران ہون کہ کیونکر اونھون نے ایام مفارقت کاٹے کیا جبر کیا اتنے زمانے تک صبر کیا مین تو ایک آہ سرد مین اپنا کام تمام کرونگی عاشقان ثابت قدم مین اپنا نام کرونگی اسی رات بھر مین زندہ نرہونگی ذرا کوئی خبر لادے کہ کتنی رات باقی ہے کسی کنیز نے عرض کیا کہ ابھی تو پہر رات آئی ہوگی گھبرا کر کہا کہ اے لوگو کیا شب روز قیامت اسیکا نام ہے اسی شب مین میرا کام تمام ہے آج موذن کو بھی موت آئی نہ مرغ سحر نے بانگ سحر سنائی خواب غفلت مین اگر گھڑیالی نے بھی صبح کی گردی نہ بجائی ہے سعدیا نوبتی امشب دہل صبح نکوفت ٭ یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را ٭ اے ہمنفسو یہ کیا حال ہے عجب طرح کا صدمہ اور ملال ہے قطعہ کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے کسی کی شب ہجر روتی کٹے ہے ٭ ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی ٭ نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے اب اگر تم مین سے کسیکا گذر خدمت فاتح طلسم مین ہو تو کہدینا کہ خار حسرت سینے مین کانٹے وصال حضور کا لیکر وہ خزان رسیدہ باغ عالم سے نامراد آپ پر نثار ہوئی تہ خاک وہ لالہ عذار ہوئی اور قبر بتا دینا کہ فاتحہ خیر سے فراموش نکرے غرور حسن او سے بیہوش نکرے اور عرض کرنا کہ اے شہر یار یہ وصیت دم مرگ کی تھی خواجہ میر درد ہنس قبر پہ میری کھل کھلا کر ٭ یہ پھول چڑھا کبھی تو آکر ٭ بلکہ اوسوقت بھی قبر سے آواز گرفتاری فلک شعبدہ باز سے نکلیگی ہے ہزار حیف کہ بعد از وفات یار آیا ٭ خزان جب اپنی ہوئی موسم بہار آیا ٭ جب اون ہمرازون نے یہ سنا کہ عاشق و دلدادہ فاتح طلسم ہے اپنا ماتھا کوٹ لیا حیرت سے سر دھنا اور سمجھانے لگین کہ اے شاہزادی ایک تو وہ شخص دشمن جان دشمن ایمان ہے برباد کنندہ خاندان ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن ہے مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی بیت ٭ مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت ٭ اوسپر فریفتہ ہونا عقل و ہوش کھونا راے مصلحت سنج کے خلاف ہے ملکہ نے رو کر کہا کہ عشق مین مصلحت کی تکلیف معاف ہے نسیم بلبل اوسی رشک گل کی ہون مین ٭ تم کیا ہو ہزار مین کہون مین ٭ مین تو کہتی تھی تمسے کہنے مین رنج فزون ہوگا

ہے نثار ہوتی زندانخانے مین گرفتار ہوتی اگر آپ نے مجکو قید دیکھا تھا تو پھر حصار سے اوٹھنا کیا ضرور تھا
یہ فقط حیلہ دریا بار جادو تھا اور دراصل اگر مین ہی یون گرفتار ہو جاتی تو آپ پر سے صدقے ہو جاتی اب ایسا
کہان میرا بخت مددگار ہے جو گلچینی گلشن حسن و جمال کرون یقین ہے کہ اسی شب مین کہ دیو فراق
غم سے تڑپ تڑپ کر جان دون مین کمبخت آپ کی مصیبت دیکھنے کو زندہ رہون اگر کاش ایسا ہوتا
جیسا جامی نے کہا ہے ؎ چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ✦ بجاے شیر مارا زہر دادے ✦ ملکہ تو یہ
بین کر رہی تھی مگر دو ہمراز جو بڑی خدمت مین ممتاز تھین قریب پردے کے کھڑی سب کیفیت
سنتی تھین اور اوسکے بلک بلک کے رونے پر کف افسوس ملتی تھین آخر کو تاب نہ آئی پردہ اوٹھا کر ہر
ایک چلی آئی ملکہ نے جو انھین آتے دیکھا منہ ڈوپٹے سے لپیٹ پلنگ پر پڑ رہی جسمین یہ معلوم ہو کہ سوتی ہے انھون
نے انکی بلائین لین اور ڈوپٹا رخ انور پر سے سرکایا اوسکے گل عارض کو شبنم آلود پایا پکارین کہ دریان
یہ کیا حال ہے کونسا صدمہ اور ملال ہے انکی دلداری سے اور جیسے کسی نے پھوڑے کو نشتر سے چھیڑ
دیا دل تو دکھا تھا چیخ مار کر روئی اون ہمرازون نے گلے سے لگا لیا کسلیے کہ اونھون نے نیش فصل نوش
وصل کا مزا چکھا تھا ہر ایک کو اپنا زمانہ مفارقت یار اور عشق و عاشقی دلدار یاد تھا عرض کیا کہ قربان
جائین اگر شاہزادی اپنا راز دل ہمین بتائین کہ کسطرف طبیعت آئی کس بیرحم جفاکار ظالم معشوق طرار
نے یہ کیفیت بنائی تو ہم آسمان پر مثل دعاے مظلومان جائین اور اگر زمین مین مطلوب ہو تو مانند قطرۂ آب
جذب ہو جائین اور آپ کے مطلوب کو لائین شاہزادی نے جب انھین اپنا دمساز پایا رو کر یہ سنایا ؎
رشک سے جس ماہ تاباں کے قمر مین داغ ہے ✦ ہمنشین اوسکی جدائی کا جگر مین داغ ہے ✦ اے
ہمدمو اب دعا کرو کہ کریم کارساز اس زندگی سے موت دے یا خدمت مین اوس جان جہان کے پہونچاوے
ذرا ہمدمو اور زلیخا لیلی مجنون اور عاشقان سابق کا قصہ لاؤ مجھے پڑھکر سناؤ دیکھون کہ وہ لوگ
کیونکر جیتے تھے کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے کیونکر زندگی اونکی ہوتی تھی ہے تو یہ کچھ کھایا نہین مگر غم سے

اور یہ کہتی ؎ تہ و بالا ہوئی نالونسے اور آئی سر پر ✣ اے فلک دوڑ زمین ہمنے اوٹھائی سر پر ✣ کنیزونسے فرمایا کہ تم سب کیون مجھے گھیرے پھرتی ہو کیون قیدی بناتی ہو جاؤ باغ مین پھرو میرے پاس ٹھہرے نہ رہو وہ تو سب اجازت کی امیدوار تھین کام خدمت سے بچین سب اوس باغمین پراگندہ ہوئین کوئی لب نہر پانی کے لہرون سے دل بہلانے لگی کوئی آپسمین چھینٹے اڑکر ایک دوسریکو نہلانے لگی کوئی تاک انگور مین کسیکی تاک مین کھڑی کوئی بچشم حیرت جو عقیل تھی خوشنمائی گل و غنچہ پر صناعی باغبان ازل دیکھ رہی کوئی چمنستان مین کسیکی لگاوٹ سے گلگشت کرتی چلتی پھرتی کوئی آپسمین گیند اکھیلتی اور شرط کرتی کہ جب سے زمین پر گیند اگرے تو ؎ آنکھونسے وہ اپنی گیندا اوٹھائی ✣ گل زرد کو چشم نرگس بنائے ✣ کوئی درخت کا پتا توڑ کر پٹاقا بناتی کوئی اپنے جوبن کی بہار دیکھکر اتراتی کوئی بالونمین پھول توڑ کر گوندھتی اکڑ کر پھولون ہنساتی کوئی سرو قد تہ شمشاد کھڑی کسیکا کسی سے پیام سلام کہہ رہی غرض تو سب اپنی اپنی کیفیت مین مبتلا تھین اور ہر ایک شغل مین اپنے مشغول تھی مگر ملکہ با دل ملول تھی بارہ دری مین آئی پردے دست نازک سے اوسکے چھوڑ دیے اور چھپر کھٹ مرصع ساز پر پانون لٹکا کر بیٹھی ؎ پانی پانی جو دل تھا سینے مین ✣ جسم ڈوبا تھا سب پسینے مین ڈوپٹے کو اوتار کر طوق طلائی جو گلوے نازک مین پڑا تھا گھر دس لیا اور رخ اپنا اوس ماہ دو ہفتہ نے طرف بیشہ شمشاد کے کیا اور پکاری ابیات اے باد صبا سوے دلارام ✣ لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام ✣ جسدن سے ہوئی تیری جدائی ✣ دیوانے پہ تیرے آفت آئی ✣ آوارہ ہون تیری جستجو مین سرگشتہ ہون تیری آرزو مین ✣ گھر بار تمام مجھسے چھوٹا ✣ اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا ✣ اور کبھی فرماتی ہوس جانا ہے تیرا او صبا گر کوئی جب نان کی طرف ✣ کہنا خدا کے واسطے آ میرے زندان کیطرف اے شہریار پر تمکین و با وقار افسوس کہ آپ ایسے افسر محبوبان عالم تو زندانخانۂ غم مین گرفتار ہون سراسر رنج کے اظہار ہون اور یہ کنیز جیتی رہی کچھ آپ کی خدمتگذاری نکر سکے چاہیے تو یہ تھا کہ مین آپ

آشوب ہے وہین جی بہلائین مان نے کہا وہان جاکر اور صحراءین کودتی پھرو گی ابھی کنوارا پنڈا ہے ایسا نہو جو کوئی بلا آئی تو یہ جان مفت جائی اسنے جب کچھہ نیم راضی پایا ہاتھہ باندھی اور خوشامد کی مان کی بلائین لین اوسوقت اوسنے لاچار اجازت دی اور کئی سو خواصین انیسین ہمدم اور جلیسین اور ہمرازون کو ہمراہ کیا اور طرف گلشن نگارین جو ایک باغ نہت آراستہ تھا خود زلفار انے بنوایا تھا اور یہ اکثر دختر کو واسطے سیر کے بھیجا کرتی تھی روانہ کیا اگر اس باغ کی کیفیت لکھون کہانی ناتمام رہجائے غرض شاہزادی آنکر اوس باغ مین پہونچی مگر عشق کے ہاتھون لاچار غم مین طلسم کے گرفتار ہر دم باغ مین آئی صحبت گل وبلبل کو باہم دیکھکر رشک سے زبان پر لائی کہ یہ تو معشوق کے پاس ہے پھر کیون نالان ہے کسکی تلاش مین بدحواس ہے گریان ہے قمری جو کوکو ہے اسے کسکی جستجو ہے اور کبھی نرگس شہلا سے آنکھہ لڑاتی اوسکو طنز یہ سناتی کہ تجھکو کسکا انتظار ہے کسکے چشم مست کے عشق مین تو بیقرار ہے اور کبھی سنبل سے اولجھکر کہتی کہ تیری بات بھی پیچدار ہے تو بھی بنفشہ زار زلف کے عشق مین سوگوار ہے اور کبھی لالہ داغدار سے فرماتی کہ ؎ اے لالہ گر خدا نے دیئے تجکو چار داغ چھاتی میری سرا ہے اک دل ہزار داغ اور نہر و ان سے گلشن کے آنکھین اشک آلود ملا کر فرماتی کہ ؎ سنتی ہون بہت غم مین نکلتا نہین آنسو ٭ سو کبھی نہ سنا نا کہین اے دیدۂ تر ایسی ٭ اور کبھی باغ سے مخاطب ہو کر کہتی کہ تجھے کیا ہوا ہے تو چشم انہار سے کسکے لیے گریان ہے تجھے کسکا عشق ہوا ہے اور اگر ابر شب ماہ تھی تو فلک کیطرف دیکھکر کہتی کہ اے گردون دون تو کیون میرا دشمن ہوا ہے یہ چاند نہین زال کا گولا ہے دیدۂ ثوابت سے مجھکو کیون گھورتا ہے کس لیے کہ ناسخ دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی ٭ صاعقہ سے تیز تر پڑتی ہے مجھپر چاندنی ٭ غرض خوشۂ انگور پر اوسکو دل آبلہ دار کا گمان تھا بنفشہ زار پر اپنی بیقراری کا دھیان تھا چہرہ کا رنگ مثل گلہائے زعفرانی زرد ہوا سرو کے بدلے آہ سرد قلزم محیط چشمۂ چشم سے بہاتی بیقراری سے تمام باغ سر پر اوٹھاتی

بناکر چھوڑ دیا کہ اوس نے ضیمی کو گھیر کر اپنی دم منہ مین لیکر حلقہ کر لیا اور مکان قید شاہزادے کو مقفل کر دیا
شاہزادہ تو اب اسطرح مقید ہوا دیکھیے کب رہائی ہوتی ہے لیکن حال ملکہ کا سنیے کہ جب دریابار
جادو نے اوسکی مان کے پاس معہ لوح وغیرہ پہونچایا اور کہا کہ یہ تحفہ طلسمات ہے اسکی بہت اچھی
طرح حفاظت کیجیے گا بدنامی اپنے سر نہ لیجیے گا زمانہ پر آشوب ہے طلسم کا باطل کرنیوالا موجود ہے اوسپر ہر دم
نظر الطاف رب ودود ہے ایسا نہو کہ لوح اوسکے پاس جائے پھر شاہ سے کچھ نہین اُسا اور انکی
صاحبزادی نے تو بڑا غضب کیا تھا کہ اوسے جام شراب پینے کو منع کر دیا تھا مگر مینے انکی شبیہ پر ایک ساحرہ کو سحر
سے بناکر دھوکا دیکر اوسے گرفتار کیا یہ کہکر وہ تو چلی گئی اور بادشاہ بیگم نے لوح و نقش و انگشتر اپنی مسند و تکیہ خاص مین
ہر وقت اپنے پاس رکھتی تھی بند کرکے رکھی اور لڑکی کو بہت سی چشم نمائی کی پھر خاصہ طلب کیا شہزادی کا ہاتھ
دھلایا کھانا کھلایا اسکا جی بچا ہوا تھا دل سینے مین بیقرار تھا کھانا کھانا گوارا تھا ماں کے دکھانے کو کچھ نوالے
اوگل اوگل کر حلق سے اوتارے اور بے اختیار آنسو جو نکلے ماں نے کہا باعث گریہ کیا ہے کیا رنج
پہونچا ہے پھر تو اسنے رو کر کہا کہ آپ نے بھی بیفائدہ غصہ کیا اور دایہ صاحب نے بھی برا بھلا کہا
مین تو شاہزادے کو جام شراب دینے لگی اوسوقت میرا ہاتھ ہلگیا اونھون نے جانا منع کیا اور
مجھے عاشقی کا الزام دیا آج مین زہر کھا لونگی اپنی جان دونگی جیتی نہ رہونگی جب ہر ایک ملازم
ہمین گالیان دینگے تو ہم کاہیکو زندہ رہینگے یہ کہکر اسطرح بلک کر روئی ماں کی چھاتی بھر آئی گلے
سے لگا لیا اور بہت سا دلاسا دیا اور کہا مین بعد قتل ہونے شکستدہ طلسم دریابار کو بہت سزا دونگی
پہونچاؤنگی اور اسکا جسم جو گرم پایا کہنے لگی ہاں سچ ہے تجکو دریابار موئی کی قربان کی تھی میرے
بچے کو ایسا دھمکایا کہ اوسے بخار چڑھ آیا اری چوٹی پر سے اسکے اوسے صدقے کرون اب
ہرگز محل مین نہ آئے مجھے شکل نہ دکھائے جب زلف آرا نے ماں کو اپنا طرفدار پایا اور مہربان دیکھا
عرض کیا کہ میرا دل رنج سے گھبراتا ہے اگر آپ فرمائیں تو ہم سیر باغ کو جائیں جب تک بیان

اونھین کی شباہت بناکر دھوکا دیا اوسکی تصویر یہ حصار سے باہر نکل آیا مینے گرفتار کرلیا اور ملکہ کو تو پہلے ہی
مینے محل مین اونکی مان کے پاس پہونچایا تھا مگر انکا اقبال شریک حال ہوا جو اسنے اونکی شبیہ بنی ہوئی پرکھ
ایک ساحرہ کو مینے بنایا تھا دھوکا کھایا اور لوح ونقش اور انگشتر وغیرہ حاضر ہین میری خیر خواہی سے
آپ ماہر ہین یہ کہکر وہ سامنے رکھدیے بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادے کو بیشہ شمشاد مین لیجا کر قید کرو
اور لوح ونقش وغیرہ بادشاہ بیگم کے سپرد کرو تاکہ وہ بحفاظت تمام رکھین جب بادشاہ نے حکم قید کا شاہزادے
کیواسطے دیا اسکے دربار مین ایک ساحر بیٹھا ہے کہ نام اوسکا مریخ اژدر خشم ہے مدت سے ملکہ پر فریفتہ ہے
مگر شاہ کے خوف سے لاچار ہے دعوے عشق بیکار ہے اب جو میلان طبیعت ملکہ شاہزادے
کے جانب دیکھا غصے سے یہ ناری جلگیا چاہا کسیطرح شاہزادے کو ہلاک کیجیے اس قصہ کو پاک کیجیے
یہ سوچکر بادشاہ سے عرض کیا کہ بیشہ شمشاد مین میرا مسکن ہے مین وہین رہتا ہون اگر اسکی قید
میرے سپرد کیجیے بحفاظت تمام رکھونگا کوئی آفت نہ آنے دونگا بادشاہ نے فرمایا کیا مضائقہ ہے مگر
بہت خبردار رہنا نہایت ہوشیار رہنا یہ شخص شاہ وشہریار ہین سے ہے زبردستان روزگار مین سے
ہے اسنے کہا آپ نہ گھبرائین دیکھیے گا جو حفاظت عمل مین آئیگی ساری زبردستی انکی نکل جائیگی یہ دیکھکر
دریا بار یعنی اوس ضعیفہ نے اپنے ملازمون سے کہا قیدکو مریخ کے حوالے کرو وہ سب کنارے ہوئے اور مریخ
گھر مین پہنچا شاہزادے کے دیگر بزور سحر پرواز کنان لاتے لاتے اوسی صحرا مین جسے بیشہ شمشاد کہتے تھے
قیدی لوگ وہین رہتے تھے لایا شہزادے نے ایک مکان دیکھا کہ مثل دل بخیلان تنگ اور لبان
گور بے ایمانان تاریک ہے راہ اوسمین جانے کی باریک ہے چالیس حجرے اوسکے حصار مین بنے
ہین ہر حجرے مین ایک ایک آدمی غل وزنجیر مین گرفتار بیٹھے ہین اوسکے ایک حجرے مین شاہزادے
کو لاکر بند گران پہناکر قید کیا اور کہا ماندہی ماندہی تا دور قیامت یہین جا ماندہی اور ایک حصار سحر
سے آگ کا گرد مکان کے کردیا پھر آپ صحرا مین اگر اکم خیمہ سحر سے تیار کرکے بیٹھا اور ایک اژدرہان

بیہوش کرکے بیرون قصر لائے اوسکے دروازے پر ایک اعرابہ یعنے چھکڑا کھڑا تھا اور کئی ہزار ساحر اور فوج
کے سپہ سالار موجود تھے اونھون نے شہزادے کو گردون پر ڈال لیا اور گرداگرد تلوارین برہنہ کرلین او نیزہ
دارون نے سنانہاے نیزہ قریب سینہ اور پہلو کی رکھین اور اس قید شدید کے ساتھ طرف شہر کے لیچلے یہانتک
کہ شہر مین جو وہان قلعہ بنا تھا پہونچے او طرف دار العمارۃ سیلان شاہ جو حاکم درجۂ چہارم ہے لائے اثناے
راہ مین بہت سے تماشابین ہمراہ تھے کو ٹھونپر زن و مرد کا شہر مین ہجوم طلسم کشا کے دیکھنے کی دھوم تھی
جب دار العمارۃ کے جلوخانے مین قید پہونچی یساول اور چوبدارون نے جاکر شاہ کی خدمت مین اطلاع
کی اودہیان شاہزادے کو ساحرون نے ہوشیار کیا شاہزادے نے گرفتار قید گران اپنے تئین پایا اور
اس جلوخانہ مین پالکی نالکی گھوڑے ہاتھی اور خادم اور ہر ایک رئیس امیر وزیر کے عملے کے لوگ اکھٹا دیکھے
اور ساحرون کی سواریان باز بطے قرقری ہنس اور مار آتشین وغیرہ جمع دیکھے اس عرصے مین حکم
عالی واسطے سامنے قید لانے شاہزادے کے صادر ہوا شاہزادے کو بارگاہ مین سامنے سیلان شاہ کے
لائے اس بارگاہ کو ہزار کو بہت شاہزادے نے آراستہ دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت طلائی پر جلوہ گر کئی ہزار
غلام زرین کمر دست بستہ سامنے کھڑے ہین اور چپ و راست صدہا پہلوانان تہمتن و تکلو پر بیٹھے
ہین مگر ہر ایک خوک پیکر کریہ منظر سر و پر خود رکھے بعضے ٹوپیان کنگری دار پہنے جنمین تصویرین سامری اور
زردشت کی بنی تھین اونکے منہ سے شعلے نکلتے تھے ہر ایک ساحر سگ صفت خرس بادیہ ضلالت ✿
دماغون مین نخوت خوشامد طلب ✿ جبین پر شکن قہر کے بے ادب ✿ ہر ایک مست صہبائے کبر و غرور
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور ✿ مسبب کرے ایک ایسا سبب ✿ جہنم کے کندے ہون یہ سب کے سب
اور ایکجانب کو کرسی زرین پر ادسی ضعیفہ کو جو دریا مین کشتی پر ملی تھی بیٹھی پایا لوح و نقش و انگشتر
کو اوسکے ہاتھ مین دیکھا جب شاہزادہ گرفتار سامنے آیا اوس ضعیفہ نے دست بستہ سامنے سیلان شاہ
کے آکر عرض کیا کہ طلسم کشا پہلے آپ کی صاحبزادی کے سبب سے میرے پنجے سے رہا ہو گیا تھا مگر مینے

کبھی قدم رنجہ فرمائیے گا کہ روح کو آپ کے آنے سے شگفتگی اور خوشی حاصل ہوگی ٥ جو آئے ہم بروت بعد مردن
بر مزار ما ✣ باستقبال او ستانہ برخیزد غبار ما ✣ اور دلکو تو یہ آرزو ہے کہ ٥ اے شہسوار گور غریبان
یہ آنکل ✣ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✣ یہ کہکر مارے صدمے کے بیہوش ہوگئی
اوس نازنین کو فریاد و فغان کی بھی طاقت نرہی شاہزادے نے اوس عمل خوانی مین جو یہ ظلم
و بیداد کی کیفیت ملاحظہ کی بے اختیار دل بھر آیا اوسکی بیکسی پر رحم کھایا اور غصے مین آکر تلوار
پکڑ کر اوٹھہ کھڑا ہوا نعرہ کرکے اوسطرف دوڑ پڑا اور ڈانٹکر آواز دی کہ باشیدا اے ظالمان بیحیا بس
ادھر تو شاہزادہ حصار کے باہر آیا سامنے سے ایک آواز آئی جس سے گنبد گردون ہلگیا گاو زمین کا
کلیجا دہل گیا یہ معلوم ہوا کہ صور سرافیل پھنکا زمین جا بجا ہول سے شگافتہ ہوکر سینہ چاک ہوگئی
کوہ و دشت مین زلزلہ پڑگیا اور وہ قیدی وغیرہ تو غائب مگر روشنی اوس دشت سے سوای
ظلمت آباد کے بعید اندھیرا ہر طرف چھا گیا گھبراکر شہزادہ ایکجانب چلا کسی نے پاؤن پکڑکر جھٹکا دیا کہ یہ گر پڑا
اور لوح و انگشتر کو کسی نے لپٹ کے چھین لیا شہزادہ بیچارہ یاود و دکو یاد کرتا رہا کہ ہر طرف سے اوس
تاریکی مین تلوارون کی چمک دیکھی شاہزادہ بھی شمشیر کھینچکر ہر طرف مارتا پھرتا تھا آخر کار کمندین
وغیرہ ہر سمت سے اگر پڑین کہ سر و گردن مین اور ہاتھ پاؤن مین پیچیدہ ہوئین نہمین دحرکت ہوا
اوس پر بھی دس بیس حلقے کمند کے تلوار سے کاٹے اب دیکھا تو تمام جسم کرخت اور ہاتھ پاؤن
شل ہوگئے چلنے کا یارا نرہا کچھ لوگون نے انکو گرفتار کر لیا اسنے تن برضائے الٰہی دیا اور ساحرون نے بزور
سحر بیہوش کرکے ایک مقام پر لیجا کر اسیر کیا جب ہوش شاہزادے کو آیا اپنے تئین ایک شیشے کے
مکان مین اوس دریا کے کنارے قید سخت مین گرفتار دیکھا مسلسل اور مطوق پا یا سر کو زانوی
تسلیم پر بہ ارادہ قضا و قدر متفکر ہوکر جھکا یا کچھ عرصے مین اوس زمین پر جہان شاہزادہ بیٹھا تھا
ایک زلزلہ آیا اور زمین شق ہوئی وہ ساحران غدار اوسمین سے پیدا ہوئے شاہزادہ کو بزور سحر

سواج پایا کبھی اژدر دہان نے منہ پھیلایا مگر شاہزادہ اسم پڑھے گیا حصار سے نہ اوٹھا بعد تھوڑی دیر کے آواز نوحہ
و بکائی آئی اور یہ سنائی دیا کہ اے شہریار یہ کنیز آپ پر سے نثار ہوتی ہے یہ تجربہ مجھی شراب پینے کے منع کرنے پر سزا دی
ہے شاہزادے نے جو آنکھ اوٹھا کر دیکھا تو ایک اعرابہ پر اوسی باد تمثال کو جسنے شراب پینے کو منع کیا تھا
گھن پایا یعنے پانچ چار تلزیانہ زن کوڑے مارتے ہین کہ جسم انور سے خون کے فوارے چھوٹتے ہین
اور وہ بیرحم رحم نہین کرتے ہین وہ ضعیفہ کہتی ہوئی کہ اے گیسو بریدہ تو طلسم کشا پر فریفتہ ہوئی جام شراب
پینے کو منع کیا الیسی لاالعقل اور شیفتہ ہوئی وہ نازنین جواب دیتی ہے کہ ہزار جان میری فاتح طلسم پر
نثار ہے لیکن دلکو یہ حسرت اور آرزو ہر بار ہے کہ دم مرگ اوسکے جمال جہان آرا کو دیکھ لیتی کہ روح
کو تابعث نشر قرار ہوتا حضرت ظفر مرگیا ہون مین کیسی حسرت دیدار مین + قبر تک لاشہ بھی میرا راہ
تکتا جائیگا + کوئی اوس سے خبر کردے کہ وہ میرے حال خراب کو دیکھ لے اور مین اوسکے چہرۂ منور پر نظر
کرلوان میر حسن خبر جو قتل کی میرے ہوئی ہے شہر مین سو + ہوا ہے جمع یہان اک جہان تماشیکو
ہر اکطرف سے یہی ہے صدا چلو دیکھو + غرضکہ حال میرا جائے سیر ہے ابتو + خدا ہی جانے وہ آگاہ
اس سے ہو کہ نہو + کوئی یہ میری زبانی ٹک اوس سے جاکے کہو + بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشائیست + اور اب تو میرا یہ حال ہے اور یہ مقال ہے خمسہ ترا عاشق
ہر یرو جبگھڑی مقتل مین آیا تھا + تو بیڑی پانوؤن مین تھی سر پہ تلوارون کا سایہ تھا + پی کشتن
اوسے جلاد نے جبدم بٹھایا تھا + تو اوسنے مصرعۂ غمناک یہ پڑھکر سنایا تھا + مصیبت کون جھیلے
عیش تو ہمنے اوٹھایا تھا + تو مجھ کمبخت نے تو فقط صورت زیبا طلعت جہان آرا کو بھی اچھی طرح نہ دیکھا
تھا عیش اوٹھانا کیسا ایک نظر کی گنہگار ہون اب اگر تجھسے ہوسکے تو خدمت مین اوس شاہزادۂ عالی
تبار کے جاکر کہدے کہ اوس غریق لجۂ اشتیاق شناور بحر فراق نے غم مفارقت مین ہزارون ظلم
وستم سے جاندی آپکی محبت ظاہر ہونے سے ان مفسدون نے جان لی اگر ہوسکی تو مزار غریبان پر

تھر اگئی ہوش جاتا رہا میری تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع طاقت تھی + ہوش جاتا رہا
نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز + رنگ چہرے سے کر گیا
پرواز + اگرچہ غشی طاری ہوئی مگر اوس ضعیفہ کے خوف سے اپنے تئین سنبھالا اور تکیہ سے سر لگا کر خاموش
ہوگئی لیکن دلسی از خود رفتہ اور بیہوش ہوگئی جانب شہزادہ جام شراب بڑھایا مگر اشارے سے اوسکے پینے
کو منع فرمایا شاہزادے نے انکار کیا اوس ضعیفہ نے اسکا منع کرنا دیکھ لیا بس غصے سے جام لیکر اوس
نازنین پر کھینچ مارا اور کہا او شوخ دیدہ تنگ خاندان تو نے بڑا غضب کیا کہ اپنی عاشقی جتا کر میرا
سارا کھیل بگاڑا جام جب اگر شاہزادی پر پڑا کچھ چنگاریاں بدلے قطرہ ہائے شراب کے نکلیں کہ تمام
بدن کے پیراہن کو جلایا اور کشتی وہ چکر کھا کر اوس دریا مین غرق ہوئی شاہزادے کی آنکھین بند ہوگئین
غلطان و پیچان چلا گیا دو گھڑی کے بعد جب آنکھ کھولی اوس کشتی اور دریا کا پتا نہ تھا مگر ایک صحرای
ہول خیز مین اپنے تئین کھڑا پایا گھبرا کر لوح کو ملاحظہ کیا اس غوطہ سے بیخبر ہی کے اب ابھرا اور ہوش
مین آیا معلوم ہوا کہ جب دریا پر پہونچے اور کشتی آئے ہر چند کوئی تجھے بلائے نجانا بلکہ اس اسم کو پڑھنا
وہ دریاے سحر دفع ہوگا اس درخت کے حاکم کی طرف سے دریا پار جادو ایک ساحرہ اوسکی ملازم
ہے اوسکا یہ سحر ہے وہ حاکم کی دختر کو لاتی ہے فاتح طلسم کو اوسکے بحر حسن مین دھوکے کھلاتی
ہے یا ہی دل کے لیے وہان جانا سراسر دام ہے وہ جگہہ پر الام ہے اور اس دختر کا نام ملکہ زلف آرای
کاکل کشا ہے ہنوز ناکتخدا ہے یہ ضعیفہ اسکی دایہ ہے اگر دھوکے سے کشتی پر جائے تو شراب نہ پیے ایک
بیشہ مین گذر ہوگا چاہیے کہ وہی اسم جو دریا پر پڑھنے کا حکم ہے یہان حصار کر کے پڑھے کسی سے نہ ڈرے
کوئی کیسا ہی ڈرائے خوف دلائے کوئی صورت مہیب نظر آوے ہرگز حصار سے نہ اوٹھنا اگر اوٹھیگا
گرفتار بلا ہوگا شاہزادے نے یہ دیکھکر وضو کیا حصار کر کے اسم پڑھنے لگا تھوڑا پڑھا ہوگا کہ شکلیں
ہیبت ناک دکھائی دینے لگین کبھی کچھ فوج کو شمشیر برہنہ کھینچے آتے دیکھا اور کبھی دریا کو سامنے

ایک شعلہ پیدا ہوا اور روغن کیطرح تمام پانی اوڑ گیا اور راستہ پیدا ہوا سامنے سے در قصر کھلا ہوا نظر آیا شہزادہ
قصر مین داخل ہوا ایک عمارت معقول اور مختصر سا باغ بنا پایا کہ جہان درخت گلاب معنبر اور معطر چنبیلی
بیلا موگرا موتیا جوہی کیتکی کیوڑا ہر طرف خیابان خیابان اور میوہ دار درخت مثل گلزار جنان شجر پر از ثمر تاک کہنا ہے
انگور کہ چشم آفتاب اوسکی تاک مین نرگس مست اوسکی تاک جھانک مین نسیم صبا کی چمنستان مین رفتار
پھولون کی بہار سے ہر ایک شگوفے نے تھا اپنا عطردان کھولا + شمیم گل کا تھا دوش نسیم پر بار
بلبل کے ترانے شوق دید مین گل کے نئے نئے راگ گانے مرغان خوش نوا کی زمزمہ سرائی دلکو بیچین
کرتی تھی سرو پر فاختہ قلندر مشرب بلباس خاکستری حق سرہ کا دم بھرتی تھی سے عجب نہین جو اوسی
وقت ہووے زمزمہ سنج + شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار + ہر ایک جا نہرین رشک تسنیم و سلسبیل
آسا موجزن اور مثل آئینہ صاف تھین لب گردان اونکی بلورین بنی اور شفاف تھین لب نہر درخت
سرو یعنی جوانان چمن اکڑتے تھے پانی کے آئینہ مین اپنے شباب کی کیفیت ملاحظہ کرتے تھے سے
تھی نہر مین جلبی آئینے کی کیفیت + سو دیکھتے تھے جوانان باغ اپنا عذار + اگرچہ سرو روانہ نہین تھا گلشن مین
پر اوسکا عکس تو آب روان تھا سیار + گل و ثمر سے درختونکو دیکھکر سرسبز + کہے تھا پنجہ دست دعا اوٹھا کے چنار

ہین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجے آلہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

سبحان اللہ عجب طرح کی بہار تھی بیچ مین ایک بارہ دری قطعدار تھی چھت پردے چلمنین آراستہ تھے
اور شیشہ آلات اور جھاڑ بلور کے پیراستہ تھے طاق و ایوان محراب دار فرش طرحدار لیکن گرد بارہ دری
کے ایک زنجیر آتش کی کھچی تھی بجائے قرق زنجیر لگی تھی جب شاہزادہ قریب بارہ دری کے پہونچا زنجیر
سے شعلے پیدا ہوکر سد راہ ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو پانی مین دہو کر
اسپر چھینٹا دے ذو الجلال کے نام سے اسے ہٹادے شاہزادے نے نہر سے پانی لیا لوح کو دہوکر
اوس زنجیر پر چھڑکا دیکھا تو وہ زنجیر پیچ کہا ایک طرف ہوئی شہزادہ بارہ دری مین آیا اوسکے اندر

ہین ہر قدم کے ضرب سے طبقہ زمین کا اوڑا جاتا تھا ایک دوسرے کو اٹنگے پر چڑہاتا تھا ہر دم تلاش ہر ایک
کو داؤن گھات کی تھی دونو کو پیچ اپنی بات کی تھی اگر وہ پیچ کرتا تو یہ توڑ کرتا اگر وہ توڑ کرتا تو یہ جوڑ کرتا
شاہزادہ بند کرتا زندگی سے دم بند کرتا قریب دو پہر کشتی رہی آخرکار وہ جوان شہزادہ کے سینہ مین سر اڑا
کرلے دوڑا شہزادے نے فن پھیتی کی رو سے ہٹنا شروع کیا مگر تہہ سات قدم پر لنگر مارا کہ پشت پا
تک زمین مین غرق ہوا اوس جوان نے زور کیا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین ذرا حس و حرکت نپائی تھک
کر ہاتھہ اوٹھایا شاہزادہ تڑپ کر اوٹھا اور اوسکو لے دوڑا اوسنے بھی ہٹنا شروع کیا شہزادے
نے قریب گیارہ بارہ قدم کے لاکر جھٹکا دیا کہ زمین پر آیا اور شہزادہ اوپر آنکر چھپا یا اسنے لنگر مارا مگر
شاہزادے کے بازو کا ہیکا پڑا کہ طبقہ زمین کا اسکے پاؤن کے نیچے سے نکل گیا کیا برا وقت تھا کہ زمین
پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مرگ چھاؤنی سر پر چھاتی تھی کچھہ دیر کشتی ہیچ پیچ رہی آخر توڑ کر کمربند
فولادی مین ہاتھہ ڈالکر شہزادہ نے المدد دیا اسد اللہ غالب کا نعرہ کرکے اوٹھا لیا اور سر سے بلند
کرکے زمین پر چرخ دیکر ٹیکا پھر آپ جست کرکے اوسکے سینہ پر سوار ہوا اور فرمایا کہ اگر بہادر ہے تو اطاعت
کر کہ مینے تجکو زیر کیا اوس جوان نے عرض کیا کہ مین فرزند دخان جادو ظلمات جادو نام ہون تا فتح
ہونے درجہ سوم آپ مجھے رہا کرین جب دخان قتل ہوگا اوسوقت حاضر ہونگا اطاعت کا دم بھرونگا
مین دلسے مطیع اسلام ہون آپکا غلام ہون شہزادے نے یہ سنکر اوسے رہا کردیا اوسنے اوٹھکر قدمون
کو شاہزادہ کے بوسہ دیا اور ایک سمت کو صحرا کے جانب راستہ لیا جب یہ چلا گیا شہزادے نے لوح کو
دیکھا اوسمین نکلا کہ اس کتاب کو اب ان پتلیون کو دکھا یہ سب سحر ہے رفع ہو جائیگا اور یہ نہر بھی
مٹ جائیگی سامنے قصر کا دروازہ کھلا ہوگا اوسمین در آنا دخان جادو ملیگا اوس سے مقابلہ
ہوگا یہ دیکھکر اسنے اوس کتاب کو پتلیون کو دکھایا ایکبار اونھون نے گریہ کیا اور گھنٹے بجے پھر وہ پتلیان
برنجی سب کود کر اوس نہر مین غرق ہوگئین شہزادے نے نہر مین کتاب کو ڈالدیا اوسمین سے

لپٹ جاتا اوسے کشتی مین زیر کرتا بر از دست پہلوان سے ذرا سنبھل کر اوٹھا اور چاہا اس کتاب کو اوسکے
بدن سے مس کردینا زور سواد سکا جاتا رہیگا نزدہ اصلی رہجائیگا شہزادہ بموجب تحریر لوح منتظر کھڑا تھا کہ سامنے سے
گرد اوڑی دیکھا تو وہ سوار پیدا ہوا مگر گھوڑا اوسکا طرارے بھرتا دم سے چنور کرتا کلائیان شیر کی طرح مارتا
نہایت خوش خرامی کے ساتھ آتا ہے کہ فلک کج خرام ابلق لیل و نہار کا دل نثار ہوا جاتا ہے نسیم
صبا جسکے روبرو سرد تنگ و تار زیر صرصر بیقرار کوہ کفل اور کوہ سرین وہ رہوار ہے کہ ہ راکب نے سانس
لی کہ وہ کوسون روانہ تھا تار نفس بھی اوسکے لیے تازیانہ تھا پاکھر پر تکلف موتیونکی جھٹو پر پڑرہی ہے
دہانہ زرنگ ہلال چڑھا ہے زین مرصع کھنچا ہے یہ وہ باگ کا اوس جوان زیبا رو کے ہاتھ مین ہے اور
جوان بھی نہایت خوشرو ہے جسکے بھرے بھرے ڈنڈ بھری ہوئی مچھلیان فراخ پیشانی تنومند درشت
چنگال ہے رستم دستان سامنے اوسکے پیر زال ہے نور سروری و سالاری جبین مبین سے ساطع
و لامع ہے علم و ہنر کا جامع ہے شاہزادے کے مقابل پہونچا اگرچہ شاہزادے کو ایک محبت پیدا ہوئی
اور دل نے اوس سے آشتی چاہی یہ خیال آیا کہ اگر یہ بندۂ خدا مسلمان ہوتا تو اسکو مین حاکم درجہ سوم
بناتا الحاصل جب وہ نزدیک آیا شاہزادے نے اوس کتاب کو کھولکر سامنے اوسے دکھایا اوس
جوان نے تو منہ پھیر لیا مگر گھوڑے نے دیکھ لیا اسطرح جست و خیز کی کہ بڑی اس شہسوار کی نہ جم
سکی آخر گھوڑے سے کود پڑا شاہزادے نے اوسکے کودنے کے وقت کتاب کھینچ ماری اوس جوان
پر پڑی منہ سے افسوس کا نعرہ نکل گیا پھر شاہزادہ اوس سے دور ہٹکر لپٹا اسنے بائین ہاتھ سے بایان
ہاتھ پکڑا شاہزادے نے دہنا ہاتھ گردن پر رکھا بار احسان دستگیری دوش دشمن پر رکھا اور سر کو
سر سے ملاکر ایک ٹکر لگائی کہ اگر تودۂ آہنی مقابلہ مین ہوتا تو وہ بھی طوطیا اور سرمہ ہو جاتا بھیجے کا کوئی
تیا نیاتا پہلے دستی زبردستی کے ساتھ پیش دستی کرکے کھینچی اور کشتی درشتی کے ساتھ شروع ہوئی
کشمکش کے اور ریلا پیلی کے زور ہوئے اسطرح سے کہ جیسے دو ژندہ پیل یا دو اژدہا مست سر ٹکرا

ہل گئی شہزادہ گھبرا کر اوٹھ بیٹھا دیکھا تو اب جہان یہ کھڑا تھا وہان کچھ لوگ آئے اونھون نے فرش
تکلف بچھایا اور ایک مقام بلند اور صدر بنایا پھر خلقت جوق جوق آنا شروع ہوئی اور صف باندھ کر
سب کھڑے ہوے کہ یکایک سواری کے اہتمام کا سامان نظر آیا ادب اور تفاوت کا غل سنائی دیا
دیکھا تو بسیاول اور چوبدار و خادم خدمتگار پیدا ہوے آگے آگے ہٹو بچو کہتے جاتے اور ایک پیر باریش
سفید گورے رنگ کا مگر جبین سے ظلمت کفر ظاہر کمال نحیف و ضعیف ہوادار پر سوار اور گرد بہت سے
شاہ و شہریار ہوادار کے پایہ کو تھانبے بڑے اعزاز اور تعظیم سے اوسے لائے قریب فرش وہ پیر اوترا اور لوگون
نے اوسکے قدمون کو بوسہ دیا پھر وہ جاکر اوسی مقام بلند پر بیٹھا اور ایک کتاب اپنی بغل سے نکال کر اوس روسیاہ
نے کھولی اور کچھ کلمات صفت پراز مذمت سامری و زردشت بیان کیے شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم
ہوا کہ دخان جادو یہی ہے ہر سال یہان آتا ہے اور وعظ کہتا ہے اور پہلے ایک مرکب واسطے فاتح طلسم
کے بھیجتا ہے جب وہ خالی پھر آتا ہے جب یہ اپنے مقام پر پھر جاتا ہے آج اگر تجھکو گھوڑے پر دیکھے گا تو یہ کتاب جو پڑہتا ہے
بند کر دیگا اوس سے تاریکی ہو جائیگی پھر لوح پڑھی نجائیگی اوسوقت پھر دور قیامت تک رہائی کی شکل نظر نہ
آئیگی چاہیے کہ اپنے تئین قریب اسکے پہونچا اور ایک ضرب ایسی لگا کہ کتاب اسکے ہاتھ سے چھوٹ جائے
اور اگر یہ بھی مارا جائے تو بہتر ہے اسکے زندہ رہنے مین سراسر ضرر ہے اور اگر بچ جائے تو خیر پھر تدبیر کیجائیگی
کوئی اور صورت نکل آئیگی غرض یہ معلوم کرکے شہزادہ مرکب پر سے اوترا اور اوس ہجوم مین آیا اور جھٹ پٹ
درمیان مین اون لوگون کے اکر اپنے تئین قریب اوس پیر کے پہونچایا اور نعرہ کیا کہ وہ پیر گھبرایا چاہا کہ کتاب
بند کر دون کہ اسنے ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا لگایا عجب طرح کی کیفیت ہوئی کہ کتاب اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور غلغلہ
دار و گیر برپا ہوا اور وہ پیر اور تمام محفل غائب ہوگئی شاہزادے نے کتاب اوٹھالی اور لوح کو دیکھا معلوم
ہوا کہ ابھی منتظر رہ ایک سوار آئیگا اوسے اس کتاب کو دکھانا وہ بھی تجھسے لڑیگا مگر جو کتاب دیکھ لیگا
تو خود بخود زیر ہوگا اور اگر وہ نہ دیکھے تو اوسکے گھوڑے کو دکھانا وہ پھر سوار کو زمین پر گرا دیگا اوس سے تو دو مکر

آگے بڑھا جو گولہ قریب آیا اوسکو گرز دوڑکر لگایا اولٹا طرف قلعہ کے پھیر دیا اسیطرح قریب قلعہ کی
خندق کی پہونچکر نمودہ کیا اوسوقت گولنداز ون نے ہاتھ کو ردکا شہزادے نے گرز کو خندق کے پار پھینکا اور
آپ بھی دامن گردان جست کرکے خندق کے پار پہونچا خشت انداز اور برق اندازون نے حقہ ہا ے
نفتی اور تیراندازون نے خدنگ دلدوز اور روغن گرم اور خشت اندازون نے خشتین پولادی اور جریب
کے حربے دستی گولے مارے مگر اس بہادر نے سپر فراخ دامن کو منہ پر رکھکر اون ساری مصیبتون کو
جھیلا پھر گرز دو دستی زبردستی کے ساتھہ پھاٹک پر لگایا کہ وہ اڑ اڑا کر زمین پر گرا یہ شیرانہ اندر قلعہ
کے آیا مگر وہان کچھہ لڑائی کا سامان نپایا آگے بڑھا ایک بازار قطعدار ملا عمارات عالی تعمیر ہے کٹورا کھنک
رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے دکاندار دکانون مین اشیائے نادر خرید و فروخت کرتے ہین مردمان بازاری
ہر طرف سیر کرتے پھرتے ہین شہزادہ حیران تھا کہ ابھی تو مین جنگ قلعہ گیری مین مصروف تھا عجب
کچھہ طلسم ہے اب یہ بازار پایا اس ماجرے سے عقل حیران ہے طبیعت پریشان ہے اس تعجب مین
یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک اسپ خوش رفتار مشکی رنگ سامنے سے نمودار سوداگر ساز و یراق سے
درست زین پوش اوسپر مغرق پڑا لیکن راکب کا پتا نہین تنہا خوش فعلیان کرتا ہوا سامنے سے
آتا ہے شہزادے نے چمکار کر قریب بلایا وہ گردن ڈالکر پاس آیا شہزادے نے یا علی گردن پر انگشت
شہادت سے لکھا پھر حلقہ رکاب مین پانون رکھکر پشت پر آیا اوسنے طرارے بھرے دو چار گلی کوچے
طے کیے تمام بازار مین فاتح طلسم کا غل ہوا آخر وہ مرکب دار العمارۂ شاہی کی طرف لایا شہزادہ کو سامنے
ایک قصر عالی دکھائی دیا اور زیر قصر ایک نہر کو آب بصفا سے بھرا ہوا دیکھا اور بہت سے منظر او دھر کھلان
اوسمین بنی تھین اور گرداگرد نہر کی پتلیان برنجی کھڑی تھین اونکی ایک ہاتھہ مین گھڑیال اور ایک مین
موگری تھی جب یہ مرکب سامنے آیا اون پتلیون نے گھڑیال بجایا اور آواز دی کہ فاتح طلسم آیا ایسی
آواز پرسوز و گداز تھی کہ شہزادے کو غش آگیا تھوڑے عرصے مین ایک آواز ایسی آئی کہ تمام وہ جگہ

لگین ہین حرب ضرب کا سامان مہیا ہے پرلے پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین کرب کے پولے نفط کی حقے
تیل کے کڑھاو چڑہے ہین اور بمقام خشت اندازون اور برق اندازون اور گولندازون کے فصیل ہاے
قلعہ پر بنے ہین مگر انسان ہے نہ حیوان ہے بالکل وہ جگہہ سنسان ہے دروازہ جو فیلبند ہے وہ بند ہے
شاہزادے نے چاہا کہ خندق جست کرکے یہان جاؤن پھر خیال کیا کہ لوح دیکھہ لون جب لوح کو دیکھا
یہ معلوم ہوا کہ سرحاشیہ لوح پر جو اسم لکھا ہے اوسے پڑہ جب وہ ختم ہو جائیگا ایک لکہ ابر پیدا ہوگا او
بہت شور و غل اوسمین پیدا ہوگا ہرگز خوف نکرنا کچھہ سنگریزون پر وہی اسم دم کرکے اوس ابر کی جانب
پھینک دینا ایک آندہی تیرہ و تار ایسی آئیگی کہ دنیا اندہیر ہو جائیگی اہل قلعہ خبردار ہونگے تیرے آنے سے
ہوشیار ہونگے لڑائی ہوگی جنگ آزمائی ہوگی غرض شاہزادے نے اسم کو پڑھا تھوڑے عرصے مین
ایک ابر سیاہ پیدا ہوا شاہزادے نے کچھہ سنگریزون پر اسم دم کرکے جانب ابر پھینکا ایک آندہی
آئی کہ زمانہ تیرہ و تار صحرا پر غبار ہو گیا پھر ایک آواز آئی کہ اے فاتح طلسم کیون ملک الموت کو چھیڑتا
ہے زندگی سے منہ موڑتا ہے پھر جا کہ ابھی تک تیرے لیے امان ہے آگے پھر خوف جان ہے ایسی تاریکی
تھی کہ کچھہ سوجھائی ندیتا تھا شاہزادہ آوازین سنتا تھا جب کچھہ دیر مین وہ آندہی موقوف ہوئی
اب دیکھا کچھہ آدمی قلعے پر آئے شر و فساد ہمراہ لائے اور ایک بادشاہ زیر خیمہ جواہر دوز کرسی زرین پر
آکر بیٹھا اہل فوج کو اوسنے للکارا گولندازون نے توپ کی سیدہ درست کی اور تیرانداز برق انداز خشت
انداز فولادی خشت ہاے ضرب لیکر مستعد جنگ ہوے لڑنے پر آمادہ بیدرنگ ہوے شہزادے
کو اونھین دیکھکر جوش شجاعت آیا قدم ہمت لڑنے کو بڑہایا اونھون نے توپون کو جھکا کر سیدہ باندہکر
درست کیا اور شہزادہ جب زد پر پہونچا اوس تاجدار باد ہوائی نے ہوائی کو سر کیا گولندازون نے
رنجک دیکر توپون کے پیالون پر مہران رکھدیے کڑک اور گرج رعد آسا پیدا ہوئی برق رنجک کی چمکنے
لگی دہوئین کا ابر بنکر طیار ہوا گولے اولے کیطرح برسنے لگے شہزادے نے گرز کو ہاتھہ پر چڑھا لیا اور

ایک قلعہ کے سامنے اور لڑائی ہونا اہل قلعہ سے پھر داخل ہونا قلعے مین اور پہونچنا ایک بازار مین آنا ایک گھوڑے کا اور لیجانا سوار کر کے شہزادے کو ایک مکان مین جنگ ہونا دخان جادو سے اور مارا جانا اوسکا شہزادے کے ہاتھہ سے لڑائی موقوف ہونا اہل قلعہ سے اور حاکم بنانا فرزند دخان جادو کو اور آنا طرف درجۂ چہارم کے شہزادے کا مؤلفہ

میرے دلمین ساقی اوٹھی پھر ترنگ + پلادے مجھے ساغر لالہ رنگ + وہ مے دے کہ ساغر چھلکنے لگے +
جیسے پیکے بیکش بہکنے لگے + عجب دور ہے اور عجب ہے سما + میرے ساقیا جلد آ جلد آ +
وہ اودی گھٹا وہ مئی سرخ فام + کہ زاہد کی ہوجس سے قلیا تمام + بھرے جام رندون مین ہنستا ہوا
نہ کھلجاے بادل برستا ہوا + یہی وقت تو شعر کہنے کا ہے + + نہین وقت خاموش رہنے کا ہے
بہاریہ مضمون جو رنگین لکھون + وہ ہی نذر ارباب معنی کو دون +

سلسلہ جنبان طلسم بیان وقصہ گویان داستان حیرت نشان تحریر سلسل رشک زلف مہوشان سے یون متحرک زنجیر فسانہ ندرت انتما ہوئے ہین اور طوطی زمزمہ سنج زبان سے گلستان قصہ مین یون گویا ہوئے ہین کہ شہزادہ حسب ہدایت لوح قریب درجۂ سوم پہونچا اور زنجیر طلائی کو دیکھا کہ سر زنجیر بالا کی انتہا نہین ہے نہین معلوم کہانسے لٹکتی ہے اسنے ومن یعتصم باللہ کہکر دامن گردان کے زنجیر کو پکڑا اور چڑہنا شروع کیا جب درمیان دروازے کے پہونچا اوس طاق سے سیب کو اوٹھا کر سونگھا ایک آواز افسوس کی آئی اور اوپر سے دیوار کے کسینے قہقہہ لگایا در حصار پر توپین چلین آواز مہیب آنے لگین پھر کسی نے کمر مین بخیہ دیگر پروانگی شہزادے کی آنکھین بند ہوگئین تھوڑے عرصے مین جب آنکھہ کھلی اپنے تئین ایک دشت مین کھڑا پایا اور سامنے ایک کوہ طلائی نظر آیا مگر اوس کوہ مین کسی دَرہ کو کاٹ کر قلعہ طیار کیا ہے زیر کوہ خندق پر آب پل تختہ پڑا ہے توپین لم چھڑ لم چھڑ جہانکیو نمین

اپنے تئین ہوائے وصال محبوب مین برباد نکرنا مجھہ غمگین کو ناشاد نکرنا اور خیر ہمتو یہ رنج بھی جھیل لینگے مگر تمہین خدا جلد لائے غم و رنج مفارقت ہمارا جائے یہ کہکر زار زار رونے لگی دامن آنسوؤنسے بھگونے لگی شہزادے نے گھوڑے کو اوڑایا ہر طرف سیر دشت و بیابان کرتا چلا جب بیقراری زیادہ ہوتی تو یہ غزل مولف کی زبان پر لاتا تھا دل سودا زدہ کو بھلاتا تھا مولف

رنج کھانیکو دل زار ہمارا او ترا — اے فلک خوان کرم سے یہی حصا اوترا
منہ کہین جلد خدا اوترا دکھائے مجکو — غم سے اغیار سیہ روکا ہو چہرہ اوترا
کب ترے ناز کے کشتے کو جلایا اوسنے — حوصلہ کرکے فلک سے جو مسیحا اوترا
بیجا بانہ رہا ساقی مہوش شب بھر — مجھسے چونکا جو سحر نشۂ صہبا اوترا
اوسکی فرقت مین بھلا روئی اتنا اے دل — چشمہ چشم کے نزدیک ہو دریا اوترا
شفق صبح شب وصل جو دیکھی تو کہا — خون تری آنکھون مین اے چرخ یہ کیسا اوترا
درد دل عشق کب دلسے مرے دور ہوا — کب تری زلف کا سودا مرے سر سے اوترا
اشرفی اسکے بنائین تری بازو کی لیے — اسلیے یہ دل پر داغ ہمارا اوترا
فرط مستی سے ہوا ساقی گلفام خفا — جاہ نظرون سے میری ساغر و مینا اوترا

القصہ اسپ پر سوار کمیت اجل کا طلبگار دل کو سمند عشق کی ٹاپون نے کچلا تھا دل نے سینہ مین کھچ کر کمند ڈالا تھا مگر یہ راہ تردد مین گرم پویہ تھا منازل اور مراحل طے کرتا ہوا جاتے جاتے قریب میل بحر پہونچا لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ درجہ سوم پر ایک زنجیر طلائی لٹکتی ہے اوسکو تھام کر اوپر چڑھنا وسط درجہ مین ایک طاق بنا ہے اوسمین ایک سیب رکھا ہے اوسے سونگھنا خود بخود داخل درجہ سوم ہوگا آپ سے دروازے مین جانیسے ضرر ہین بہت سے مفسد آمادہ شر ہین بس یہ معلوم کرکے عازم درجہ سوم ہوا

بیان درجہ سوم چڑھنا شہزادے کا زنجیر تھام کر اور سونگھنا سیب کا اور پہونچنا

اس طلسم مین قدم ندھرتا اپنے ملک و مال پر اکتفا کرکے بسر کرتا اب تمھین چندے صبر چاہیے دل پر جبر چاہیے
انشاء اللہ بعد فتح طلسم تم میرے ہمراہ ہو ہماری دلخواہ ہو لو شب وصل کوتاہ ہے یہ کونسی رسم و راہ ہے
اس قصے کو جانے دو ہنسی کی باتین کرو یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بہت پیار کیا خوشی سے ہمکنار کیا
سمجھا مر جائیگی عشق مین جی سے گذر جائیگی اور دوسرے مرد کا دل تو کمال نازک ہوتا ہے کیسا ہی غصہ
ہو رحم آجاتا ہے عورت کی الفت جتانے پر راضی ہوجاتا ہے بخلاف فرقہ کج سرشتان نسوان کہ جسکو
انھون نے اپنے اوپر مرتے دیکھا اور اعمار کو بڑھایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا بقول آتش واہ
رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور + جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا + عذرانکی
جو کوئی مائل ہوا انکی تیر مژگان کا گھائل ہو میرے نزدیک تو جام تجرد بھر کیف نوش کرے انکی یاد
دل سے فراموش کرے عجب بیوفائی مین یہ فرقہ غدار ہے اسکا حال تماش بینون پر اظہار ہے فی الجملہ
جب شہزادے نے ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا اسکا رنج بھولا ہنسی خوشی کی باتین ہونے لگین
رنج و غم کھونے لگین مگر لمحہ بھر مین صبح ہوئی مرغ سحر نے مرغ روح عاشق پر الٹی چھری چلائی
ذرا دم لینے دیا موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی ملکہ نے آہ سرد بھر کر کہا ابھی تو کچھ رات باقی
ہے دلکو نہایت مشتاقی ہے ؎ عاشق شب وصال مین گھبرائے جاتے ہین + پچھلے سے یہان
مرغ سحر کھائے جاتے ہین + جب گریبان سحر اسکے غم مین چاک ہوا ملکہ نے بحسرت و یاس یہ فرمایا
آتش مرگیا سنتے ہی اوسکے نالہ مرغ سحر + وصل کی شب میرے حق مین سورہ یٰسین ہوا +
پھر شاہزادے نے غسل کیا اور نماز سحر پڑھکر ملکہ سے رخصت چاہی اسنے ایک مرکب باد پیما
منگواکر شہزادے کو سوار کیا اور کہا در سوم پر ذرا سنبھل کر جائیے گا بہت بڑا ساحر دخان
جادو ہے جسکے نزدیک سامری زرد رو ہے شہزادے نے کہا اللہ یار ہے وہ کیا نابکار ہے پھر
ملکہ نے کہا ؎ بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی + اے ثانی سلیمان

ناشاد کیا میر حسن یہ حسن جوانی اور اوسپر یہ غم + ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم ++ اور مجھ کمبخت
کو دیکھیے کیا بری پھنسی کہ تجھ ایسے بیمار محبت کو دوا تقویت قلب جانکر اوٹھا لائی مسیحا سمجھی فرد جو
طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے + مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے + بقول سحر
مصرعہ جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلے + انصاف کیجیے جب آپ تشریف لیجائیگا دل بیتاب کو کیونکر
چین آئیگا کون مجھ دلگرفتہ کا دل بہلائیگا اس کوہ مین ہم فرہاد وار سر ٹکرائینگے جان شیرین مفت
برباد جائیگی جب آپکی یاد آئیگی ہر ایک شب فرقت کی ہمین پہاڑ ہو جائیگی اور صحرا مین وحشی مثال قیس
کی روح کو شاد کرینگے غم دلسے بزم رنج مین ترانے دلکش یاد کرینگے او بیوفا تجھے یاد بہت ہم ناشاد کرین
گے او تمھین تو کاہیکو کبھی ہماری یاد آئیگی ہماری جان مفت برباد جائیگی س آپکی جانے بلا کیونکر
کٹی فرقت کی رات + دل تڑپ کے رہگیا جب یاد آئی آپ کی ++ اب تنہائی ہمدم ہے اور یہ دم ہے
تیرا ہمکو غم ہے اگر اپنا بس چلتا آجکی شب سحر ہونے نہ دیتی ارمان اور حوصلے سب نکال لیتی بیت
شب وصل عریان ہے مرے ہمدم کسی ڈھب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے
کوئی میرے دلکو ہاتھونسے ملتا ہے کہتی کچھ ہون منہ سے کچھ نکلتا ہے ایک روز کے اتفاق نے تمام
عمر کے فراق مین گرفتار کیا بیٹھے بٹھائے نیا عشق کا روگ مول لیا ناحق صحرا سے جاکر آپکو لائی
جسکی یہ سزا پائی اپنے باپ کو جو واسطے لڑائی کے آمادہ کر کے لیگئی تھی اوس تقصیر کو معاف
کیجیے میری طرف سے دل پر غبار صاف کیجیے کچھ لب جانبخش سے جو دل بیقرار ہے تسکین فرمائیے
اسقدر اپنی مہاجرت مین نہ رلوائیے آپ جب تشریف لیجائیں تو شاید ہم تڑپ کر مرجائیں پھر آپ دل
نازنین پر کچھ رنج نلائیے گا مجھے للہ قبر مین نہ تڑپائیگا ایسی کچھ باتین درد آمیز کین کہ شاہزادے
کو اپنا رنج عشق بھولا بے اختیار اسکے بین پر رویا اور فرمایا کہ یہ سب تمہارا خیال خام ہے ہم
تمام عمر جدا نہونگے ہمیشہ اطاعت کرین گے لیکن اگر جان زار کو بغیر محبوب کل آتی تو کبھی مین

ہوا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ مین اسلام لاتا ہون اطاعت مین گردن جھکاتا ہون لیکن امیدوار ہون کہ دختر کو میری کنیزی مین قبول فرمایئے شہزادے نے کہا گو کہ یہہ امر خلاف ہے مگر مصلحتاً معاف ہے خیر قبول ہے بہر صورت مدعا حصول ہے پس کوہان نے تخت حاضر کیا اور عرض کیا حضور سوار ہون شاہزادے نے اسکا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور فرمایا مجھکو تخت و تاج کب درکار ہے یہ تمھین کو سزاوار ہے غرض کوہان نے شاہزادے کو برابر تخت کے بٹھایا زر نثار فرمایا پھر قلعہ مین لاکر داخل کیا یہ شہر نہایت آباد رعیت یہان کی بہت آرام مین اور دلشاد تھی غرض شاہزادہ دار العمارہ مین آکر زیب دہ اورنگ ہوا اور کوہان نے دعوت کا سامان کیا تمام قلعہ مین گر و سکہ اسکے نام کا جاری ہوا شاہ آباد نے جشن کیا اور ملکہ لالان لال پوش کا عقد پڑھا اور بادشاہ نے وہ ملک و مال جہیز مین لکھہ دیا آپ دختر کی جانب سے مختار کار رہا پھر ملکہ اوسی کوہ عقیق پر شہزادے کو لائی وہان بڑے تکلف کا سامان کیا درختون کو بادلے سے منڈھوایا چاندنی مین مقیش کو اوڑایا صحبت رقص و سرود کی مہیا ہوئی عجب کیفیت تھی کہ ادھر تو نازنینان مہ جبین ادھر برسات کی چاندنی اور پیشوازین ہر ایک کی رنگین ابر کے چرخ پر لگے چلکو چاند پر دوڑتے کبھی بارش کا ہونا پھر آسمان صاف ہوجانا یونہین سی خنکی کبھی زردی ابر کی کبھی گھٹا گھنگور صحرا کی جانب رقصان مور نازنینون کے جسم مین پھولونکی مہک ہر ایک طرح کی بہار پر راغب طبیعت فلک اور ادھر یہان جلسہ شمعہاے کافوری سرخ سرخ فانوسون مین روشن ہزار طرح کا جوبن پروانونکا ہجوم وہ رقص کی دھوم فرش پر جھول یعنے شکن ہارونکا ٹوٹنا مست بادہ حسن ہر گل پیرہن غرضکہ بعد نصف شب خاصہ دونون کے لیے آیا انھون نے نوش فرمایا پھر چھپر کھٹ پر جاکر آرام کیا شہزادے کو ملکہ خورشید جمال کا خیال آیا پھر یہہ زبان پر لایا المولف

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈھی ہوا چلتی ہے دریا ہے + فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام خالی ہے

ملکہ لالان نے کہا کہ اے پادشاہ کیون اپنے تئین آپ ذی غم مین برباد کیا ان مرادون کے دنون مین

محبت ہوئی ہنا رنج و محن پیدا ہوا عاشقون کے بازار مین چلن ہوا اب بنا سودا ہوا کچھ سود و زیان کا
خیال نرہا سوچی کہ اگر مین رکتی ہون اپنے بیگانے مین فاحشہ مشہور ہو کر کھوتا ہین ظاہر ہو گا عشق سے
ہر شخص ماہر ہوگا آبرو برباد جائیگی پھر اپنی خاک مین ملیگا اس سے یہ بہتر ہے کہ اپنے باپ یعنی کوہان کوہ سر
کو آمادہ کر اس نقد گرانمایہ کو تصرف مین لاؤن باپ سے لڑوا کر بگڑ ملاؤن یہ سوچ عقل و عشق کے
جھگڑے سے لڑا درم داغ رونمائی مین شہزادے کے حاصل کر سوار ہوئی اور کوہان کوہ سر کے قلعے مین آئی
باپ اسکا دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ یہ منتشر حواس پہونچی اسنے دختر کو پراگندہ خاطر دیکھکر پوچھا کہ اے جان
پدر خیر تو ہے اسنے عرض کیا آپ کیا غافل بیٹھے ہین تھوڑے عرصے مین فاتح طلسم قلعہ زنگی
بکھیڑا مچائیگا ایک دربند فتح کرکے لوح طلسمی اوسنے حاصل کی ہے ابھی میرے کوہ پر آیا تھا مین مجال
مقابلہ نرکھتی تھی آپ سے اطلاع کی جب اسکے باپ نے یہ کیفیت سنی فوج کے سردارون کو لشکر کی تیاری
کا حکم دیا پھر آپ خود سوار ہوا قلعے کے باہر آیا بعجلت تمام بموجب رہبری ملکہ لالان قریب کوہ دشت
مین لشکر ساحر اور پہلوان کا پہونچا اور شہزادہ جو بادیہ پیما تھا جب اسنے لشکر دیکھا لوح کو ملاحظہ کیا اوسنے
یہ بتایا کہ یہ لشکر کوہان کوہ سر ہے اوسکی دختر اسے لڑنے پر آمادہ کرکے لائی ہے تو گرد اپنے ایک حصار
اس اسم کو پڑھکر کھینچ لے اور کچھ سنگریزے پڑھکر جب لشکر قریب آئے پھینک دینا انشاء اللہ سب زیر ہونگے
کوئی مقابلہ نکر لیگا یہ دیکھکر اسم پڑھکر شہزادے نے حصار کیا اور کنکریون پر دم کرکے آمد فوج کا منتظر
ہوا جب لشکر قریب آیا ساحرون نے سحر چلایا مگر وہ حصار تک آتے آتے غائب ہوا شاہزادے نے
اون سنگریزون کو لشکر پر پھینک مارا بس جب سنگریزے درمیان لشکر گرے ویسے ہی افسران فوج
گھوڑون سے اوتر کر دست بستہ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوے اور ساحر آنکر قدمون پر
گرے کوہان کوہ سر اس تسخیر کو دیکھکر حیران ہوا سمجھا اب جان بچنا مشکل ہے اسکو کسطرح راضی
کرو تاکہ ملک و مال بچے جان آفت سے چھٹے آخر کار تخت سے اوتر کر رومال سے ہاتھ باندہ کر حاضر

مگر خیر جو آپ آئے بھی تو مرحلہ جات سے رہائی پانا مشکل ہے ابھی تو درجہ دوم ہے اس سے تو مجکو اپنی کینہ سمجھے
اور عشق کو جانے دیجیے اپنی جان کو ہلاک نہ کیجیے مجھے رحم آتا ہے اونوجوان کیون امید موہوم پر اپنی
جان گنواتا ہے شاہزادے نے جب اوسکی گفتگو سنی فرمایا کہ پروردگار کی عنایت سے مار امرغ اسرار کو
اور فتح کیا درجۂ اول کو اور پایا لوح کو اور قتل کیا لوحدار کو اور اب کوہان کوہ سر کی باری ہے یہ عاجز کیا
کسی بات مین عاری ہے یہہ کہکر لوح طلسمی اوسکے گلے اپنی مین پہنکر دکھائی اور فرمایا کہ لاکھہ جان نقش پاے
ملکہ خورشید جمال پر نثار ہے دلکو عزم دلدار ہے تو خدا حافظ یہ اسباب عیش و نشاط پھینک کر جام اندیشہ
کو خیال بادۂ وصال سے اپنی مطلوبکی لبریز کر چل نکلا ملکہ کی ساری شیخی کر کری ہوئی عروج حسن کو زوال ہوا
انکھین ندامت سے لال دلمین کمال ملال آیا نیرنگی فلک سے حیران ہو چکر مین آئی بہت گھبرا گئی اور
شہزادہ قصر سے باہر نکل کر بے تامل سمت صحرا کوہ پر سے روانہ ہوا ہر طرف نہرین اوس پہاڑ پر جاری
زمین سرخ رنگ پر سبزہ زنگاری تحریر خط گلرخان کو شرماتی تھی ناک مین دم لاتی تھی یہ بھی سیل اشک
انکھونسے بہاتا اون نہرون سے انکھین لڑاتا بلند ہمتی سے گھاٹیون کو طے کرتا راہ محبوب مین گویا
سر کے بل چلتا اوج مراتب جاتا تھا چند عرصے مین میدان دشت مین پہونچا جہانتک نگاہ کام
کرتی تھی سواے زمین احمر کے کچھہ نظر نہ آتا تھا اس سر خرو غم عشق سے ژولیدہ مو کا جسطرف
رخ اوٹھہ گیا چلا جاتا تھا اور کہتا تھا سر و رو وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہان نہو مین ہون
صنم ہو اور کوئی درمیان نہو یہ تو شوریدہ سر بحال مضطر یون رواں ہے مگر اوس دلگرفتہ
عاشق زار پری مثال ملکہ لالان ماہ تمثال کے حال مین کلک جگر شگاف سایہ سان دنبال
مضامین یون دوان ہے کہ جب شہزادہ اوٹھکر وہانسے چلا آیا پہلے تو مرغ اسرار اور لوح کے
ملنے کے ماجرے کو سنکر صورت تصویر قالی خاموش رہی جب سامنے سے تصویر شاہزادے کی ہٹی
عشق نے ضرب سکہ الفت دلپر لگائی نقش محبت سینہ مین بنا ٹکسال باہر ہوکر خریدار سوداے

سے بسمل ہے اور آنکھون کی یاد تو جگر مین لاتی ہے گردشین دکھاتی ہے فتنہ قیامت برپا کرکے عین
ہوشیاری مین سرشار بناتی ہے اور رخسار سرخ آتشکدۂ غم مین جلاتا ہے گوش و بینی کی چنگاریان دلمین
آگ لگاتی ہین سوز دل بڑھاکر اور عشق کو چمکاتی ہین اور سلک دندان کا تصور بجلیان گراتا ہے عشق چاہ
ذقن کنوئین جھکاتا ہے بوسہ لبان شیرین کی حسرت مین تلخی مرگ حاصل ہے بیتابی دل سے ہے
اور دہن تنگ کا تصور چپ رکھتا ہے کچھ نہین کہتا ہون اور گردن صراحی دار کی یاد بیہوش رکھتی ہے
ہوش کھوتی ہے یاد پستان مین ہاتھ ملتا ہون ویسے آہین بھرتا ہون یاد شکم غم سے پیٹ بھرتی
ہے یاد ناف جام شراب مست اور تندی کی کیفیت دکھاتی ہے طوفان اوٹھاتی ہے زانوون کے دھیان
مین شمع نمط جلنا پروانہ وار بیقراری ساق بلورین کے تصور مین آئینہ وار حیرانی سراپا کے تصور مین
سراسر بحس و حرکت فرد ہون تصور مین ترے صورت تصویر لگی ✣ جسم بحس ہے میرا اسکی پہچان
کیطرح ✣ جب شہزادے نے یہ قصہ کہا اور ملکہ لالاان نے تصویر کو دیکھا سمجھی کہ عاشق دختر ملک
قہرمان ہے اور فتاحی طلسم کو آیا ہے یہہ تو دشمن جان ہے ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ اے خار گلگ
کشور دل یہ کیا خیال خام ہے اور تصور ناتمام ہے شاید آپ فتاحی طلسم کو آئے ہین ملکہ خورشید
جمال کے عشق مین گھبرائے ہین تو یہ امر محال ہے فتاحی طلسم بیجا خیال ہے اسمین سات درجے
ہین سبکے حاکم جدا جدا بانیان طلسم نے مقرر کیے ہین اون سب سے درجہ ہفتم کا حاکم جوان سب
درجون کا حاکم ہے بہت بڑا اولوالعزم اور ساحر ہے اور فن سپاہگری سے بھی خوب ماہر ہے اور اول تو
لوح طلسمی کا ملنا محال ہے آپ درجۂ اول کو چھوڑکر شاید درجۂ دوم مین چلے آئے ورنہ تو حدار جادو
سے جان بچانا مشکل ہوتا اور مین تو یہ حیران ہون کہ شاید مرغ اسرار مار آگیا جو آپ داخل طلسم
ہوئے یہ راستہ تمکو کیونکر آیا کسنے بتایا کسلیے کہ بہت سے شاہزادون کو ملک قہرمان نے بھیجا وہ آکر لوگ
خندق مین گرکر مرگیا کوئی جو اسپار آیا تو اہل قلعہ اور حاجبان حصار نے قتل کرکے لاش کو پھینکا

کہ صاحب تم کون ہو جو یہان آئے ہو کسکی تلاش مین از خود رفتہ گھبرائے ہو شہزادہ اپنے معشوق کی یاد
مین تھا اسکی کب سنتا تھا اتنا تو کہا میر حسن خدا جانے تو کون مین کون ہون + مجھے بھی تعجب
ہے مین کیا کہون یہ خواصین کھل کھلا کر ہنس پڑین یہ اونکی صورت دیکھکر رو دیا ملکہ لالان لال پوش
نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کنیز آپکو لائی ہے آپ نہ گھبرائیے تشریف لائیے بلکہ میرا تو یہ قول ہے قطعہ
اے آمدنت گر خبر داشتمے + در رہگذرت گل سمن کاشتمے + نگذاشتمے کہ پای بر خاک نہی + خاک قدمت ز دیدہ برداشتمے
یہ کہکر قصر مین لائی خواصون نے جلد جلد مسند مغرق بچھائی شہزادے کو مسند پر بٹھایا شراب کباب
اور سامان عیش کا اہتمام فرمایا پھر مسند کے بائین ڈوپٹے سے تمام بدن چھپا کر ملکہ بیٹھی مگر شرم
سے پسینے پسینے جیسے گل پر شبنم ہوتی ہے دل سینے مین دھڑکتا تھا شوق وصل پیدا تھا جام شراب
سے لبریز کر کے شاہزادے کو دیا اور عرض کیا کہ یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش کیجیے یاران دیر خراب آباد
کی یاد نہ فراموش کیجیے شاہزادے نے انکار کیا اور کہا اپنا تو مدت سے کھانا پینا سونا بیٹھنا ترک ہے
بمصداق بیت پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل جل رہا ہے کیسے لذت کباب
کی + شبانہ روز ہماری بے آب و دانہ بسر ہوتی ہے یاد رخسار و زلف مین ہر شام سحر ہوتی ہے جیتا ہون
نہ مرتا ہون شب و روز نالے کرتا ہون سوتا ہون نہ جاگتا ہون عجب طرح کی سرشاری ہے نشہ
عشق سے عین بیہوشی مین طلب معشوق کے لیے ہوشیاری ہے جب صبح فرقت ہوتی ہے فاقہ
دستر خوان بچھاتا ہے زوال ہوتی ہے نہ دلیا ہوتا ہے عقلیہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا ہے یہ کہکر وہ شبیہ ملکہ خورشید
جمال نکالی رو برو رکھکر اوس سے مخاطب ہو یہ فرمایا حال زار اپنا زبان پر لایا کہ اے شبیہ جانان کیا
تیرے تصور کا حال بیان کرون یاد زلف مین پیچ و تاب کھایا کیا کہون دل زار کو پریشانی او ٹھا کر
کس کس طرح نہین بہلایا اور پیشانی کی محبت مین کہان کہان نہین سر ٹکرایا آستانہ یار بہت یاد آیا
اور ابروان خمدار و مژگان کی یاد مین زخم شمشیر کا مزا حاصل ہے دل پر چھریان چلتی ہین تیغ عشق

برخاستہ گھبرا کر اوٹھا قصر کے باہر آنکر ششدر اوسکے دروازے کا در تھام کر کھڑا ہوا ہر طرف دیکھنے لگا کہ کوسون
تک گلہاے سرخ کے درخت لگے ہین تختے لالہ و نافرمان کے پھولے ہین تمام کوہ مین سنگ برنگ احمر
نصب ہین چمنستان پر از آبشار ہے نہایت پرفضا و نوبہار ہے بلبل مست کا شور کبک دری کے قہقہے درخت
گل و بار سے لدے ہر طرف جوئبار روان پہاڑون کی گھاٹیون سے پانی بہتا تھا یہ کھڑا سیر دیکھتا تھا
کہ ایکطرف سے غول کے غول عورتونکی نمود ہوئی اور سب کی بیچ مین ایک پری کو دیکھا کہ با ناز و ادا
اسکی جانب مسکراتی آتی ہے سفیدی اوسکے دانتون کی بجلی دل عشاق پر گراتی ہے نہایت حسین فرخ چہر نمکین

لمؤلفہ
بھولے قرآن جو اوسکا رخ روشن دیکھے + رکھدے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے +
سانپ کو لہر چڑھے چوٹی اگر آئے نظر ++ ڈسنا بھولے جو تری زلف کو ناگن دیکھے +
دانہ خال صنم سوز دل عاشق ہے ++ یہ وہ دانا نہین جو آتش گلخن دیکھے +

عجب دلربا ماہ پارہ کہ جسکے دیکھنے سے دل پارہ پارہ دلبر و دلدار ماہ سیما کبک رفتار شیرین گفتار سر پر
مانگ موتیون سے بھری ہوئی کہکشان فلک کو شرماتی تھی اوسمین سیندور بھرا صندل کا ٹیکا ماتھے
پر دیا بیت نہین ہے ماتھے پہ سیندور کی یہ سیدھی لکیر + سپر یہ رکھی ہے قاتل نے خون بھری شمشیر
زلفین دونو جانب رخ انور کے پیراستہ جیسے دو ناگن من کو ڈستی ہین کانونکی بجلیون مین جو اولجھتی ہین
تو موہو حال پریشانی عاشق زار کہتی ہین اور ابروان خمدار جیسے دوہری سروہیان واسطے قتل
عشاق کے ترکان چشم نے باندھی تھین درمیان دونو ابروون کے خال جسکی خوبی کی نسبت یہ مقال
ہے جو ٹیکا صندل کا ہے جبین پر تو پاس ابرو کی خال بھی ہے + سپہر خوبی مین بدر بھی ہے سہیل بھی ہے ہلال بھی ہے
نہایت کم سن الڑھپنے کے دن کہ میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین
مرادون کے دن + اور کئی سے خواصین دُرِ دُر گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ لگائے
ہوئے اوسکے ہمراہ قصہ کوتاہ آہستہ آہستہ قریب شہزادے کے آئی اور بے اختیار مسکرا کر یہ زبان پر لائی

پیام اجل کیطرح بھیجا قدرت قادر توانا سے سینے پر پڑا کہ حریم واستخوان کو توڑ کر پار گذرا رود خون جگر سے
جاری ہوئی یہ سہم کر چلا یا پھر زمین پر آیا گوشہ ہائے باغ سے شور نشور قیامت برپا ہوا عجب طرح کی آفت آئی
وہ باغ تمام ویران ہونے لگا گل کی جگہہ خار ہونے لگا سیر وکیفیت سحر کی نمود بے بہبود تھی سب خاک مین
ملکر برباد ہوئی شاہزادے کی طبیعت شاد ہوئی جب زمانہ تیرہ وتار ہوچکا اور روز سیاہ کہ واسطے اوسکے عدو کے
پیش آیا تھا اختر تابندہ قسمت شاہزادہ سے روشن ہوا احوال روشن ہوا کہ وہ باغ تمام خارستان
ہوکا مکان گلون کے درخت سوکھی خار دار چشمے خشک آشیانہ بلبل کی جا صحرائے جغد بوم شوم کے گھونسلے
اور وہ خیمہ ایک نرکل کا مکان مثل کلبۂ فقیران آزاد تھا اوس گلشن مین نہ اب قمری نہ شمشاد تھا عجب
طرح کا سناٹا تھا دشت مین دھوپ کا تڑاقا تھا شہزادے نے دوڑ کر بو حکو اوسکے گلے سے اوتار لیا اور
لاشکو اوسکی گھسیٹ کر کسی غار مین ڈالدیا عجب کیفیت اوس خرس طینت کی تھی کہ ایک کردھنا مونجھ
کا باندھی جٹائین خاکستری سر سے لپیٹے بال فتیلہ فتیلہ بٹے ہوئے لٹکائے بدشکل ازرق چشم سیاہ رو
تیرہ درون کریہ ہیئت نہایت زبون بڑے بڑے دانت دو کچلیان مثل دندان خوک منہ کے باہر
ہیل اوپر تھپا ہوا مثل ہلدی کے زرد تھے صورت پرخطر کالے کوڑیالے سانپ گلے مین لپٹے ریش فش
کے بال بوئے کی طرح کے لیکن چرس وگانجے کے دہونسے زرد سیاہی مائل ہورہے جسم مین کھونہ جیسے ان
کے لگے مرد مبروص کیطرح تمام جسم داغدار تھا نشانہ تیر سے سینہ فگار تھا مرکر وہ خربدیم واصل جہنم نسیدنا
سرنگون عدم کو روانہ ہوا اسفل السافلین مین جھکانا ہوا شہزادے نے انگشتر اوٹھالی اور آگے بڑھا لوح کو
دیکھا تو ایک تختی زمرد کی تھی اوسپر زبان سریانی مین اور سات رنگ کے خط سے زرد و سرخ وسبز اور
کئی قلم سے حمد الٰہی اور نعت شافع مخلوقات کو تحریر پایا بعد اوسکے لکھا دیکھا کہ اے سیار عجائبات
واے مشاہدہ کن غرائبات اس باغ کے آگے ایک سواد شہر نظر آئیگا جہانکا یہ حاکم تھا اسکا سپہ سالار اور
فرزند مختار ہکھیڑا مچائیگا شہزادہ مالک الملک کو یاد کرکے آگے بڑھا جب دور سے سواد شہر نظر آیا ایک قلعہ

ڈھنگ تھا بے اختیار دل آرام کرنیکو چاہتا تھا اون باجونکی آواز سے ہر حال مین گو اسکو غم والم تھا مگر وجد
آتا تھا لیکن انگشتر باطل السحر جو پیر مرد نے دی تھی وہ اسکے پاس تھی سمجھا کہ مین سو جاؤن اور فتنہ خوابیدہ
بیدار ہو جائے کوئی ایسا نہو کہ انگوٹھی لیجائے غرض خدا خدا کر کے وقت سحر آیا کہ شہنشاہ خاور نے تخت
زرنگاری سپہر پر جلوس فرمایا شاہزادے نے اوٹھکر وضو کر کے نماز سحر ادا کی ہنوز فراغت نپائی
تھی کہ در باغ پر آواز طرق آئی نقیبون نے صدائے بسم اللہ سنائی شہزادہ ہوشیار ہوا اور اپنے نزدیک
بہت خبردار ہوا جلد نماز سے فرصت حاصل کر در باغ پر چلا دروازے پر ایک بادشاہ پر شوکت وجاہ
کو تخت پر سوار اور افسران فوج کو اوسکے ساتھ بیشمار قریب تیس ہزار سوار کے پایا پادشاہ تخت سے اوترکر
شاہزادہ قمر ضیا کے قریب آیا اور کہا اے فاتح طلسم آپ تشریف لائیے ؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ
تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ٭ یہ کہکر شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر چاہا کہ اندر باغ کے جائے
شاہزادے نے غور کر کے جو دیکھا تو ایک لوح کو مثل حرم قمر اوسکے گلے مین آویزان پایا کہ وہ لوح زمرد نگار ہے
ڈورا اوسمین بہت تکلف کا قطعدار ہے شاہزادہ دلمین سمجھا یہ وہی تاجدار ہے جسکے قتل کی خبر میرے
دلکو اظہار ہے پس دستگیری ایسے مخالف کی کرنا عار جانکر دست کش ہوا بلکہ کشیدہ خاطری سے اپنا منہ پھیر لیا
شاہ نے برا مانا اور کہا اے شکنندہ طلسم تجھے بڑا اپنی قوت کا غرا ہے تو خیر اوسکی یہ سزا ہے یہ کہکر افسران
فوج کو اوسنے للکارا شہزادے نے جب اوسکو آمادۂ شر دیکھا انگشتر کو اوتار کر فوج کے بیچمین پھینکا ایک سردار
نے فوجکے چاہا او ٹھالے دوسرے نے منع کیا تیسرے نے اوٹھانے کا ارادہ کیا چوتھی نے اوسپر حملہ کیا آخر
کو نوبت بہ جنگ وجدل آئی ایک نے دوسرے کی جان کھائی شہزادہ چپکا کھڑا رہا وہان بموجب مثل
گوشت خرد ندان سگ کا نقشہ ہوا جب سب لڑکر آپسمین مارے گئے جھنکو بچا رہی گئے اور وہ تاجدار
اکیلا رہا گھبرا کر دلبر ارلایا شہزادے نے تعاقب کیا اوسنے پر پرواز پیدا کئے اور اوڑچلا شہزادے نے دیکھا آج
یہ جاتا ہے کسیطرح باز نرہا کمان کو دوش سے اوتارا اور تیر قاصد قضا اوسکے خیرت اوس بخت برگشتہ کے

نقرئی جسمین لگی تھیں مسندین مغرق بچھی تھیں اون مسندون پر دل دیباے اطلس چرخ نثار غوبی سراسر اظہار قبہ ہاے خیمہ غیرت دہ شمس آسمان تھے پانچ چار سو کلس یاقوت نگار اور شیشہ آلات جھاڑ بلورین نور آگین آویزان تھے اور روبرو خیمہ کے جو صحن تھا رشک گلشن تھا چھوٹی چھوٹی کیاریان اونمین ناندے چینی کے رکھے تھے درخت پھولون کے لگے تھے اور درجے اوس خیمہ کے الگ الگ بنے تھے ایک درجے مین مسند پر تکلف بچھی تھی کہ پاے خیال سے میلی ہوتی تھی ایک طرف چھپر کھٹ مرصع پایون کا لگا تھا ادقچہ اوسپر ترخیب رہا تھا اور ایک جانب مسہری جواہر نگار گسترده تھی اور درجونمین خوان الوان نعمت اور اغذیہ لطیف گوناگون سے پر چھپا تھے اور سامان عیش چنگیرین چوگھڑے عطردان پاندان اور عود سوز اور تخلخے وغیرہ رکھے تھے اوٹ پھولون کے کھڑے تھے اور خیمے مین سرا پردہ جواہر دوز لگے بڑے تکلف کے بنے تھے لبسکہ شہزادہ وہان پہونچا اور آسودہ ہو کر آکر سیر چشم نے کھانا تناول فرمایا اور عطر وغیرہ لگایا پھر دلکو خیال محبوب آیا بے اختیار یہ زبان پر لایا

اتش چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا + رات بھر اختر شماری نے مجھے گریان کیا +
قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا + چشم کی گردش نے کار فتنہ دوران کیا +
پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر + فکر ارادہ تھی جو ذکر نالہ و افغان کیا +

رات کے ہوتے ہی وہ جھاڑ وغیرہ خود بخود روشن ہو گئے تاریکی شب ہجر کو مٹایا مگر اس دلسوختہ آتش فراق کو اور جلایا غرض یہ بیقرار مسند پر بیٹھا کہ یکایک اون درجونسے صداے خوب نغمہ مرغ آنے لگی اور ہزار ہا طرح کا ساز بجنے لگا اور لحن داودی اور راگ دلکش کی آواز سنائی دی اور کسی جانب سے اشعار عاشقانہ کسی نے پڑھے اور کسیطرف سے آواز گریہ و بکا اور نوحہ و زاری کی سنائی دی کسی سمت مثل صوفیان باصفا صداے تہلیل و تسبیح اور نعرہ یاحق یا موجود کسی نے ندا دی یہ آوازین شاہزادہ سنتا تھا مگر کسی کو نہ دیکھتا تھا صنعت صانع رنگا رنگ نے ریب و نیرنگ

سمر ور چل اے توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہے سست +
طلسم جہان دید کا ہے مکان + پھنسے اس مین رہتے ہین پیر و جوان + جگہ بیٹھے
رہنے کی دنیا نہین + کوئی خاک بیٹھے یہان دل حزین + گرہ کشایان سلسلہ سخندانی و فتاحان
طلسم خوش بیانی شمشیر قلم سے عرصہ تحریر مین یون معرکہ آرا ہوتی ہین کہ شاہزادہ جسوقت قریب
دروازے کے پہونچا اوسکے قفل سے اوس انگشتری کو لگایا جھٹ سے قفل جدا ہوگیا دروازہ
کھل گیا شہزادہ اندر آیا ایک صحرا سنسان ہو کا سامان نظر پڑا یہ نظر بفضل خالق خشک و تر کر
ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طی کیا ایک باغ نظر آیا اور دروازہ اوسکا کھلا پایا مگر
کوئی انسان وہان نظر نہ آیا شہزادہ بے محابا اندر اوس باغ کے در آیا دیکھا کہ ابیات
باغ کا دربان دیدہ وا + محو نظارۂ گل رعنا + جتنے گل تھے جہان کے اندر + سب تھے اوس بوستان کے اندر +
بلکہ سو زمین گل آسمان گل بحر و بر گل + نماندہ در جہان گوئی مگر گل + اگر فردوس بر روے
زمین است + ہمین است و ہمین است و ہمین است + ہر طرف چمن ہاے طولانی لاثانی بنے
تھے نہرین اور فوارے جاری تھے تکلف یہ کہ بمقابل اصل صناعان چابکدست نے چمن نقلی جواہر
کا تیار کیا تھا نقل کو اصل کر دیا تھا کہ روش پٹری سے درست روش پر جواہر کٹا ہوا پڑا تھا جسکا
ہر ذرہ شبکو ثوابت درخشان بنا تھا وہ باغ رشک فردوس ایک تختہ کئی کوس کا جس سے خاطر پژمردہ
کو تسکین ہوتی تھی نہر ہر ایک دلکے داغ دہوتی تھی اور شجر گلونکے بیشمار نہال ہر ایک سایہ دار درخت
میوہ دار بار اثمار سے سر بسجود کہ شاخین جنکی زمین پر چھوتی تھین رخسار شاہد چمن کو چومتی تہین طائران
نغمہ سرا خوش الحانی سے نواسنجی کرتے تھے وحدانیت صانع باغبان ازل کا دم بھرتے تھے نسیم عنبر شمیم سے
تمام باغ معطر تھا بلبل شیدا کو نہ خوف گلچین نہ باغبانون کا ڈر تھا اور بیچ چمن ایک خیمہ بخاری
بلدہ وری استادہ اوسمین فرش تکلف کا بچھا خیمہ بھی سراسر زربفتی ساٹ سو چوب طلائی

بنی تھین مگر از خود گردش کرتی تھین شاہزادے نے نہر سے وضو کیا پھر مصلا بچھا کر دست دعا بدرگاہ آفرینندۂ طلسم روزگار بلند کیا اور پکار انظم توئی کا فریدی زیک قطرہ آب ☆ گہر ہائے روشن تر از آفتاب ☆ پدید آری از لطف جوہر پدید ☆ بجوہر فروشان تو دادی کلید ☆ جواہر تو بخشی دل سنگ را ☆ تو بر روئے جوہر کشی رنگ را ☆ بلکہ فرد تو دہی و تو آری از دل سنگ آتش لعل و لعل آتش رنگ ☆ اے صانع طلسم عالم اس اپنی عبد ذلیل نسل آدم کو لوح طلسم عنایت فرما اور اگر میری تقدیر مین یہ دولت نہو تو حکم دے ملک الموت کو کہ میری روح قبض کرین کسلیے کہ عشق کے باعث جینے سے تنگ ہون مین موجب تنگ ہون جب شاہزادے نے بلبلا کر دعا کی خدا سے التجا کی فوراً ایک ہوا کا جھونکا آیا خفتہ بختی کے لیے پیام بیداری لایا چشم لشارت بین بند ہوئین اونھین بزرگوار کو جنھون نے مکتوب عنایت کیا تھا اپنے پاس کھڑا پایا قدمون کو اون کے آنکھون سے لگایا اونھون نے فرمایا کہ انگشتر باطل السحر تجھے دیتے ہین اسے لے اور یہان سے جا درجۂ اول حصار کو کھول اوسمین ایک تاجدار آئیگا تجھسے موافقت کر کے تجھے فریب دینا چاہیگا ہرگز اوس سے موافقت نکرنا بلکہ یہ انگشتری اوسکے فوجین پھینکدینا آپس مین سب لڑینگے اور قتل ہونگے جب سب مرجائین اوسوقت اوس تاجدار سے تو خود لڑنا ہرگز نڈرنا اور مار ڈالنا اوسکے گلےمین لوح طلسم ہوگی اوسے اوتار لینا یہ کہکر وہ حضرت تو تشریف لیگئے اور شہزادے کی آنکھ کھلی پھر وہی اسم پڑھا اور آنکھین بند کرلین تھوڑے عرصے مین زیر میل اپنے تئین زمین پر کھڑا پایا سجدۂ شکر بجالایا اور اوس حصار مین جو درجے بنے تھے اول درجے کی جانب چل نکلا

بیان مرحلۂ اول جانا شہزادے کا اور ملنا ایک باغ کا اور آنا لوح دار جادو لشکل تاجدار اور مارا جانا اوسکا شہزادے کے ہاتھ سے اور ملنا لوح کا پھر مسخر ہونا اوس درجے کا اور آنا طرف درجۂ دوم کے شاہزادے کا

غرض وہ جانور گاہ بلندی گاہ پستی کا متوجہ ہوتا وہ شہسوار ابلق لیل ونہار نشیب وفراز عالم ملاحظہ کرتا
جاتا پران پران قریب حصار لایا دیکھا تو وہ توپین جو وہان لگی تھین خودبخود چھوٹین اور دروازے
اور کمرے جو بند تھے از خود کھل گئے ایک لمحہ مین ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت بہ لباس سپاہیانہ
پیدا ہوئے اور شہزادے کا استقبال کیا اور کہا اے فاتح طلسم خوش آمدی وصفا آوردی
اور وہ طائر اون آدمیونکی جانب چلا شاہزادے نے مکتوب کو دیکھا اوس سے واضح ہوا کہ یہ مردمان
طلسمی دشمن جان ہین انکی طرف نجانا بلکہ خنجر کھینچکر اس جانور کو دکھانا یہ خوف سے دیوار
حصار پر لائیگا جب تو خنجر اوسکے گلے پر رکھیگا وہ زمین پر پہونچائیگا وہان پہونچکر اوس جانور کو
ہلاک کرنا کچھ نہ باک کرنا بموجب ارشاد قرطاس شہزادے نے خنجر اوسکے گلے پر رکھا وہ جانور
سر دیوار حصار لایا پھر شاہزادے نے خنجر سے اشارہ کیا اوسنے زمین پر اوتار دیا اسنے فوراً اوسے
خنجر مار دیا وہ جانور تڑپ کر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا اور ایک شور وغل ہوا توپین چلین
تھوڑے عرصے مین وہ غل برطرف ہوا اب شہزادے نے دیکھا کہ جہانتک بیک نگاہ روانہ ہوتا
ہے وہی دیوار حصار نظر آتی ہے اور ایک جانب کوس بھر کے فاصلے سے سات دروازے
عالیشان بنے ہین وسط حصار مین وہ میل جو باہر سے دکھائی دیتا ہے قایم ہے اسنے مکتوب
کو دیکھا اوسمین معلوم ہوا کہ اس اسم کو پڑھ کر میل پر دم کرو وہ خودبخود گھٹ جائیگا اوسپر چڑھ جانا
اسمین راہ گنبد حاجت روا ہے وہان جاکر دعا کرنا لوح طلسمی عنایت ہوگی اوسی سے فتح طلسم
بعنایت ہوگی شاہزادے نے اوس اسم کو پڑھکر میل پر دم کیا ذرا نہ تامل کیا دیکھا تو وہ میل گھٹ
گیا شہزادہ بسم اللہ کہکر اوسپر چڑھ گیا خودبخود آنکھین بند ہوگئین جب کچھ عرصے مین آنکھ
کھلی اپنے تئین اوس گنبد مین پایا ہزارہا ستون مکلل بجواہر جہان استادہ تھے اور بہت سے
مصلے بچھے تھے اور ایک نہر مصفا پانی سے جھلکتا تھا بہت سی تسبیحین رکھی تھین اور محرابین بیشمار

یہ جلدی جلدی قریب اوس درخت کے آیا دیکھا تو وہ درخت بہت بڑا ہے جسکی درازی اور بلندی نے کوسون تک صحرا کو گھیر لیا ہے جب شہزادہ وہان ٹھہرا ایک سناٹا ہوا کہ وہ دشت تھرا گیا جانوران صحرا گور و گوزنان کو غش آگیا ایک طایر کو دیکھا کہ پرواز کنان آتا ہے جسکے پرونکے صدمے ہوا سے طبقۂ زمین کا اوڑا جاتا ہے شاہزادہ ازبس خایف ہوا لیکن دلکو غالب کل غالب کی مدد کے بہروسے پر مضبوط کیا جب اوس جانور نے درخت پر قرار لیا شاہزادے نے فرمان خط قضا یعنے وہ مکتوب سامنے کیا وہ طایر اپنے لکہے کو دیکھکر رویا اور منقار اوٹھا کر ایک نعرہ مارا کہ دشت مین شیران ژیان و پیلان دمان کو غش آگیا ہر ایک کرگدن مست گھبرا کے اپنی سپرون مین در آیا بس ادہر تو یہ چلایا شہزادے نے کمان کیانی مین تیر یازدہ مشت زرنگ خدنگ شستہ سوفار عقاب پر کو پہنایا مرغ نے پر لیس ہو نعرہ اللہ اکبر بلند فرمایا اور تیر کمان سے سرگوشی کر کے چلا اجل اوس جانور کی دامنگیر ہوئی تیر ہدف سینہ پر بیٹھکر تو وہ پشت کے پار گذرا قادر بیچون کی قدرت سے وہ جانور زمین پر گرا مصرع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ادہر تو یہ مرکر گرا ادہر صحرا کی جانب سے پہر سناٹا ہوا دیکھا تو جانور بیشمار قطار قطار اوڑتے ہوئے جنگل کیطرف سے پیدا ہوئے اور شہزادے پر آکر اوسنے حملہ کیا اسنے اوس طایر کو کہ جسے تیر لگا یا تھا اوسکے رخت ہستی کو پارہ پارہ کر جامہ حیات سے معرا کیا اور گوشت کے پارچے اونکو دیے جب اون جانورون نے گوشت کھایا سب آپس مین لڑنے لگے ایک ایک سے دو دو جنگ کرنے لگے یہانتک کہ سب لڑکر مرگئے جب ایک جانور باقی رہا جا ہا اوسنے اوڑجائے شاہزادے نے دامن ہمت کمر شجاعت سے باندھا جست کر کے پشت پر اوسکی آیا اپنے تئین مثل سلیمان ہوا پر سریع السیر بنایا ہر چند وہ جانور تڑپا مگر اس شہسوار نے رانونمین گانٹھا کچھ بس نہ چلا آخر ایک سمت اوسنے پرواز کی اسنے گردن اوسکے مضبوط پکڑ لی اور یہ کہا مولف عنایت تیری چاہیے کردگار ✤ کسیکا بہروسا نہین زینہار ✤ دیا مور کو تونے وہ مرتبہ ✤ کہ اوسکو سلیمان کا ہمسر کیا ✤

نہ گھبرانا فوراً اوسے نشانۂ تیر بنانا اوسکی آواز سے بہت سے جانور گوشہ ہائے صحرا سے پیدا ہونگے اور
تجھپر حملہ کرینگے ہرگز اونسے نہ لڑنا مگر گوشت اوس جانور کا اونکے قریب پھینکنا وہ کھا کر آپس مین لڑینگے
یہانتک کہ سب لڑکر مر جائینگے جب ایک رہجائے اور اوڑنے کا قصد کرے جست کر کے اوسکی پشت
پر سوار ہونا وہ طلسم مین پہنچائیگا اور کسیطرف سے راستہ نملیگا بس یہ معلوم کر کے شہزادہ مارے
خوشی کے اوڑ چلا بال شوق راہ جانان مین واکیا اور جنوب کا راستہ لیا فراق یار ہمراہ لب پر
نالہ و آہ دشت کا سناٹا اسکے دل مین رنج کا کانٹا کھٹکتا لالہ نمط سینہ مین داغ دولت عیش و
کامرانی سے فراغ نخل تمنا بی برگ و بار فرحت کی بستی اوجاڑ دوش پر فرقت دلدار کا بار آنکھوں سے
اشکوں کے چشمے جاری ہاتھوں سے گریبان عاری دلمین عشق کی ترنگ جوانی کی امنگ دشت
نوردی کی بہار آبلوں کے خون سے تر دشت کے خار آہوان صحرا کی آنکھوں سے چشم محبوب کی یاد
آتی پھر تسکین اس کلام سے جان زار پاتی ـ٥ چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے +
وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے + اسیطرح جوش جنون مین روان زیر قدم دشت
و بیابان اور یہ غزل مؤلف کی برزبان **مؤلف** عیش و راحت کا جنون مین مجکو سامان
ملگیا + تلوے سہلانے کو کانٹوں کا بیابان ملگیا + دشت گردی نے لگایا تنگی عریانی کو داغ +
مجھہ گریبان چاک کو صحرا کا دامان ملگیا + تیرہ بختی دیکھیے صحرانوردی مین مجھے + راہ بھکانے کو
ایک غول بیابان ملگیا + بخت جلم نازکا اوسوقت ہوگا امتحان + بیوفا تجھسا مجھے گر کوئی جانانہ
ملگیا + مرگ نو کی راہ کا بلہ نہین ایجان بہت + تو وہ دلسے میرے وہ تیر مژگان ملگیا + خانۂ تاریک دل
مین دلکے جو وہ آیا ہے جاہ + اس اندھیرے گھر کو وہ شمع فروزان ملگیا + اسیطرح یاد دلدار
مین صدف چشم سے گوہر اشک بہاتا چلا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیونکا سہرا
اوسکے رخ زیبا پر آراستہ کیا تھا غرض کہ بہزار خرابی وہ راستہ طے کیا دور سے وہ درخت دکھائی دیا

تھی زیر دیوار خندق پر آب لیکن پانی سرخ رنگ جیسے شنگرف روزگار کی کھرل مین کاتب قدرت نے حل کی تھی کاریگری بے بدل کی تھی جانوران دریائی مثل نہنگ خون آشام ہر بار سر نکالتے تھے ہر طرف غوطے مارتے تھے اور گرد خندق ایک سبزے کی تحریر جیسے کاغذ سرخ پر زنگاری سیاہی کی لکیر شاہزادے نے چاہا کہ اوس خندق کو پھاند کر پار جائے کسیطرح دروازہ حصار کا پائے اوس سبزے سے کچھ شعلہاے آتشناک تم نکلے اوراس سوختۂ آتش ہجر محبوب پر مثل تیر شہاب آئے شہزادہ گھبرایا ذوالجلال کی پناہ مین آیا اور اوس طرف سے پھر آیا لیکن نہایت بیقرار ہوا اور اپنے بخت ناکام سے کہتا تھا کہ اے واژگون کچھ راستی پکڑو والا نہ مین رک رک کے مرجاونگا اپنی جان سے گذر جاؤنگا اور کبھی گردون سے مخاطب ہوکر یہ کہتا کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہے کہ مجھے فرقت دلدار مین جانکنی ہے اور خدا سے دعا کرتا میر حسن ملا میرے دلبر کو مجھسے خدا ٭ نہین تو میرا دل ٹھکانے لگا ٭ اسیطرح گرد خندق کے دور تک گیا پھر تھک کر آخر کو پھرا جہان تنگ گیا یہی سامان نظر آیا آخر کار اوس بیتابی مین حضرت عشق نے یہ سبق پڑھایا دل زار کو اس بات پر قرار آیا کہ اس کاغذ کو کھولو جو پیر مقدس نے عنایت کیا ہے شاید عقدہ کار وا ہو حاصل مدعا ہو اوسکی تحریر سے زلف مسلسل کی یاد بھولی گل خورشی باغ خاطر مین پھولی سیاہی اوسکی قرطاس امید کی سفیدی دکھلائے سرخروئی حاصل ہوجائے زردی غم کی صفحہ دلسے دہو جائے سبز بختی سے دل باغ باغ ہو گلزار تحریر کے باعث الم سے فراغ ہو یہ سوچ کر بسم اللہ کہہ اوسی بازو سے کھولا پہلے تو حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی کو تحریر پایا خوش ہوکر آنکھون سے لگایا بعد اوسکے لکھا تھا کہ اس طلسم مین خندق کیطرف سے ہرگز نجانا جنوب کیطرف جانا جہان پر ایک درخت بہت بلند تمام اشجار عالم سے ارجمند ملے وہان ٹھہرنا پاے استقامت دہرنا اوس پر ایک جانور عظیم الجثہ رہتا ہے اور اوسکی سبز منقار ہے نام اوسکا مرغ اسرار ہے اور تمام جسم اوسکا سرخ گلنار ہے اوسے اس کاغذ کو سامنے کھڑے ہوکر دکھانا وہ ایسا غل کریگا کہ صحرا تمام ہلجائیگا مگر تو

چلین غرض شاہزادہ وہان شہرِاشاہ نے ایک خیمہ علیحدہ عنایت کیا ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوا دی
شاہزادے نے وہان ارام کیا مگر خیال محبوب مین نیند نہ آئی تمام شب طبیعت گھبرائی یہانتک کہ ہزار
خرابی غم مین اسکے گریبان سحر چاک ہوا اور ماتمکدہ مشرق سے مثل اختر سیہ بختان آفتاب صف ماتم نیلگون
سپہر پر باچشم سوزناک متمکن ہوا یہ محرور آتش اشتیاق دربار مین آیا بادشاہ نے اسکو دیکھکر مرکب سواری کا
منگایا پھر شاہزادہ اور آپ سوار ہوا اور طلسم کی جانب چلا تمام میلے مین غل ہوا کہ ایک اور کسی ملک
کا شاہزادہ طلسم کی فتاحی کو جاتا ہے اپنی جان گنواتا ہے تمام مرد و زن نے ہجوم کیا شدہ شدہ اس
پیر نے اور ملکہ خورشید جمال نے بھی سنا حسرت سے سر دھنا اور وہ پیر اور رفقا یعنی تاجر اور قزاق حاضر
ہوئی شاہزادے سے عرض کرنے لگے کہ ہم آپکے ہمراہ ہین ہردم ہوا خواہ ہین شہزادے نے بادشاہ سے
کہا کہ انکو آپ اسی قصر مین تا واپس آنے ہمارے جگہہ دین چہہ مہینے تک غلام کا راستہ دیکھین
اگر مین بعد چہہ مہینے نہ آؤن تو انکو رخصت کر دیجیو گا کچھ تامل نہ کیجیو گا اور اوس پیر سے ان لوگونکی
دلجوئی مین تاکید فرمائی جب دور سے حصار طلسم نظر آیا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جو چار دیواری ہے
یہی حد طلسم بنی ہے شہزادے نے کہا خدا حافظ غلام رخصت ہوتا ہے شاہ وہان سے اسکے رفیقون
کو لیکر پھرا اور شاہزادہ کچھہ راستہ طی کر کے قریب حصار آیا اوسکو نہایت مستحکم پایا جابجا عمارت اور
قصر رفیع دور سے دکھائی دیتے تھے اور ایک جانب کچھہ درجے بطور قلعے کے آراستہ تھے برج بارے
فصیل کنگرے سے پیراستہ تھے برنجی و آہنین ڈہلی ہوئی توپین لگین سامان حرب و ضرب تیار تھا
ایک سمت مکانات نفیس اور باغ پر بہار تھا کہ درخت اوسکے جو سر کشیدہ تھے وہ حصار کے باہر سے
معلوم ہوتے تھے اور بیچ مین حصار کے ایک گنبد طلائی بطور محل کے بنا یا یا اور سر محل پر ایک کلغی بڑی
تکلف کی نصب تھی اوسپر ایک شبیہ سورج مکھی کیطرح لگی تھی کہ وہ از خود پھرتی تھی چار دیواری کو
طلسم کی منقش اور مطلا پایا ایک خشت طلائی اور ایک نقرئی لگی تھی گویا بہشت کی نقل اوتری

فلک زمین بوس خدمت تھا ہر ایک پایہ پر فتح وظفر کو قرار اور جاہ علو کو بانند مجرائیوں کے اوسکا بارمین و
برکت جلیس ہین ولیسار دولت وثروت انیس بہرام فلک جہان کے انتظام مین مشغول ہونا آرام جانے
کیوان قمر جبیں کی زبان پر بارک اللہ مگر کب اوسکا رتبہ بیجا نے روزگار کی زبان اوسکی ثنا مین یوم السبت
والخمیس کو نہین بلکہ ہمیشہ ماشاء اللہ گویان دبیر فلک کی منزل سعادت اوسپر قربان ۔ عجب بارگاہ
عجب گیرودار تھا ۔ تو گوئی کہ یک عرش وکرسی ہزار ۔ عجب اوس بارگاہ کا ڈھنگ فرط ادب سے سکتے کا
سا سبکا رنگ غرض بادشاہ کے روبرو جب شاہزادہ آیا رسم سلام بطور شاہ وشہریار کے بجا لایا بادشاہ
نے ایک دنگل زرین قریب تخت بچھوا دیا بیٹھنے کا حکم فرمایا شہزادہ آداب بجالا کر بیٹھ گیا شاہ نے اسکے
جمال اور حسن بیمثال کو دیکھکر متعجب ہو کے حسب ونسب کو پوچھا اسنے عرض کیا کہ حقیر کو شاہزادہ قمر سیما
کہتے ہین اور ملک خورشید تاجدار کا فرزند ہون پھر حال تاجر اور جنگ قزاق اور شمہ ذکر تصویر پر عاشق
ہونا اور یہانتک پہونچنا بیان کیا جب قہرمان نے جانا کہ فرزند بادشاہ عالیجاہ ہے نہایت افسوس کیا اور کہا
اے گرامی اختر سپہر شہریاری میرے ملک مین یہان سے کوس بھر کے فاصلے پر ایک طلسم ہے اوسکے
لیے مینے شرط کی ہے کہ جو کوئی اوسے فتح کرے اوسکے ساتھ شادی ملکہ کی کرون اسیوجہ سے مین مجبور
ہون وگرنہ اوس دختر کو تجھسے منسوب کرتا کسلیے کہ بہت سے شاہزادے اسی تمنا مین آئے اور مارے گئے
جانسے بیچارے گئے اب اس شرط سے انحراف مشکل ہے او نوجوان یہ کڑی منزل ہے مین تمکو اموات
مالی وملکی مین اختیار دون اس امر سے باز آؤ اپنی جان بچاؤ شہزادے نے جب یہ کلمہ شفقت آمیز سنے
عرض کیا کہ اب آپ کی یہ بڑی عنایت ہے کہ اوس طلسم مین جانے دیجیے مین نے جان دیدی اس کام
سے باز نہ آؤنگا کسی طرح سے ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا غرض بادشاہ نے بہت سمجھایا مگر اسنے عرض کی کہ
غلام کو اپنے گھر کی حکومت کیا کم تھی جو حضور کے یہان قناعت کرون بسر بافراغت کرون جب
شاہ نے دیکھا یہ نمانیگا فرمایا کہ صبحکو اوس جانب بھیجدونگا آپ شبکو آرام کرین سحر کو میرے ہمراہ

لخلخے وغیرہ رکھے تھے اوسکی خوشبو سے جب غش سے افاقہ ہوا پھر محو نظارہ جمال یار ہوا دیکھا تو ملکہ اون قبرونکے قریب نگیرے کے نیچے جو مسند بچھا تھا جاکر جلوہ فرما ہوئین اون عاشقون کی روحین بلاگردان ہوئین بلکہ شرمندہ ہوئین کہ آتش لحد پر یار آیا ہے میرے شرمندہ کرنے کو ہے نہ منہ دکھلانی کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا غرض جب تک محبوب سامنے جلوہ گر رہا شاہزادہ گلچین گلشن جمال تھا یہانتک کہ شاہد روزگار نے نقاب سیاہ پرند مشکین ظلمت کی رخ زیبائے نہار پر ڈالی اور شاہ انجم تخت فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ آہستہ سے زیر بام آیا اور اوس پیر سے ملاقات کر کے کہا کہ مین اس میلے مین پھر جلکر آتا ہون اوسنے عرض کیا کہ سواری موجود ہے سوار ہو کر سیر کیجیے شہزادے نے کہا کہ مین ابھی آتا ہون تھوڑی دور تک جاتا ہون یہ کہکر وہانسے روانہ ہوا قریب بارگاہ پادشاہ یعنی ملک قہرمان عدو سوز پہونچکر نقارے پر چوب لگائی لیساول اور چوبدارون نے آگاہی پائی اور یہان بادشاہ کے کان مین بھی صدا آئی حکم دیا کہ کوئی اجل گرفتہ کشان کشان اس دشت مین پھر آیا ہے جلد سامنے لاؤ اوسکی کیفیت ہمین دکھاؤ کچھ لوگ آئے شہزادے سے کہا چلیے شاہ نے طلب کیا ہے یہ پیام اجل آیا ہے اسنے کہا ع تا سر نہ دہم پا نکشم از سر کوئیت + نامردی و مردی قدمی فاصلہ دارد مین کب ڈرتا ہون چلو چلتا ہون غرض اوس بارگاہ مین شہزادہ داخل ہوا دیکھا تو عجب بارگاہ عالی استادہ ہے فرش شاہانہ گسترده ہے اور سامنے ایک چہل ستون آراستہ ہے چمن بندی کی ہوئی جواہرات کے درخت جنکی خوشبو نین عطر بھرا ہے ستونونمین جواہر کی پچی کاری ہے طنابین ابریشم سرخ کی زرتار ہین میخین طلائی نگیرے خوش نگار ہین شاہان اولوالعزم کے ایکطرف گرد سوارون کے ذرجی اوسمین بنے افسران فوج اور عہدیداران سلطنت چہل ستون مین زیب دہ کرسی و دنگل ہین پہلوانون کی جنگل مین اور حکیم ندیم بارہ سو شاہان روئے زمین حاضر ہین اور سامنے تخت پر ایک بادشاہ جلوہ گر ہے وہ تخت کہ لوح لوائح تلمیع تھا جواہر اعلے اور بیش بہا اوسمین جڑا تھا اور اوسکی رفعت مرتبت پر

جب تیرا بنایا کالبد + پاؤں صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیاں + ٹھوکر سے پاؤں کی اعجاز مسیحائی پیدا رفتار سے قیامت برپا آتش منکر روز قیامت بہت بے اعتقاد + لا کبھی اپنے شہیدوں کی بھی

غرض عجب انداز سراپا ناز سراپا

بت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ۔۔۔ وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی اڑ جائیں ہوش
غرق دریائے جواہر میں قدم سے تا فرق ۔۔۔ زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیوں میں تابش برق سر طور ۔۔۔ اختر بخت صبیحان تھا کہ نجم در گوش
روئے تاباں تھا کہ میری شب امید کی صبح ۔۔۔ میری طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکے محبت کا دل بہ رہین داغ ۔۔۔ خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
چشم میگون وہ جو توبہ شکن زاہد ہو ۔۔۔ چشمک مست وہ مدہوش ہوں جس سے مدہوش
حلقۂ چشم سیہ یاد میخانہ ناز + ۔۔۔ مردمک آنکھ میں یا مغبچہ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے لبان گلبرگ ۔۔۔ تبسم صفت غنچہ دہان خاموش
شیشہ سیکدہ حسن گلوے زیبا + ۔۔۔ جسمیں معمور نزاکت کی شراب سرجوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال ۔۔۔ نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ۔۔۔ بیحجابانہ کبھی جلوہ نما گہہ روپوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے ۔۔۔ نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

جب یہ شاہزادے نے جمال مصر تمثال ملکہ خورشید جمال کو دیکھا یا تو ایک پارچہ کاغذ پر دیکھا تھا اب تو ہزاروں ناز و انداز سے معائنہ کیا یہ کیفیت ہوئی کہ ابیات ملک دلبر عشق نے جب آنکر کیا + گھر لیا املاک میں اورنگ پر دعوے گیا + بھیجکر کوچہ بکوچہ وہ بڑہ فوج جنون + کرکے الٹ پلٹ عمل برپا کیا + دفعتاً ایک سناٹا آیا اگرچہ اپنے تئیں سنبھالا مگر غش آگیا وہاں

کلمہ اقرار مین زندہ جاوید ہوجائے اور چاہ ذقن مین صدہا یوسف دل غرق ہر ایک کو عزیز باو ولے
اوسکے عشق مین بڑے بڑے صاحب تمیز گلوی نازک مین سرخی کی پان کے لگیر جیسے بیاض گلو پر
مطلع حسن شنجرف سے تحریر پائی گلگون شیشے کی گردنسے نمایان اور سینہ بکینہ نسبت عاشقونکے
پراز جور و جفا پستان کا اوسپر ابھار گویا نخل حسن مین ثمر نور اظہار صاف و شفاف بقول مولوی
فرد ع سطح سینہ پہ تیرے اوبت نوخیز یہ کیا ؎ ابھرا ابھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا ؎ وہ اونکا
نکلاین کہ واسطے عشاق کے سنان جگر فگار فرد نارپستان کی کیا لکھون تعریف ؎ یہ تو میوہ ہے باغ
رضوان کا ؎ اور شکم کی تعریف لوح سیمین پرانی بات ہے مگر منبع حسن بھی ایک صفات ہے اور یہ
بات سب پر آئینہ ہے کہ سکندر نے اوسکے شکم پر حسد سے پیٹ مارا آئینہ بنایا مگر مقابلے کے وقت قلعی
کھل گئی رشک کھا کر اندھا ہوا ایسا دلمین غبار آیا اور کمر تو استاد زلف کہ اسکے پیچ و تاب نے اوسکو
انداز بل سکھایا اسکی پیروی سے اوسمین پیچ و خم آیا مثل عنقا بے نشان مگر نام آوری سے صاحب
نشان تار خط شعاع مہر یا آئینہ شکم کا بال لکھون تو بھی زیبا مگر ناف کی گرہ سے یہ عقدہ کہ شکم بحر حسن اور
موے کمر موج ناف گرداب ہے کہ دل عاشقان شیدا کا اوسمین غرقاب ہے آگے جائے خاموشی
مقام شرم ہے کئی تشبیہین لکھتا ہون یہی کافی ہے اگر بہت مشتاق ہے گندم آدم فریب مشہور ہے
ع زیر دامنت چیزے عجیبے ؎ شگاف گندم آدم فریبے ؎ دل نے دو چشمی ہی کا سر اتجویز
کیا اور نہال حسن کا تھالہ کہا پھر دو ہلال کو بھی ایک جگہہ دیدہ دل نے دیکھا اور ساق پا کو شاخ
بلور لکھا پھر شمع نورانی روشن ہوا کہ بدیت لے سر سے تا بہ ناف تو تھا حور کا بدن ؎ رانین بنا گیر
گوندہ کے سید اشہاب مین ؎ پاونمین قیامت کی چال کفک پا حنا سے لال جسکے مقابل
شفق چرخ شرمندہ جیسا آتش نے فرمایا ہے آتش چرخ نیلی ہے بہت اپنی شفق پر نازان
بام پر آکے ذرا تو کفک پا دکھلا ؎ بلکہ ناسخ کا یہ قول ہے ناسخ صانع عالم نے

مسجد تعمیر کرکے اپنا گھر بنایا یا دست و بازوے جلاد حسن پیدا کیے یا واسطے مردم چشم کے تیغے ہویدا کیے اور
مژگان کو خدنگ ابروے کمان یا واسطے تاراجی کشور دلہاے عاشقان صفین ترکان چشم کی آراستہ
یا آشیانہ مرغ نگاہ اور چشمان مست کے روبرو تو نرگس شہلا شرمائے بیمار ہوجائے قیامت کے قیام کی جا
اجل کا عاشقون کے رہنے کا ٹھکانا اوس مست حسن کے روبرو ہر ایک ہوشیار سرشار ہوجائے اون
آنکھون کے روبرو سامری بھی فریب کھائے غزالان دشت آنکھ نہ ملائین انسان کیا حورین تک
شرمائین وہ آنکھین وقت غضب نیرنگی ایام کی کیفیت دکھائین سیاہی اور سفیدی پر لیل و نہار تصدق
گردش بر گردش روزگار شیدا کیا امکان کہ زمانہ خلاف ہو کب اوسکی تقصیر معاف ہو جادو مکین سحر
آفرین سرمہ دنبالہ دار کو زبان آہوے دشت حسن کہون یا موجہ چشمہ نور و لطافت لکھون بقول مولف
آنکھین اوستاد سامری تھین ۔ مد نشے مین شباب کے بھری تھین ۔ دنبالہ کب اونمین سرمے کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا ۔ اور رخسار نازک و شفاف کے روبرو نیر اعظم خیرہ اوسکی ضیا
شرماکر نقاب سحاب حائل عارض کرے قمر کا سینہ اوس رخ کے سامنے داغدار بلبل اونھین دیکھکر
اپنے گلونسے بیزار جب آفتاب رخسار ونسے آنکھ نہ ملا سکا شرماکر اپنی ضیا سے لعل بنایا وہ بھی
برابری مین ہمسنگ نہوا اوسکے لب لعلین نے اوسکا بھی رنگ مٹایا شمس و قمر شب و روز شوق
دید مین سرگردان آئینہ سکندر حیران لیکن مصحف براے تلاوت عاشقان اور تابندگی سے
فقط سورۂ نور لکھو جب بھی قرین اعتقاد عاشقان اور دہن تنگ صورت غنچہ خموش بلکہ گل
و غنچہ کو کبھی منہ نہ لگائے کہ اوسکے منہ سے تو بو آتی ہے یہ دماغ اوسکا کہان طبیعت سونگھنے
سے گھبرائے اگر کبھی لب نازک سے بات کرے زبان کے ہلنے سے یہ ثابت کہ رگ یاقوت پر
نشتر لگائے شیرینی گفتگو کی فصیحونکا لب بند کرے وہ لب اقرار وصل عاشق نہ پسند کرے کبھی
وعدہ پورا نہوا امروز فردا ہمیشہ رہے جب وہ مرجائے اوسوقت شان مسیحائی آشکار ہوا ایک

اور اوسمین ملکہ خورشید جمال سوار جیسے آفتاب برج حمل مین تابان اور گرد اوس سکھپال کے ہزار بارہ سو کنیزان زرین پوش کی سواریان غرض آتے آتے بادشاہ بارگاہ مین داخل ہوا اور سواری ملکہ کی اوس قصر مین اوتری شہزادے نے بام پر سے دیکھا کہ بیچ مین تو ملکہ اور گرد خواصونکا ہجوم ہے عجب ایک دہوم ہے جیسے گرد ماہ تابان سیارگان ہوتے مین ملکہ خواصون کے کاندہون پر ہاتھہ رکھے آہستہ آہستہ خرامان ہے اور اوسکے حسن وجمال کی کیا صفت بیان کرون کہ زلفین عنبر بو مشکفام لیلائے لیل کو شرمائین دل عشاق کی پریشانی پر ذرا رحم نکھائین مسلسل اور پیچدار لاکھون دل جسمین پہنسے رہین کمند گردن خواستگار باد صبا اوسکے بوئی دل آویز پر نثار جس سے دماغ آہوان دشت ختن معطر رشک سے خاطر تار تار کہ ہوس تری زلف کی بو کو جو باد صبا گئی لیکے ختن مین زراہ خطا ٭ اوٹھین شوق جو دید کا تیری ہوا کو بی آہو بدشت ختن نرہا ٭ بلکہ غالب فرماتے ہین بیت نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین ٭ تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین ٭ اور جبین نور آگین کو جائے طلوع صبح کہون یا مطلع حسن لکھون یا لوح سیمین تصور کرون مگر قسمت سے مضمون ہاتھہ آیا جو پیشانی تھی وہ پیش آیا یعنے پیشانی کو رتبے مین سپہر خوبی کہون اور افشان کو ستارے لکھون للمؤلفہ دیکھکر پیشانی اوس مہ کی شب تاریک مین ٭ مجکو تارونکا گمان ہوتا ہے افشان کیطرف ٭ لیکن خیال نازک سے بعید ہے یہ گفتگو ناشنید ہے کہ پیشانی نورانی کو آسمان سیہ رو سے ہمسر کرون اور تشبیہین شعلہ حسن وغیرہ کیا دون قلم شرماتا ہے کاغذ چین رجبین ہوا جاتا ہے ان سب سے علیحدہ نور طور کہون خلاصہ یہ کہ قدرت خدا لکھون اس کلمے پر کلیم کو حیرانی ہے نافہمون کے نزدیک لن ترانی اور سرگردانی ہے مگر نزدیک صاحب معرفت سربلندی ہے یہی تحریر تقدیر کی ارجمندی ہے اور ابروان خمدار مقوس کو کمان ترکان چشم یا سر وسیان کہون یا محراب ومقام سجدہ لعبتان جہان لکھون یا شاعر قدرت نے مطلع حسن تحریر کیا یا ساقی ازل نے چشمان مست خمخانہ خرابات کے نزدیک

طلائی اور نقرئی پہنے ساحرون کی صورتین بنائے استاد کی جے بولتے ترسول اور پنسول لگلتے شعبدے
رنگ برنگ کے کرتے کسی جا تاجر جواہر اور اشیاے تجارت خرید و فروخت کرتے کہین بساط خانہ کہین
جانورونکا بازار کہین کمہار کھلونے بانے بھونونکے کھلکھلے بیچتے کہین صراف چادرین بچھائے روپے
پیسونکا ڈھیر لگائے لین دین مین مشغول تھے غرض اسیطرح کے سامان معقول تھے شاہزادہ دیکھہ
رہا تھا کہ یکایک شور و غل مچا اور نشان ہاتھیونپر نمودار ہوئے تاش تمامی کے پھریرے اوڑتے ہوے
ہاتھیون پر زرد و سرخ جھولین پڑین نشان بردار بہت نفیس پوشاکین پہنے علمونکو جلوہ دیتے
آے بعد اونکے بہت سے شتر جنکے زینون پر شترنالین طلائی لگین زنبورچیونکی گلون مین قبائین زرد
گلنار پڑین سر و بر قزلباشی ٹوپیان پاؤن مین موزے پہنے اور اونٹونپر جھولین باناتی سقرلاتی چار
حاشیہ کی ڈالے ہوئے نکلے اور یساول چوبدار مردہے سامان ماہی مراتب اور ہزار بارہ سے خاصبردار
باہم تھل کے تھل باندھے باناتی جوتی جرمانے کمر و نسے ساز سنگر ڈالگا نے بندوقین توڑے دار
لیے جنپر غلاف باناتی چڑھے متشردونکے پاجامے الملسونکے دگلے پہنے نکلے پھر نقیب اوازین لگاتے بڑھی
عمر و دولت شیران بہادر ادب سے اور تفاوت سے غل مچاتے کہ پلاتون جوانو بڑھے جاؤ
دو جانب سے باگین لیے آؤ ہو اوسکے بعد ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ تخت پر سوار تاج شاہی بر سر
اور لباس فرمانروائی چار قب شہنشاہی در بر مالے موتیونکے پہنے جواہر بازوپر باندھے ذاب
کہ جسکے پر زرو ہر دل انسان کا برزے برزے کمر سے لگائے دونو جانب تخت کے وزیران سلطنت
مشیران بہت ہمراہ چنور بال ہما کا لیے مگس پرانی کرتے اور پس تخت بہت سے افسران فوج اور
رسالدار مسلح مکمل کچہ پیادے ہاتھونمین فقط تلوارین لیے جنکی سبز و سرخ کوتھیان نقرئی اور طلائی
اونپر چڑہی ہین اور مردہے نواب ناظر جال ادب کا اور قرق زنجیر ڈالے ہوئے اور ہر ایک کا مجرا اور
سلام ادا کراتے ہوئے اور ایک سکھپال جسکی کہاریان برق وش پری چہرہ ہمثال اور

زندونمین + پیارے فرق ہے دم ہی کا مردی اور زندون مین + کبھی کہتے تھے فرد نہ آزاہد کے بہکانے
مین تو جو دہن کا پکا ہے + بہشت ایک باغ ہے دوزخ فقط شرعی دہشت کا ہے + طرہ اور کلغی دار
بجا کر گانا ارے او میان کا شور مچانا کہین ستار بجتا دوتارہ چھڑتا انواع طرح کا سوانگ آتا ساقیونکی
آنکھونمین سرخ سرخ دوڑے نشے سے پڑے ہوئے لوگونکا اوارے کسنا اونکا مسکرانا غرض اب خوب
میلا جما ہر طرف خوانچے والے مٹھائی کھٹائی لیے پھرتے تھے کہین گلفروش کم کو کسے پھولون کے گہنے ہاتھہ مین لئے
کاندھی پر ڈالے معطر بیلا کہتے تھے کہین قلیان دھوان دھار ساقی پلاتی تھے اور ایکطرف شرفائے
روزگار سیر کنان مع دوست و احبا جمع تھے سواریونسے اوترکر واسطے دیکھنے سیر و کیفیت میلے کے خرامان
خرامان روانہ تھے اور سواریونکی گھوڑے پالکی نالکی فیل معہ ہودج وانباری اور بگھی کسی سمت ٹھہری
تھی کسیطرف کچھہ لوگ علیحدہ فرش بچھائے افیون کا شغل کرتے تھے گنے خوشنمائی سے چھیلتے تھے
گنڈیریونکی تقسیم کا عجب رنگ کہ ہر شخص شریک صحبت کو پہونچ جائے تھوڑی ہو یا بہت پوست کے
لبون تک ضرور وہ چیز آئے ان لوگونکی صحبت اختلاط دیکھکر اور محبت دوستونسے انسان کو زیادہ
ہوجائے کہین کوئی شعر ایک کے جواب مین دوسرا پڑھتا ڈھولک بجتا اہل پولس کوتوال شہر سرگرم
انتظام چور گرہ کٹ اوچکے کی فکر مین سزا دینے کے فکر مین عجب طرح کی گہما گہم دھوم دھام یارون
کی قہقہے ہر طرف جمگھٹے شاہدان بازاری سے آنکھین لڑانا ایما اور اشارون سے اونکا مسکرانا کہین
کسیکا بہروپ بدلنا جانورونکا مثل ہیمون و خرس بازی کرانا کہ ناگون کا رقص کرنا چکارے
بجا بنیے اور بقالونکا بیٹھکر اونکا راگ سننا کہین ہمگیرے دکاندارون نے استاد کیے وہان بھی لولیان
شہر طفلان ماہ پیکر نغمہ پرداز کسی جا مطربان خوش آواز کہین اندر سبھا کہین سنپیرے کا ناچ ہوتا
بنیے بقال او سجگہ بڑی رئیس جلیون کا اور نزیلون کا بیٹا فرش پر جوتون سمیت آبیٹھنا شعبدہ بازونکا
پھرنا ڈفلے اور بانسری تختون کے آگے بجتے ہوئے کہار تخت اوٹھائے ہوے بازیگر مونڈھونپر سوار زیور

توینے سے سڑکون پر دوکانین اراستہ کین اور فرش تاش تمامی کا بچھایا اطلس و مشجر کے پردے باندھے آئینے دوکانونمین نصب کیے اور لباس زرق برق پہنے ہوئے پگڑیان رنگین گلنار نارنجی شفتالوی سرون پر باندھے ہوئے گلون مین انگھرکھے کمر سے بنارسی ڈوپٹے لپٹے ہوئے ایکطرف کو جوہریون نے جواہر کا انبار لگایا روپے اشرفیون کا ڈھیر کیا جواہر کے ڈبے کھولے ہیرا پنا گوہر شبچراغ لعل و فیروزہ پکھراج زمرد نیلم کی پرکھہ جانچ ہونے لگی اور بزازون نے دوشالون کی بدریان تھانونکی گٹھریان کھولین ایکجانب حلوائی طرح طرح کی مٹھائی سوئی چاندی کے تھالون مین چنکر خریدارون کو رغبت دلانے لگے ایکطرف سبزہ فروشون نے دکانین جمائین ہر ایک کنجڑن سنگترن ماہ پارہ میوے خوشگوار بیچنے لگین مگر میوۂ مثل سیب زنخدان نارپستان بادام چشم سے ہر ایک خریدار کو لبھاتین تھین وہ ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنانا اونمین نزاکت اور خوشنمائی سے ترکاری کا رکھنا اپسمین چھیڑ چھاڑ کرتے جانا اپنے اپنے جوبن کی بہار دکھانا کہ ؎ صدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن + کہ لے نارپستان و سیب ذقن + تمام بازار آراستہ ہوا شاہ کی جانب سے کچھ سقے آئے کھاروے کی لنگیان باندھے مشکون مین گلاب کیوڑا بید مشک بھرا دہانون پر مشکونکے ہزارے کا فوارہ چڑھا ہاتھونمین کٹتھا اور منھدی لگی اونھون نے آکر خوب چھڑکاؤ کیا پانی کے الشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا بلکہ آب خجالت سے نہلا دیا ایکطرف تخت پر تنبولیون نے رنگ جمایا ایکطرف بھنگیر نون کو پایا کہ ایک ایک اونمین عابد کش اور زاہد فریب تھی عاشق تن اونکا دم بھرتے پھر پھر کے اونھین پر میل کرتے انکے سامنے شیشے کے حقے معرق زر کیے نیچے اونپر رکھے چلمونپر چنبر چرخ آتش حسرت سے جلتا نئے نئے رنگ بدلتا شہر کے تماش بین جوق جوق آنے لگے کچھ صاحب سرور رندانہ مشرب نے قریب بھنگیرنون کے آکر جمگھٹا کیا چرس پر دم ڈالا گونہ سرور ہوا قریب جاکر بیٹھے دف یا دائرہ ہاتھ مین لیا شعر نشے کی ترنگ مین پڑھنا شروع کیے کہ ؎ نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے

لیکن لایق نہین جو بیت اللہ سے مشابہ کرون راے مسلم سے بعید ہے مگر بیت الشرف ثوابت
کہون لیکن دل تماشا بین اوسیکے طوف کا مشتاق ہے اسوجہ از راہ ادب احرام تو نکہون بلکہ حریم حرمت
کہنا روا ہے ایوان جم کا شانہ کسریٰ لکہتا تنگ حوصلگی ظاہر ہے گردون سے تشبیہ دینا دون
ہمتی باہر ہے فرش وہ کہ جسپر دیباے فلک اطلس رشک سے کبود ہوا اوس مکان مین آراستہ
شیشہ آلات روشنی کا غیرت دہ ضیائے مہ و مہر جا بجا موقع برسجا اعلام نور کا ہر جا اسباب لگا تقتلین
اوسکی رشک قندیلہاے آسمان ہانڈیان جہاڑ بلورین کنول نورانی اور نشاط افزا پردے
رنگ برنگ کے رنگین جنکی ڈوریان مسلسل رشک سلک مسلسل عقد پروین و ثریا بندش
کے تکلف کا سلسلہ اور وسط مکان مین درخت گلونکی بیشمار ہزار در ہزار قبرین پختہ وہان بنی ہوئین
اونپر ہمگیرے باسلک ہاے مروارید استادہ عود سوز اور عنبر سوز گرد رکہے خوشبویات کا بخور
ہوتا کچہ صحیفہ خوان جنکی شکلین نورانی قباے فضیلت پہنے اور عمامے سر و نیر باندہے صحیفہ
خوانی مین مشغول تہے شہزادے نے وہان فاتحہ ہر ایک قبر پر پڑہی اوس پیر نے کہا کہ اے
شہزادے اب وقت تشریف لانے ملکہ خورشید جمال کا قریب ہے یقین ہے کہ سواری اثناے راہ
مین ہو یہان اہتمام زنانہ ہوگا آپ بالاے بام چلکر آرام فرمائین میلے کی سیر و کیفیت ملاحظہ کرین
وہان کوئی نہین جاتا ہے بخوبی میلا دیکہنے مین آتا ہے جب ملکہ عالم تشریف لیجائینگی پہر جہان
جی چاہے تشریف رکہیے گا آپ کا گہر ہے کوئی مانع نہوگا اسکا تو جی چاہتا تہا کہ کسیطرح جمال محبوب
کو دیکہون فرمایا بہتر ہے تمہاری خوشی سب سے اولیٰ تر ہے یہ کہکر وہ اوج دہ خاکساران بالائی
بام آیا وہان بہی ایک شامیانہ مغرق استادہ تہا مسند شاہانہ گستردہ تہی اور سامان عیش و نشاط
مہیا تہا شاہزادے نے آکر آرام کیا وہ پیر اوسکے رفیقونکو اپنے ہمراہ دروازے پر لایا اونکو وہان بٹہایا یہان
شاہزادہ میلے کی کیفیت دیکہنے لگا عجب جلسہ نظر آیا ہر طرف خلقت کا اژدحام بازار و دوکان داروں نے

اوراوس قصر کے اندر لایا ہر ایک درجہ قصر کا شہزادے کو دکھایا کیا تعریف لکھون اور کیا توصیف کرون
لکھنے اور طاق طاق کسرے اور فریدون پر طعنہ زنی کرتے تھے خوبی کا دم بھرتی تھی شہ نشین بصد فر و تمکین بنے
سقف ایوان عظیم الشان صحن مکان صحن آسمان یا عرش نشان درہاے محراب دار جیسے ابروان شاہد
دلفریب دروازے مثل چشم لعبتان مست بادۂ حسن کے جھومتے کچھ بند کچھ کھلے ہوئے عجب قصر دلکشا
بیقصور کہ جسکی لطافت کے حور و رضوان گواہ بلکہ رشک قصور جنان اگر اوسکے درون کی محرابون
کو ہلال فلک کہون تو چرخ کی بار احسان سے پشت خم کرون اگر اوسکی زمین کو رشک سپہر چارم لکھون
تو مسیحا کو آرزومند کرون طاق اندیشہ کا کیا امکان کہ وسعت صحن کی طول و عرض کو پیمایش
کرے مہندس خیال اگرچہ فن تکثیر مین طاق ساتھ خوبی کے جفت ہے مگر مربع اور مدور اور مثلث
کی تکلیف سے مالا یطاق ہو کر کبھی نہ تاب سکے سقف منقش مثل گلشن جنان قبہ ہاے مکان
گنجینہ قارون یا غیرت شمس آسمان صفائی عمارت اور دیوار و در بر آئینہ سکندر حیران حلقہ ہاے
طاق جام جہان نما اگر نظر تماشا بین غرفہ بصیرت سے درجات دیکھے منازل قمر تصور کرے رشک
بروج آسمان و مقام ثوابت و سیارگان غبار زمین اگرچہ خاکسار مگر مرتبہ مین کحل طور یا طوطیاے
چشم حوران اور بلندی کو اوسکی اگر فکر محاسب بہت طول کرے تو کنگرۂ عرش عظیم لکھی ہر پایہ اوسکا
کرۂ ارض سے تا سما پہونچا ہوا ایسا بلند پایہ ستون ہر ایک طبقہ آسمان سے ملا ہوا اگر معمار عقل نردبان
فطرت لگائے اوسکی برتری کی انتہا کو نپائے گنبد نیلی سائبان اوسکی گنبد کے گرد آوری پر نثار
قصر قیصر اوسکے آگے تاریک تر کاخ پرویز کا سینہ ہر روزن فراخدار پر سوراخ دار شکوۂ خاقان ختن کوشک
مثل نافۂ مشک روبرو اوسکے تنگ اپنی وسعت سے بیزار محل اسکندر روم کو زنگ غیرت خانہ فغفور
کو اوسکی حوالی رنگین آتش حسرت داراے ایران اوس در کی دربانیکا خواستگار اگر بہرام فلک ارادت
منظر نگاہ سے نظر کرے برج بہرام فلک کہی منزل سعادت کہون یا جائے نزول رحمت لکھون

سرخرویونکا دسا اور بگڑ جائے کہین دلالونکی گفتگو اور بول چال مردم تماشایین خوش رفتار مرفہ الحال سقون کے کٹورونکی جھنکار طوالیفونکا کمر و نیز ہجوم عاشق تنونکی دہوم جھنگڑ نون کے تخت آراستہ اور دکانین حکاک نگینہ سازونکی ہراستہ کہین سادہ کار خوش پرکار کہین صراف و ساہوکار کسی جا گلفروشونکی بہار کہین روغن فروشونکی قطار کہین نان پزون کی دکانین قطعہ دار غرضکہ عجب شہر آباد رعیت دلشاد ہر طرف ناظر و کوتوال شہر سرگرم اہتمام بہت بڑا انتظام شہزادہ سیر دیکھتا ہوا ہمراہ تاجر ایک کاروانسرا در یافت کر اوترا وہان رفیقون نے تمام سامان آرام مہیا کر دیا یہ اوسجا آرام گیر ہوا در جانان کا فقیر ہوا اسیطرح چندے فرقت دلدار مین بسر کی یاد رخسار و زلف مین ہر شام سحر کی یہانتک کہ وہ مہینا تمام ہوا اور میلے کا ہنگامہ شروع ہوا شاہزادہ صبح کو مع تاجر اور قزاق شہر کے باہر آیا جب اوس دشت مین پہونچا دیکھا تمام خلقت اوس شہر کی گروہ گروہ روانہ ہے عجیب جلسہ ہے یہ دلگرفتہ آتے آتے اوس قصر کے قریب پہونچا دروازے پر اوسکے ایک شخص نہایت ضعیف کرسی زرین پر بیٹھا تھا اور بہت سے حاجب اور دربان اپنے اپنے عہدے پر سرگرم کار تھے نہایت ہوشیار تھے جب شاہزادہ قریب پہونچا اوس مرد ضعیف نے حیرت سے اسکے جانب دیکھا محو دیدار ہوا اور اسکے حسن و جمال اور شوکت اور صولت کو دیکھکر بیساختہ عقل و ہوش کھو سلام کیا اور کہا کہ اے سرو گلشن خوبی کہانسے آنے کا اتفاق ہوا شہزادے نے کہا کہ تاجر ہون میرا مال و اسباب دریا مین غرق ہوا جہاز تباہ ہو گیا مین بغیرت تھا جو جیتا رہا ڈوبتا ترتا یہان آنکلا اب نہ مونس ہے نہ ہمدم ہے یہ دل بیچارہ گرفتار رنج و الم ہے اوس پیر نے کہا کہ مین ملازم ملکہ خورشید جمال ہون یہ بارگاہ اور مکانات میرے حوالے ہین اگر تم قبول کرو تو تمکو سیر دکھاؤن شاہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہے مین تو خانمان آوارہ ہون بیچارہ ہون اوسنے اوٹھکر پیشانی پر بوسہ دیا

کالبون کے وسیع اور بلندی اونکی مانند مرتبہ قالبون کے رفیع دکاندار تختو پر دکانونمین مثل اختر
متاع سپہر خوبی کے جلوہ گر کہ جیسے آفتاب رونق افروز بیت الشرف گہما گہم ہر طرف دکانون
سے خریدارون کو سعادت و بہبودی مثل عطارد حاصل ہوتی تھی ذرات زمین انجم افلاک کو داغ
دیتے تھے چمک دمک کو فروغ تھا کسیجا کی عمدگی کا ذکر اوسجا کے سامنے دروغ تھا تاجرون کے اسباب
کی آرایش ہر طرح کے اشیائے نادرہ کی زیبایش ایک طرف بزاز مثل اطلس گردون اطلس کا
فرش بچھائے ہر قسم کے کپڑونکا ڈھیر لگائے بیٹھے تھے جنکی صفائی پر انسان ہاتھہ ململ کے رہے
مخمل سنجاب شرمائی گلبدنون کو لبہائے آب روان کی صفا پر گوہر چادر آب مین منہ چھپائی
اور شبنم کو دیکھکر فلک اشک شبنم گرائے گریبان ہر کلی مین تار تار ہوجائے جامۂ تن زیب بدن نکرکے
اپنے چیتھڑون سے بیزار ہوکر نفرت کہائین الیا وہانکا گیرا دلکو بہائے ایک طرف جوہری جواہر
کا انبار لگائے تھے کہ جسپر چرخ زمردفام جوہر انجم نثار کرے خریداری کا شوق اظہار کرے گوہر کی آب
وتاب پر صدف آفتاب سینہ سوزان رہے بلکہ جل جائے رشک سے اپنی ضیا کی آبرو کو خاک
مین ملائے عقیق و یاقوت لب لعلین شاہدان شنگول کو شرمائے مرجان پنجۂ نگارین شعلہ رویون
سے پنجہ لیجائے ہر ایک جوہری مقبول انام کہ مہر العل جنکے غلام کا نام بساط خانے کی سجاوٹ
بازار کے ہر ایک جنس بے بہا کی لطافت جابجا آئینے نصب کہ جنکی صفا پر غبار مرآت صافی دلان
کو زنگ غیرت ولایتی چیزین نفیس بیشمار اجناس غریبہ کا انبار ایکطرف حلوائیون کی دکانین
خوشگوار کہ جنکی شیرینی کی حلاوت کے روبرو ہر چیز کا ذائقہ ناگوار امرتیان مسلسل مزیدار برائی کے
شگ کرنیسے شکر بہی حاصل ہو شیرین دہن کیا مجال جو مقابل ہو فصیحو نکا لب بند نبات کر سکین
لب شیرین جانان کو نام دہرین ایک طرف تنبولیونکی دکانین دلپسند بنگلہ نما جہانگی پان لپستہ رنگون
قریب مین لائین ہر ایک عزت سے کٹ کٹ جائین سپیدہ صبح اونکے سامنے کافور ہوجائے

قدوان کے قامت موزون خمیدہ ہوکر جھک جائے مؤلف پہاڑون پر اوگا تھا ایسا سبزہ + زمرد
گون تھا جس سے صحن صحرا + بھرا نہرون مین اوسکا آب شفاف + روان ہے ساتھ خوبی کے
بہت صاف + گل خودرو سے وہ صحرا تھا گلشن + عروس دشت پر از بس تھا جوبن
یہ محو رخسار و زلف گل و سنبل دیکھنے لگا اوس جا ٹھہر کر آرام گیر ہوا جنون کو رخصت کیا اور آپ مع
رفقا آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے ایک قصر اعلے اور مرتفع نظر آیا اسنے رفیقون
سے کہا کہ اس قصر کو دیکھ لو پھر شہر مین چلو تاجر نے عرض کیا کہ یہان دربان اور پاسبان شاہی
ہونگی آپ کو مانع آئین گے جب اس جگھہ میلا ہوگا اور دختر شاہ آئینگی اسی قصر مین اوترینگی
اس مکان کی پشت پر ایک بارگاہ عالی استادہ ہے اوسمین قہرمان عدو سوز آگر اوترتا ہے
دروازہ پر اوسکے ایک نقارہ رکھا ہے جو کوئی اوسے بجاتا ہے بادشاہ روبرو بلاتا ہے شرط کا اظہار
کرتا ہے فتاحی طلسم کا اقرار لیتا ہے جب بخوبی یہ سامان دیکھنے مین آتا ہے جب شاہ روبرو بلاتا ہے
ابھی آپ شہر مین چلکر آرام کرین کسی کاروان سرا مین اوترین یہ سنکر شاہزادہ ادھر سے
پھرا شہر کی طرف رخ کیا سامنے سے در شہر پناہ کو ملاحظہ فرمایا تو ایک دروازہ عالیشان بطور
قلعے کے آراستہ دیکھا دروازے اوسکے مثل فیل مست کے جھوم رہے تھے لعل اور گوہر شبچراغ تعبیہ
کیے ہوئے تھے اور کئی لاکھ سواران جرار کی چھاؤنی سامان حرب و ضرب تمام مہیا افسران فوج
مسلح و مکمل آراستہ غرض شاہزادہ شہر مین داخل ہوا شہر کو گلزار پایا بہت قطعدار پایا کہ عقل
دنگ ہوتی تھی رنگینی دکانون کی عجب نیرنگ دکھاتی تھی زمین وہان کی پستی و بلندی سے
ہموار ہر کوچہ و برزن طرحدار دروازے رعایا کے مکانون کے مثل دریچہ ہائے آسمان کشادہ
مسکن حور و غلمان ماہرویان حور مثال ہر جانب سرگرم ناز عجب انداز یہ کیفیت تھی کہ گویا ماہ
نے مجلس نشاط ستارونکی ترتیب دی تھی زہرہ جبینونکی دعوت کی تھی ہر تختہ مکان مانند حوصلہ

شب کی طلب مین رہگراے دشت سپہر ہوا شاہزادے نے نماز سحر پڑھکر جنات سے رخصت چاہی
اسنے ایک تخت منگاکر شہزادے کو سوار کیا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائین مین بھی آپ
کے ساتھ ہون جہان ضرورت ہوگی حاضر ہونگا ہرگز نہ گھبرائیگا کچہ اور خیال نہ لائیگا پھر جناتونکو حکم
دیا کہ طلسم بدرالجمال کے متصل قرب شہر پناہ قہرمان عدو سوز شہزادے کو پہونچادو اور تم پھر
کوہ قاف مین جاؤ مین اپنے مالک کے ہمراہ الگ الگ مخفی رہونگا ہر ایک جگہ کام آؤنگا جناتون
نے تخت اوٹھالیا اور شہزادہ مع رفقا سوار ہوکر چل نکلا جناتون نے ہزار ہا منزلونکو کئی روز مین
طے کیا جب رات ہوتی جنات کسی صحراے سبزہ زار مین شہزادے کو اوتار کے کچہ کھلادیتے صبح
کو پھر روانہ ہوتے یہانتک کہ ایکروز دور سے سواد شہر نظر آیا جناتون نے شہزادے کو یہ مژدہ سنایا کہ
پیہی در دلدار آیا یقین تھا کہ شادی مرگ ہوجائے اپنے خودی سے مارے خوشی کے کھوجائے جنون
نے تخت اوتارا اور شہزادے کو بتایا کہ وہ سامنے قصر نگارین بنا ہے اوسی مین مزار عاشقان ہے
یہ وہی صحرا ہے جہان میلا ہوتا ہے شاہزادے نے دیکھا کہ ایک وادی فرحناک بی خس و خاشاک
ہے اور وہ گلزار نمونہ بہشت برین ہے سرور قرین ہے جہان کی کیفیت سے دل پژمردہ کو تسکین
ہوتی ہوا وہان کی مسیحائی کا دم بھرتی تھی آگے عروسان دشت کے گلعذار سر سبز ہر طرف
فرش سبزہ زیبندہ لالے کے تختے لالہ رویونکو داغ دیتے ہین غم سے خاطر کو فراغ دیتے ہین جنکی
کیفیت سے سرور ہوتا ہے نشۂ خوشی کا وفور ہوتا ہے کہین پہاڑ دن پر عشق پیچان
کی درختونکی ہیلین ہین جابجا چشمے اور نہرین ہین گلہاے سرخ سے عروس صحرا کا سر رنگین
ہے پھولونکی مہک سے دشت رشک تاتار ہے رگستان کے روبرو کوئی معشوق آنکھ نہ ملا
سکے سارا الشہ مشتاب ہرن ہوجائے کوڑیالے کے مقابل زلف پیچان بل کھائے سبزہ اوس
جگہہ کا سبزہ رنگونکو فریب ہے لالئ رخسار صحرا مژگان حسینان جہان کو سترمائے جوانان چمن کے مقابل سرو

کو آمادہ سفر دیکھا دست بستہ عرض کیا کہ آپ نگھبرائین غلام سے اوس دلدار کے گھر کا پتا تا مین
مین پہونچا دونگا آپکے ہمراہ چلون گا تاجر نے کل کیفیت گذشتہ بیان کی جن نے کہا کہ آپ
آرام کرین خاصہ نوش فرمائین بمنت و سماجت اوس شب کو روکا پھر خاصہ طلب کیا انواع و
اقسام کے کھانے لذیذ و لطیف اوس شریف نے مہیا کیے اور کھانا کھلایا اوسی بارگاہ مین چھپر کھٹ
مرصع پر شہزادے کو سلایا اور دونو ہمراہیان کا پلنگ بچھادیا آپ بھی وہان خدمت مین
دو پہر رات تک حاضر رہا باتین دل بہلانے کی کرتا تھا مگر شاہزادیکی عقل گم صم بکم کا نقشہ تھا
اپنی کہتا تھا اور کی کب سنتا تھا لیکن اسکے دکھانیکو سو گیا جن نے دیکھا شہزادہ سوتا ہے اسنے بھی
جاکر اپنی مقام پر آرام کیا جب وہ چلا گیا اسنے آہین بھرنا ہر بار یاد معشوق مین اشک خونین گرانا اور
یہ غزل آتش کی زبان پر لانا **غزل** گشتہ اے یار ہون مین تیری جفا کاریکا + نقش ہے دل
مین میرے تیری وفاداریکا + نخل امید کو پہونچے نہ کہین اس سے گزند + کام کرتی ہے میری
آہ سحر آریکا + کون وارفتہ نہین تیری طرحداری کا + حوصلہ سبکو ہے یوسف کی خریداری کا +
سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون تبلا امیوت + مجکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا +
جی مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اوسکے + بوالہوس حوصلہ بھر کر نہ سکین یاری کا +
اسنے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت + مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا + اور کبھی
جو بیقراریان ستاتین تو بقول جاہ یہ کہتا مؤلف ہے جان زار کو نہین تسکین ایک دم +
فرقت مین تیری لاکھ طرحکا سہا الم + عشق بتان مین موت ہے آنکھونکی سامنے + سنگ
مزار مجکو نظر آتے ہین صنم + کھائے فراق یار نے آخر دل و جگر + ثمرہ یہ نخل عشق سے پہونچا
ہمین بہم + ایجاہ اپنا رونا دکھاؤن مین کیا تجھے + طوفان نوح سے نہین سیلاب اشک کم +
اسیطرح تڑپ تڑپ کر اوس شب کو بسر کیا نالہ مثل مرغ سحر تا سحر کیا جسوقت مسافر فلک شاہ

اسیطرح بیقراری اور گریہ زاری مین کچہ عرصہ ہوا سامنے سے گرد و غبار پیدا ہوا شاہزادے نے
ہمراہیون سے کہا نا سنج عاشقون کی خاک اوٹھتی ہے ہردم سرو قد + گردباد اے اہل غفلت
اس بیابان مین نہین + غور کیا تو وہی جن سامنے سے باسپاہ گران پیدا ہوا لشکر کثیر جم غفیر دل
کے دل سوار و پیدل اور بارگاہ بہت سے جنات اور پریزاد لائے بارگاہ کو نصب کیا تمام سامان شاہانہ درست
کیا پھر شاہزادے کو لاکر بارگاہ مین مسند پر بٹھایا طبل شادمانی بجایا ناچ راگ رنگ کو حکم دیا
مہوشان پری تمثال برق وشان زہرہ خصال بطّ مے کی گلابیان لیکر زیب دہ انجمن ہوئین
اور شمعہاے مومی اور کافوری فانوسہاے جواہر آگین مین روشن ہوئین تھاپ طبلے
پر پڑی عجب سماں بندھا مگر شاہزادہ بیار راگ لایا اسکو محبوب کا خیال آیا گریہ آغاز کیا اوس سامان
کو ناساز کیا اوس جن نے بہت پھر سمجھایا کہ اے شاہزادۂ عالم بقول سرور خدا کو مان نہ لے
نام عاشقی کا سرور + کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا + معشوق کی ذات مین
بیوفائی خمیر ہے انکے سرشت مین جفا کی تاثیر ہے معشوق باوفا مثل عنقا نایاب ہے کہان ملتا ہے
گو عاشق پر پرواز پیدا کر کے آسمان پر جائے اپنے تئین جہان سے اوڑا دے انکا نام لینا روا نہیں
دلمین انکی محبت کو جگہ دینا زیبا نہین القصہ جب جن کی نصیحت کو طول ہوا شہزادہ ملول ہوا
وہانسے اوٹھہ کھڑا ہوا اور فرمایا ~~ نہ شاید عشق را کنج سلامت + خوشا رسوائی و کوی ملامت
اے رفیق خیر اندوز اے ہمدم دلسوز منشی ارادت نے میرے لوح پیشانی مین حرف بدنامی
ثبت کیا ہے اور مصور آفرینش نے نقش مذلت کھینچا ہے ابدو بر و تقدیر کے تدبیر کچہ فائدہ نکریگی
اگر ہوسکے تو میرے کام مین کوشش کرو والا نہ اس نصیحت سے باز رہو زندان تنمین جسم کے روح بیقرار
ہے ہردم تلاش یار ہے زیر قدم دشت و کہسار ہے بیت رخصت اے زندان جنون زنجیر
در کھڑکاتی ہے + مژدہ خار دشت پھر تلوا میرا کھجلاتے ہے + اوس جن نے جب شاہزاد

زمین پاؤنکے نیچے سے نکلی جاتی ہے سقف غم دلپر چھاتی ہے زیست کی وسعت صحن کا عرصہ تنگ ہوتا ہے جنون کا ڈھنگ ہوتا ہے حجرۂ تاریک مین اکیلا روتا ہے چندے مین طشت از بام افتادہ ہوکر بدنام ہوتا ہے دیوار ودر کا دکھاتا ہے آوازۂ قلق سے نالہ کا رخ فلک ڈھاتا ہے غرض بہت سمجھایا اپنا سر پھرایا یہ اوس جنگل کیطرف رخ کرکے پکارا ۔

اندنون جوش جنون ہے ترے دیوانے کو + لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو +

پھر اوس جن سے کہا یہان عقل وعشق مین جنگ وجدل ہو شکست ہو چکی ہے جی اسی معرکے سے چھٹ گیا اسباب عقل وہوش لٹ گیا جنون کی فوج مسلط ہوئی عزت اپنی آبرو کھو چکی ملک دل تاراج اور برباد ہوا مین دلگرفتہ ناشاد ہوا اب عشق رہبر ہے سنگ در دلدار ہے اور یہ سر ہے اسنے عرض کیا ایک لمحہ آپ تامل کرین میری دعوت نوش فرمائین پھر جہان چاہین تشریف لیجائین اسکے عجز وانکسار سے وہ پری فرش خاک پر بیٹھ گیا اور پکارا اشعار

دربدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر + کیسے برباد ہوئے آپکی شیدا ہوکر +
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کیطرف + فرش بچھائین ابھی دامن صحرا ہوکر +
صبر وہوش خرد وتاب وتوان لیگئی آپ + دل تڑپتا ہے یہان سینہ مین تنہا ہوکر

اور جوش وحشت مین اوٹھکر ہر طرف اوس کوہ کے پھرتا اور خاک اوڑاتا اور یہہ زبان پر لاتا

آتش فرط شوق اوس بت کے کوچین لگا لیجائیگا + کعبۂ مقصود تک ہمکو خدا لیجائیگا
حسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین + چشم موسی سے جو دیکھیگا اوسے غش آئیگا
چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کسقدر + شش جہت کو تنگ کردیگا جو جی گھبرائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال + گو مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا
یہ صدا آتی ہے مجھے دیوانے کی زنجیر سے + امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائیگا +
آستان یار سے اوٹھنے کا قصد آتش نکر + چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا +

کہان کی ہے جو بات وہ عقل کے خلاف ہے وحشی مزاج مرض عشق لا علاج ہے طرحکا خفقان ہے دلکو نفشہ زار زلف پیچان کا سودا ہے تپ ہجر سے جی جلتا ہے ہجر کے صدمون سے دل سختی سہتے سہتے سل ہوگیا اور افراط رنج سے مضمحل ہوگیا رنگ دق ہے دلمین قلق ہے جنون کا زور زندگی سے دق ہون رگ رگ مین نیش غم ہے دلکی طپش متصل وپیہم ہے حواس خمسہ مین خلل ہے اربع عناصر مین اعتدال ہے ہر وقت فکر مین اضمحلال ہے دل پانی پانی ہے دشوار زندگانی ہے ہلکے کے رو رو خاکسار ہون آتش مفارقت سے دلسوختہ مرگ کا خواستگار ہون روح کو خانہ جسم مین مثل لحد فشار ہے کان مشتاق صدائے یار ہے اوسکے ذکر سے زبان کو مطلب ہے آنکھونکو اوسی کا دیدار درکار ہے اوسیکی طلب ہے قوت سامعہ اور باصرہ کو اوسیکے ذکر سے اور تصور سے تقویت ہے قوت حافظہ سے نام معشوق ورد زبان عوض قوت ناطقہ خشکی دماغ کی باعث شورش جنون ہے اور قلب کی تقویت کو خیال یار ہمنشین ہے اوسیکا دلمین ٹھکانا ہے کبھی اشکون کی برودت ہے کبھی آہ سوزناک کی حرارت ہے ایسا مبتلائے غم مین مغموم ہون وہ کونسی آفت ہے جسکا مجھ نحیف وضعیف پر نہین ہجوم ہے اب برائے خدا کوئی دردلدار تک پہونچا دے یا اس عشق کے رنج کو مٹا دے جن سمجھا کہ عشق نے افسون پڑھا پڑھا جن سر چڑھا محبت کا سایا ہوا اسنے زبان کو نصیحتانہ کھولا جواہر آبدار پند کو میزان بیان مین تولا کہ حضور اس امر سے باز رہین اس کام مین اور ایسے خیال مین نہ پڑین عشق کے کوچہ مین قدم رکھنا مجنون وار جنگل جنگل پھرنا زندگی مین خلل کرنا ہے اسمین سوائے بربادی قصر تن کے اور کیا حاصل ہے سب تدبیر راست اس کام مین باطل ہے بازوے سعی اسکے دروازے مین قدم رکھتے سے بیکار ہے جوڑین ڈھیلی ہوتی ہین دربدر خاک بسر پھرنا پڑتا ہے گو ہر فن مین طاق ہو بڑا مشاق ہو مگر اس محل مین لب بند ہوجاتے ہین پھر صاحبخانہ بہت پچھتاتے ہین کلیجہ روزن وار سوراخدار ہوتا ہے دلپر غبار رنج رہتا ہے

ے تابرو ہین سیہ زبانی ٭ بودہ دہنے جو دیکدا نے ٭ شہزادیکو دیکھکر پکاری کہ اے جان
جہان تم کون ہو اور کیون آئے ہو اگر مجکو قبول کرو تو اس جوان کو تیر سے نثار کرون بلکہ اپنی جان
وار کرون شاہزادے نے ڈانٹا کہ او چھیال اپنے شر سے باز آ ورنہ آمادۂ مرگ و چہپالے قضا ہو
زندگی سے بیزار اور جینے سے خفا ہو یہ کہکر شمشیر خارا شگاف کو اس کوہ وقار نے نیام سے لیا
جب اوسنے آئینہ تیغ مین رخسار عروس مرگ کا جلوہ دیکھا سنبھل کر کچھ بڑبڑایا شہزادے
پر سحر کا وار کیا یہ نقش بر خوش تدبیر کا باندھے تھا سحر نے تاثیر نکی اور اوسکے سر پر برق شمشیر
چمک کر گری کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کیا دو ٹکڑے جسد ناپاک کیا دو ہی پرکالہ ہوئے ساغر حیات
اوس بد انجام کا لبریز تھا ذائقہ شربت موت چکھا روح بخش بزم آرائے عدم ہوئے غلغلہ دار و گیر برپا
ہوا صحرا و کوہ پر غبار زمانہ تیرہ و تار ہوا بعد ایک لحظہ کے وہ ہنگامہ تھما تاجر اور قزاق نے اس ضرب
کو شاہزادے کی دیکھا احسنت آفرین زبان پر لائے کہ نظم بیان کرون تیری شمشیر کی ثنا اے
ہوئی ہے تیغ قضا جسکے روبرو بیکار ٭ رہے یہ برش شمشیر گر تصور مین ٭ ہو آئینہ دار تری ابر
اگر نظر کا گذار ٭ نگاہ دیدۂ احول دو نیم ہو جائے ٭ دم نگاہ نظر آئین او سکو ایک کی جا دو ٭
سے تو اوسے روز حرب لیوے اگر ٭ کہے سہم سے ہر ایک عدو پکار پکار ٭ تم اژدہا کہین برق
جانگداز اسے ٭ وبا ہے موجۂ دریائے مرگ یہ تلوار ٭ پڑے جو بحر مین تلوار کا ترے اے امین
عکس ٭ تو آب تیغ ہو ہر مغفر حباب کے پار ٭ اوس جن نے رہائی پائی حمد الٰہی بجا لایا پھر شاہزادے
کے پاؤن پر سر رکھا اور عرض کیا کہ مصرع اے آمدنت باعث آزادی ما ٭ شہزادے
نے گلے سے لگایا اور فرمایا اب کیا قصد ہے اوسنے عرض کیا تا زندہ ایم بندہ ایم لیکن حضور
فرمائین کہ کہان تشریف لیجائینگے شاہزادے نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور
کہا سے کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ٭ رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان

جن کی خلقت سے ہون مورد آفت ہون ایک مقام پر مین متمثل بشکل انسان ہوکر سو رہا تھا
خواب غفلت مین مبتلا تھا عجب بلا مین پھنسا یعنے ایک ساحرہ کا گذر ہوا اوسنے بزور سحر مجھے بے حس
و حرکت کر کے گرفتار کیا یہان لا کر رکھا ہے تمام جسم مین آگ لگی ہے اور اوسکو بھی طرح کی لو لگی ہے
فانوس خیال مین اوسکی شمع وصال روشن ہے اوسکی گرمجوشی میرے لیے گلخن ہے ہر روز یہان
آتی ہے مجھسے پیمان وفا چاہتی ہے اپنی خواہش جتاتی ہے میرے انکار پر مرگ سے ڈراتی ہے آپ تشریف
لیجائیے ایسا نہو جو وہ آجائے حضور کے دشمنون کو رنج پہونچائے شاہزادے نے کہا اوس
کمبخت کی قضا میرے ہاتھ ہے تمھاری رہائی کی یہی گھات ہے اللہ یاور و مددگار ہے وہ قحبہ کیا
نابکار ہے یہ کلام ہنوز پورا نہوا تھا کہ وہ ساحرہ آن پہونچی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک عورت
کریہ منظر قریب کئی سو برس کے سن بڑہاپے اور ضعف کی جوانی کے دن پیاز اوس کی گٹھیان
گلے مین ڈالے تھمڑ کھار وے کا باندہے کچہ ریشہ برگسی کی جٹائین سر سے لٹکائے مٹی سر پر
تھوپے کمر خمیدہ مثل کمان کے رنگ کی یہ صورت کہ شب دیجور سیاہی شرمائے سپیدۂ سحر اوس
روسیہ کے روبرو کافور ہو جائے کونلا سی کالی جیسے بجاہے کالے تنگا گول بھی اوسنے دیکھکر یہ آوازین
لگائے تو ہی ہے تو ہی ہے سیہ تابی کا لقب اپنی ذات سے مٹائے بھینس کی مثل کھال
ریچھ کیطرح کی بال گرد و اتیل پڑا منہ سے بدبو آتی سنڈاس کیطرح پھاڑسا کھلا ہوا ایک ہونٹھ
سینے سے گذرا دوسرا اوسکی بینی بریدہ کی عیب پوشی کے لیے پردہ بینی سے گذرا ہوا انکی
حسرت مین ڈاڑہین مارتی تھی ایک نام کو بھی نہین کوتاہ گردن پیشانی تنگ بر کلنگ کا میکا سینہ
پر کینہ تنگ چھاتیان مشک کیطرح خالی تا گھٹنے لگی کھسے پڑے جیسے بیگن او بلا ہوا شکم پر غم
جیسے مرض استسقا ناف کا گڈہا بے ایمان کی قبر یا گڈہا کہ لے کے ہدہدے نکلی ٹانگین دراز
تار یا ماکھو کا لٹھا فرد تو گویا تا قیامت نشست روئی ہے بر و ختم است بر یوسف نکوئی جو بلکہ

تیز کھنا سر ہر خار کو ابد دشت جنون * شاید آجاے کوی آبلہ پا میرے بعد * جب بہ خدا خدا
کرکے کچھ راستہ طے کیا اور آفتاب کی تمازت بدرجہ اتم ہوئی اسیر تشنگی نے غلبہ کیا اب دو گام قدم
رکھنا راہ چلنا مشکل پڑا آخر کو ایک مقام پر تھک کر زیر دامن کوہ تشنگی کی شدت سے بیٹھ گیا
نفس تند رہرو ہوا آب اوس دریاے ریگ مین مانند ماہی بے آب کے طپان ہوا اور مثل گوہر
غلطان کے غلطان ہوا وہ قزاق بھی باوجود سختی اور رہزنی کے اس گرمی کا لوہا مان گیا اور
تاجر بیچارہ تو سیاح دور دراز تھا ایسی راہین بہت طے کر چکا تھا جو اس مین رہا کہ یکایک قلہ کوہ
سے آواز حزین اور دردناک کان مین آئی ہرکارے نے بیکسی کے مصیبت زدہ کی خبر شہزادے
کو سنائی اسنے کان لگا کر جو سنا یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے بیکسی سے سر دھنکر اسطرح استغاثہ
کیا کہ اے سحر آفرین بلندی بخش زہرہ اس عبد ذلیل کو ہاروت وار چاہ عذاب مین ڈال
مجھکو اس ساحرہ کی قید سے نکال والا نہ اس گوسالہ جسم سے روح نکل جائیگی یہ سختی مجھسے
نہ اوٹھیگی جب شاہزادے نے بخوبی دریافت کیا ہیجا یا اوٹھ کھڑا ہوا اور جھنڈیان جھاڑیان
پہاڑ کی گھاٹیان طے کرکے بلندی پر کوہ کی آیا عجب تماشا قدرت خدا کا دیکھا کہ ایسے صحراے
ہول خیز مین چمنستان پھولوں کے خیابان ہین چھوٹی چھوٹی کیاریان پیاری پیاریان بنی
ہین اور گلونکی خوشبو سے تمام کوہ رشک دشت تاتار ہے اکیطرف کو ایک جوان رعنا کہ چہرہ
اوسکا مثل آفتاب کے تابان ہے مگر سحاب رنج مین پنہان ہے ہاتھونمین اور پاؤنمین شعلہ
ہاے آتشین لپٹے ہین گرفتار قید گران ہے شاہزادے نے قریب جاکر پوچھا کہ اے گرفتار
رنج و محن واے اسیر گلگیر مین یہ کیا حال ہے کونسا صدمہ اور ملال ہے اوس گرفتار نے
اس پریزاد انسان کو دیکھکر رحم کھایا بے اختیار زبان پر لایا کہ آپ تشریف لیجائین یہان
نہ آئین اور اگر میرے حال کا استفسار منظور ہے تو سن لیجیے مجملاً یہ مذکور ہے کہ مین

جھونکے گاوزمین کا کلیجا سوزش سے دھڑکتا اسوجہ سے اُس سرزمین مین زلزلہ اگر کہین آب
گرم کا چشمہ تھا تو یہ احتمال ہوتا کہ زمین کے جسم کا دہوپ کی شدت سے پسینہ ہے چراغ زندگی
خضرون کے دخان سے جھلملاتا وہ بھی اوس دشت مین پیاسا تھا زبان خار لسان زبان طرار
تیز دہان آبلہ سے بحث کرنے مین شوخ وشرر انگیز منہین گریہ سے باغ سماتی تھی انتہا کی یہ غلبہ حرارت کہ دشت
مین دھوپ تک تھراتی تھی مسافر فلک لرزان وترسان روان شدت تمازت سے عازم برج
سرطان تھا خار ہائے مغیلان اور کریل اور گوکھرو کے کانٹون کے چھتے جانوران وحشی دوڑتے
پھرتے درختون کے جھلسے ہوئے پتے زمین کا تپنا پہاڑون سے پتھر کے شرارے نکلنا اُوسی
مقام کی گرمی ہے کہ جہان اوسنے سرایت کی ہے خاصیت گرم بخشی ہے اسی سے مچھلی کہ آبی ہے
مگر مزاج گرم ہے یہی وجہہ ہے کہ سنگدلونکا بھی مزاج موم کیطرح نزاکت سے نرم ہے وہ صحرائے وحشتناک
کہ جہان غول بیابانی بیشمار ایک ایک صورت مین پہاڑ اور یہ پروردہ مہد ناز ونعم مثل ریگ روان
کے روان تھا لب پر نالہ وفغان تھا جب آفتاب نصف النہار پر پہونچا گھوڑے ان مسافرون کے
سقط ہوئے اب سفر پیادہ پائی کا نصیب ہوا تو یہ فراق کشیدہ بقول حضرت سرور یہ زبان پر لایا سہرور
مانع صحرانوردی پاؤن کی ایذا نہین + دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا + کیون
نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان + آبلے کی شکل اوس مین مجھہ مین عالم خار کا +
بادل بریان وچشم گریان گھوڑون کو چھوڑ کے آگے بڑہے فرط شوق وعشق خضر آسا رہبر ہوئے ہر گام
پر خار صحرا کے چبھنے سے وحشت زیادہ ہوتی محنت تسکین دیتی حضرت عشق یہ سناتے دل مضطر سے
فرماتے کہ ابھی منزل اول ہے تھک بجانا جنون سے ہاتھہ نہ اوٹھانا تو یہ سکراکر زبان پر لاتا آتش
دم مین دم جب تک رہا تیرے جلو مین اے جنون + مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
مین کیا گھبراونگا ہے وصل یار کب بار آونگا بلکہ اپنا تو یہ حال ہے اور یہ مقال ہے میسر

پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل + رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا +
پیری ہی خاک پر کی منہ زوری او سنے آتش + بہرون سمند قاتل در نہ کہان نہ ٹھہرا +
اسیطرح بیقراری سے بہت راہ طی کی اتفاقاً ایک روز گذر سوختہ بختی سے ایک صحراے وحشتناک
مین ہوا اور مقام اُسس بادیہ گرد دشت محبت کا وادی آتشناک مین ہوا کہ ہر ایک جھولکا اوسجگہ
کا ہواے قوم عاد کا تھا دشت کوہ آہنگران کے ہتھوڑے کی آواز صحرا کا سناٹا **ابیات**
کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان + انسان نہ وہان نہ کوئی حیوان + دہرتی تھی ہوا
قدم نہ وان پر + ہر ذرہ تھا آفتاب محشر + گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا + اک شعلۂ
آتش سقر تھا + وہ مقام ہول خیز وحشت انگیز کہ جسکی حرارت سے دوزخ ہاویہ شرمندہ
اور جہنم جسکی گرمجوشی سے مارے شرمندگی کے سرافگندہ اسفل السافلین سے وہ جگہ فخر
کرتی نار جحیم کو نام دھرتی جابجا غار مقامات اژدر چشمے خشک چشم کور سے بدتر چاہ پانی کی
چاہ مین اندھے ریگ کے دریا بہتے جانور پیاسے رہتے گلخن کی گرمی یہان سر زمین پر دانے
بھنتے خار صحرا آبلون کے دانے چنتے ہواے گرم نفس سوز عاشقان اور مظلومان پر طعنہ زن
خورشید حشر ہر ہر ذرہ بیابان وہ چشمک کرے کہ آفتاب آنکھ نہ ملا سکے مسافر پائے خیال سے
خواب مین بھی نجاست کے جیل کا انڈا چھوڑ نا کیسا رحم مین مادہ خشک تھا ناف آہو مین نافے
کے بدلے آبلہ خاطر سوختہ نسیاہ خونین کا مشک تھا دریا کے بگلون نے زاغون کی کیفیت
پیدا کی تھی رنگی سفیدی نے راتکی کیفیت پیدا کی تھی ماہیان پانیمین جوش کھاتی تھین ہر طرف بوم شوم
چیلین منڈلاتی تھین نہنگ کا جی دریامین زندگی سی تنگ سوزش سے مثل اژدرہان شعلہ فشان جانورون آبی
کی بیکسی پر سرطان فلک کا جی جلتا حباب کا پھوٹنا گویا دریا کے منہ سے اُف اُف نکلتا سا کھو کا جلنا ڈھانکھ کے پھولونسے وہ
معمور نہین بلکہ آتشخانہ درخت سوکھے بے برگ و بار فصل خزانسے نوک کی لیتے ہوائے گرم کی عنایت کی اوپر جھونکا جھونک

محبوب کا خیال آتا تو حکایت شکایت آمیز یہ زبان پر لاتا مؤلف اسقدر تاثیر دے یا رب تو میری آہ کو
آپ سا بیچین دیکھوں اوس بت گمراہ کو + اور آہ سرد مثل نسیم سحر بھر کر اور لباس شاہی قبائے
فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے کر یہ فرماتا صبا نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے + جنون کا جوش
ہے فصل بہار باقی ہے + اور کبھی کہتا تھا کہ آتش اے جنون جیب مین ترے ہاتھوں +
ایک بھی تار خوش نہین آتا + اور عزم سفر پر کمر چست باندہ کر اون ہمراہیوں سے یہ فرماتا
میر حسن نقاب چہر لیسے خورشید جب اوٹھاتا ہے + سحر ہر ایک کو ہر کام مین لگاتا ہے +
کوئی حرم کوئی بتکدہ کو جاتا ہے + کوئی تلاش معیشت مین جی کھپاتا ہے +
مین دل سے اپنے جو پوچھوں کدھر کو جاتا ہے + تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علے الصباح چو مردم بکار و بار روند + بلاکشان محبت بکوے یار روند +
غرض ویسے دنکو نالہ تھا شب کو زاری تھی + رات فرقت کی سخت بھاری تھی + وہ
لوگ تسکین دیتے کہ حضور نگھرائین وہ جامع المتفرقین در دلدار تک پہونچائیگا اوس ہمبھر سے
کہ جس سے سلسلہ الفت ہے ملائیگا تو بحسرت و یاس یہ فرماتا آتش رنج و راحت کا میرے
واسطے سامان ہوگا + مشعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا + مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمے
سے سیاہ + گوشہ چشم کوئی گوشہ داماں ہوگا + اوسکے سایے مین مری قبر بنیگی اکدن +
اے پریرو تری دیوار کا احسان ہوگا + اب نہ چتر شاہی نہ گرد کاروان نہ جرس کی آواز عجب طرح
کی تباہی مین راہی تھا جب بہت دلزار ستاتا تو فلک سے مخاطب ہو یہ سناتا آتش
یکجا کہین مین مثل ریگ رواں نہ ٹھہرا + گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا
اے چرخ بیمروت بل بے تنک مزاجی + خوش تیرے گھر مین دو دن اک میہمان نہ ٹھہرا
برباد کرنہ ناحق اے باد صرصر اسکو + بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا +

کہ آتش سے فرقت کی دل ہے کباب — کیا عشق نے خانمان کو خراب
مجھے میکشی سے ذرا ہو سرور — لکھوں تا کہ مضمون تر و [illegible]
زمرد کی بوتل ہو ہیرے کا کاک — لے سرخ دیوے بجھاؤں یہ آگ
نیا عشق کا ہے جو انداز ہے — عجب اسکے پردے مین کچھ ساز ہے
کہین بنکے معشوق یہ لائے راگ — لگائے کہین دل مین عاشق کے آگ
کہین شعلہ عشق مین شمع سا — رہین مثل پروانہ جلتے سدا

اب یہان سے مسافر قلم دشت قرطاس پر عشق شاہد مضامین دلفریب مین یون روان ہے اور خامہ جگر چاک تعشق معانی دل آویز مین اسپ تحریر پر سوار یون دوان ہے کہ وہ شہزادہ بیکس کا یہ حال اور یہ مقال تھا **ابیات** صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق + تشتت حواسون نے پیدا کیا + جنون کا علم دل نے برپا کیا + [illegible] لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ + اوس تصویر پر عاشق ہو حیرت سے [illegible] ارمان یاد زلف مین دنکو شام کرتا منزل تمام کرتا چلا جاتا آفتاب شام ہوتی خواہش [illegible] پر جی کی کاہش سے جینا وبال محبوب کا خیال ہوتا بت فراق مین [illegible] سنبل زلف کی یاد مین آنسوؤن سے دہوتا اور اوس تصویر کو گلے سے لگاتا اور [illegible] تجھ بن ہے خراب زندگانی + ہے مجھ عذاب زندگانی + [illegible] گھبرا کے نقاب زندگانی + اسیطرح کبھی خاموشی [illegible] کی حکایت وہ شب کہ شب دیجور غم فراق ہوتی عاشقون [illegible] فراق ہوتی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا یاد رخسار مین سحر کرتا [illegible] وحشت زیادہ ہوتی ایسا گھبراتا کہ جان لب پر آتی دل [illegible]

کی طرح ہر دم باغ زمین خاطر سر اوٹھانا قمری کے مانند یاد قامت موزون مین کوکو کر کے شور مچانا اشک خونین بہانا ہر ایک کی نگاہ مین خوار اسکے دلمین غم کا خار یادون راہ محبوب مین شل شل خوشۂ انگور آبلہ دار قامت کی یاد مین شمشاد کی روش آزاد یاون چل نکلنے کو آمادہ کہ بیابان دیکھین آنکھونکو یہ تمنا کہ صحرا دیکھین صحبت دست و گریبان لب پر نالہ و فغان زنجیر سے سلسلۂ الفت خاطر تار تار زخم دل نشتر رنج سے فگار ہر ایک طرحکا ملال فرط غم سے آنکھین لال لال اسکا قصہ گو طول طویل ہے پر عاشق مزاجو نپر سب منکشف اسکی دلیل ہے قصہ کوتاہ اسنے بہت سمجھایا مفت اپنا سر پھرایا شہزادہ تو دیوانہ ہوچکا تھا عقل و ہوش کھو چکا تھا قزاق کی طرف سے منہ پھیر لیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقدمہ جو عاشقونکے لیے رنج کا تو نے مجھپر جالی کیا بیفائدہ سر اپنا خالی کیا کسواسطے کہ آتش شان عشق اولے ہے مجنون دودمان عشق سے + ناخلف نالایق و ناقابل و ناکارہ تھا + بحث علم عشق کے قابل تھا دونون مین ایک + کوہکن ہمیز تھا مجنون جو تھا آوارہ تھا + اپنا یہ دفتر نصیحت تہ کر رکھہ مینے کتاب عقل بند کر کی سبق دفتر عشق سے پڑھا اب بادیہ گرد دشت جنون ہونگا نہین تو فراق مین دل رنج سے خون ہوگا جب قزاق لاچار ہوا عرض کیا غلام بھی ہمراہ چلیگا تنہا نہ جانے دیگا المختصر یہ تینون مسافر ایک شہزادہ دوسرا ضر بیخت چنگال تیسرا تاجر گھوڑونپر بیٹھکر روانہ ہوئے جلو مین آہ و نالہ ہوئے +

چل کھڑے ہونا اوس آوارہ دشت محبت کا تلاش محبوب مین اور پہونچنا دشت وحشتناک مین اور رہا کرنا ایک جن کا قید سے ساحرہ کے پھر دعوت کرنا اوسی جن کا اور پہونچا دینا اوسکا شہزادیکو دیار جانان مین ہمراہ جنونکے اور پہونچنا شاہزادیکا میلے مین اور دیکھنا جمال جہان آرائی ملکہ خورشید جمال کو پھر جانا واسطے فتاحی طلسم کے + نظم

ذرا ساقیا شیشۂ عشق سے	محبت کی مے کو پلادے مجھے +

سے کہا کہ اگر مجکو یہ میلا اور تماشا دکھائیگا تو مال دنیا سے بے نیاز کر دونگا تجھے سرفراز کر دونگا اسنے عرض کیا کہ
غلام ہمراہ رکاب ہے اگر یہ عزم جناب ہے بس اوسیوقت فوجکو ایک عریضہ خدمت پدر بزرگوار مین اپنے
لکھکر دیا اور آپ چلنے کا دیار جانان کے ارادہ کیا جب یہ قزاق نے ماجرا دیکھا اور تاجر سے حال سنا
حیرت سے سر جھکا گھے اگر خدمت مین شاہزادے کی عرض کیا کہ اے بادشاہ پر شوکت وجاہ عشق کا
دم بھرنا اس راہ مین قدم دھرنا بمقتضائے سے ؎ عشق مین ہے خون دل پینے سے کام ۰۰ زندگی
ہے عشق مین اپنی حرام ۰۰ حضرت عشق دشمن جان ہین بلائے بیدرمان ہین اسی خانہ خراب نے
بہت گھرونکو ویران کیا ہزارون مکینان کاشانۂ عشرت کو پریشان کیا ہزارون پرارمان مرے بہت
سے آتش فرقت مین جلے کتنونکے دلپر خنجر ظلم چلے کوئی جو مرتا جیتا در دلدار تک پہونچا اوسنے
بے اعتنائی سے کلیجہ زخمی کیا مارے اغماز کے مار ڈالا کسی طرح عاشقی مین آرام نپایا کبھی جو
وصل کی شب ہوئی فرقت کی بلا آگئی اب حسرت کی نوبت آئی صبح فراق کے دھڑکے نے سرشام ہی
سے جان کھائی مرغ سحر پچھلے ہی سے غل مچانے لگے سلطان خاور کے دبدبے اپنا عمل بٹھانے
لگے تمام عمر بیچارا حسرت کا مارا سرپر ہاتھ دھر کر رویا پہلے تو فراق مین فقط دو سے یکنظر سے خوش
گذرے کا حساب تھا اب مے وصل سے بادہ شوق دو آتشہ ہوئی جام عمر گردش مین پڑا ساغر حیات
شراب رنج سے لبریز ہوا عجب کیفیت ہوئی وصل کا مزا اوٹھا کر اور نشہ زیادہ ہوا بہت بجھتایا اور سوا
ساقی مہوش کا خیال آیا اور جو دوری ہے تو ہر دم فکر حضوری ہے سر مغزن اور جان کھپی ہے
عجب طرحکی بیبسی ہے ہر ایک سے ذکر معشوق کرنا لوگونکا بدگمان ہونا ہمنشینونکا طعنے دینا اسکا سر
پھوڑنا سنگ طفلان سے الفت آدمیونسے گریز آہوان صحرا سے یاد چشم محبوب مین دلکو رغبت
پیرہن تار تار جگر دشنۂ غم سے فگار سوز درون سے سینہ داغدار لالہ رویونکا خیال دلمین
گلعذارونکا ملال ہمہ تن سرو چراغان سوز عشق عیان نرگس وار حیران سنبل نمط پریشان بلبل شور بدہ

سے ہے اوس ملک مین حسینان جہان بہت خرم وشاد رہتی ہین رنج دنیا سے آزاد رہتے ہین وہانکا
مالک کہ نام اوسکا قہرمان عدو سوز ہے بہت بڑا مدبر ہے حاکم بحر وبر ہے اوسکے صدف بحر سلطنت
مین یہ گوہر بے بہا ہے جسپر ایک زمانہ ہزار جانسے شیدا ہے ہزارون شاہان روزگار عاشق وبیقرار
ہین جان ودلسے نثار ہین اوس بادشاہ کے ملک مین ایک طلسم بنا ہے کہ جسکو بدر الجمال کہتے ہین
اسی سبب سے اوس شہر کا بھی یہی لوگ نام لیتے ہین کوئی آجتک وہان گیا نہین کسی سے یہ عقدہ
حل ہوا نہین کہ اوس طلسم مین جاوے اور وہانکی خبر لاوے کہ اوس طلسم مین کیا ہے اور کون حکومت
کرتا ہے چنانچہ قہرمان نے یہ شرط کی ہے کہ جو اس طلسم مین جاوے اور اوسکو فتح کرکے آوے تو وہ شخص
اس متاع خوبی کو اپنے تصرف مین لاوے یعنی اوسکے ساتھ اسکی شادی کرونگا والا نہ یہ دختر کسیکو نہ دونگا
اے شہریار بہت سے شاہان نامدار آئے اور ارادہ کرکے واسطے فتاحی طلسم کے گیے کچھ عرصے تک
تو پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے بعد چندے لاش اون بیچارونکی سرحد طلسم مین سے کسی نے باہر
پھینک دی اوسکو ملکہ خورشید جمال نے قریب حوالی طلسم ایک صحرا ہے اوسمین ایک باغ اور
قصر مرتفع بنایا ہے اوس باغ مین لاشین جو طلسم سے نکلتی ہین دفن ہوتی ہین اور ملکہ نے بادشاہ
سے یہ اجازت لی ہے کہ بعد ایک مہینے کے وہان جایا کرے اون نامراد عاشقونکی روح ناشاد
کو شاد کر آیا کرے بعد ایک مہینے کے وہان میلا ہوتا ہے نام اوس میلے کا مزار عشاقان رکھا ہے
شاہزادی تشریف فرما ہوتی ہین اور بادشاہ بھی آتا ہے ایک رات اور ایکدن وہان مجمع رہتا ہے حسب
اتفاق یہ غلام بھی آپکا اوسجگہ جا پہونچا تھا یہ میلا دیکھا تھا جب ملکہ عالم تشریف لائین تھین قریب
محافہ مین کھڑا تھا قدرت خدا ہوا سے پردہ محافے کا اوڑ گیا مینے شاہزادی کو دیکھ لیا ایسی دلچسپ
شکل تھی کہ مین بیقرار ہوا اگر کیا ہو سکتا تھا کچھ دن وہان رہکر کوچ کیا مین مصور ہون تصویر خیالی
کھینچ لی ہے اوس صنم دلربا کی یہ شبیہ ہے یہ قصہ سنکر شاہزادیکو تیر عشق کاری لگا بے اختیار ہوکر تاج

کرونگا ہر کام مین جان تک دریغ نہین شاہزادے نے ارشاد کیا کہ اس تاجر کا مال واسباب جو کچھ تو نے لوٹ لیا ہے حاضر کر اسنے کہا بہت بہتر غلام جان نثار ہے اسباب کیا نکار ہے پھر قزاقون کو حکم دیا وہ تمام مال تاجر کا حاضر لائے شاہزادے نے کہا اے تاجر بموجب فہرست کے مطابق کر لے جو تلف ہو گیا ہو مجھسے لے تاجر نے تمام مال پایا خوش ہو کر سب شاہزادے پر سے لٹایا اور کہا اے گوہر صدف خوبی و متاع گران مایۂ بہبودی مین آجسے عمر اپنی غلامی مین بسر کرونگا مال رکھکر کیا کرونگا مگر ایک صندوقچہ مکلل بجواہر اوس مال سے اپنے پاس لٹانے سے باقی رکھا اوسپر غلاف پرزر اور تمام جواہر اعلے اور بیش بہا نصب تھا شاہزادے نے پوچھا کہ اسمین کیا ہے تجاہل کر کے کیا معقول جواب دیا کہ جہان ہے اس جملہ سے شہزادے نے اسرار کیا کہ اسمین کونسی اشیائے نادر ہے کہ جسکا تو مفتون سراسر ہے اور مجھسے پوشیدہ کرتا ہے کیا مین لیکر پھر تجھے نہ دونگا بلکہ اگر مین دیکھکر خوش ہونگا تو زیادہ انعام عطا کرونگا تاجر نے کہا کہ اسمین وہ زہر ہے کہ جسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے حضور کے دشمنونکو ضرر ہوگا اس اصرار سے شہزادے کو زیادہ شوق ہوا ہاتھ بڑھا کر وہ صندوقچہ لے لیا اوسوقت تاجر لاچار ہو کر خاموش ہوا لیکن شاہزادے نے صندوقچہ کھولا گویا عقدہ سربستہ عشق کھلا ایک کاغذ پر ایک شبیہ ماہ پیکر غارتگر متاع دل و جان و ہوش و حواس و ایمان کو دیکھا کہ **ابیات** مانی چو نقش آن بت بدمست میکشد ❊ چون میرسد بسا عداو دست میکشد ❊ نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ❊ نوبت بزلف او چو رسد آہ میکشد ❊ ہر اعضا پر مصور نے عجز و قصور لکھا تھا کہ جیسی اصل صورت ہے ویسا ہمسے نقشہ نہین کھنچ سکا شاہزادے کا دیکھکر یہ حال ہوا کہ لب خشک چہرہ زرد لبونپر آہ سرد بے اختیار ہو کر تاجر سے پوچھا کہ یہ کس رہزن جان و ایمان کی تصویر ہے جسپر دل ترک فلک کا بھی نخچیر ہے تاجر نے کہا حضور مشرق کے شہرونمین ایک شہر ہے کہ اوسکو طلسم بدر الجمال کہتے ہین کیا اوسکی آبادی اور وسعت کا ذکر کرون دیار تقریر کی وسعت تنگ ہے پائے کمیت خامہ نارسا اس بیانمین لنگ

ویکار تھا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے تھے سردم تلاش زد و کشت تھی عجب طاقت خدا
داد ہاتھہ آئی تھی کہ ضرب گرز گران سے دس دس آدمی کے مغز پراگندہ ہوتے تھے بھیجے کلہ عمود کی
ضرب سے دور بھیجے جاتے تھے جسکو او جھڑ سپر کی مارتا گرد ہو کر دیتا صفوف لشکر مثل بنات النعش پراگندہ
تھین بگیر بگیر و ببند ببند کا شور تھا اوسی گرمی جنگ مین ضرب سے مقابلہ ہوا شہزادے نے للکارا کہ ادھر
آ تو میرا صید زبون ہے تیرا میرے ہاتھہ سے خون ہے قزاق مقابل آیا مگر دلمین اسکی صورت دیکھکر
کچھ خوف نہ لایا کہا او طفل بے ادب تیری بھی یہ لیاقت کہ تجھسے مین مقابلہ کرون حکم دے اپنی
فوج کو کہ تنہا اوس سے لڑون سبکو تہ تیغ کرون گو سب میرے ہمراہی بھاگ گئے مگر مین اکیلا
کافی ہون یہ فوج تو کیا لاکھون پر وافی ہون شہزادے نے کہا او اجل رسیدہ زبان کو بند
کر اور بازو کھول شعر بیا تا چہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + مین تجھے
زبان شمشیر اور پیکان تیر سے جواب دونگا زبان سے گفتگو نکرونگا اسکی جرأت پر اوسے حیرت
ہوئی کہا مجھے ترس آتا ہے اب بھی اپنی فوج لیکر چلا جا ابھی تو لڑکا ہے شہزادے نے کہا یہ جائے
رزم ہے کچھ جائے بزم نہین جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نکر خدائے ما بزرگ ست جب قزاق نے
اسکو آمادہ شر دیکھا بغیر لڑے نہ مفر دیکھا نیزہ سینہ بکینہ شہزادے پر لگایا شہزادے نے نیزہ
سنان ریز پر لگا تھا چنگاریان سنانون سے پیدا ہوئین بعد رد و قدح شہزادے نے نیزہ اسکے
ہاتھہ سے نکالا قزاق نے تلوار کا وار کیا اسنے بند دست پر ہاتھہ ڈالکر تلوار کو بھی چھین لیا پھر تو
کشمکش کے زور ہوئے آخر شاہزادے نے قاش زین سے اوسے اٹھا لیا قزاق یہ زور و قوت دیکھکر گھبرایا
کلمہ امان زبان پر لایا شاہزادے نے ہاتھہ سے چھوڑ دیا اسنے یہ مروت دیکھکر اپنے لشکر کو لڑائی
سے منع کیا اور آپ سر کو شاہزادے کے پاون پر رکھا دلاورون نے کوس فتح بجایا وہ قزاق اپنے
ہمراہ شاہزادے کو کوہ پر لایا اور عرض کیا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن ہرگز غلامی سے گردن تابی

صحرا قلب السیاہ ہے کہ انسان تو کیا پرند تک کا گذرنا اوس جگہ سے مشکل ہے راست وچپ کوسون تک
پہاڑ کی دانگ ہے پشت پر دریا ہے شاہزادہ سمجھا یہان جانا دشوار ہے یہ راہ بے گذار ہے
مگر قدرت خدا جب طبل داخلے کے بجے قزاق خبردار ہوئے اپنی اپنی جگہ ہوشیار ہوئے ضرپر سے جاکر
کہا کہ ایک لشکر کسی بادشاہ کا آیا ہے اوسنے حکم دیا کہ جاکر سدراہ ہو جو کچھ مال اسباب ہو لوٹ لو اور
مال و دولت بھی خود چلتے ہین سب قزاق اپنے افسر کا حکم سنکر زیر کوہ مثل مور و ملخ جمع ہوئے لوٹنے
پر مجتمع ہوئے اور ضرپر بھی فوجکو شاہزادے کی دیکھکر خود اوترآیا اور اپنی فوجکو بلاکر شبخون کا ارادہ
کیا یہان شاہزادے نے جب اونکو آمادہ حرب و پیکار پایا افسران فوج سے فرمایا کہ یہ قزاق آج حیلہ
سازی سے شبخون آئینگے سبکو غافل پاکر قتل کرینگے لازم ہے کہ تیس ہزار سوار کمینگاہ مین رہین
اور تیس ہزار راست وچپ سے لشکر حریف کا محاصرہ کرین اور اپنے لشکر کی محافظت مین سرگرم
رہین بموجب حکم افسران فوج عمل مین لائے تیس ہزار کمینگاہ مین رہے اور تیس ہزار یمین و یسار محافظت
کرنے لگے جسوقت نصف شب گذری ؎ رومی یہ حبش نے فتح پائی ✣ بس ظلمت لیل آکے
چھائی ✣ سعدی قرص خورشید در سیاہی شد ✣ یونس اندر دہان ماہی شد ✣ قزاق
مسلح و مکمل ہوکر چلے اور ضرپر کے ہمراہ شبخون آئے تمام بہادر یہان ہوشیار تھے خیمہ خرگاہ خالی تھے
اونمین اگ لگائی نائرہ فساد کو مشتعل کیا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا شاہزادے نے بیدار ہوکر اونکا نعرہ
کیا نعرہ شیرانہ بلند کیا بہادرون نے کمین گاہ سے نکلکر پہلے طرف کوہ کے جاکر راستہ بند کیا او
یمین و یسار سے فوج نے حملہ کیا ہزارون کو بیدم کیا بہت سے مارے گئے جانسے بیکار
گئے رات بھر خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر کار شکست فاش ہوئی قزاقون کو
بھاگنے کی تلاش ہوئی مگر ضرپر سخت چنگال نے پاؤن جمائے سر دست جان دینا گوارا کیا بھاگا نہ
گیا اور شاہزادہ بھی جنگ رستمانہ کرتا تھا مثل نہنگ بجز ہیجا اوس فوج دریا موج مین شناور حرب

ماہ نے تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا اور خورشید نے عبادتخانہ مشرق سے
نماز سحر پڑھکر سر بلند کیا **ابیات** سحر چون زاغ شب پرواز برداشت ٭ خروس صبحدم آواز برداشت ٭
عنادل الحن دلکش بر کشیدند ٭ لحاف غنچہ از رخ در کشیدند ٭ سمن از آب شبنم روے خود بشست
بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست ٭ شاہزادے نے نماز سحر سے فراغت حاصل کر عزم سفر پر کمر کو
چست باندھکر تاجر کو بیدار کیا مرکب کو منگایا پھر سوار ہوکر منزل مقصد کی راہ لی فتح و ظفر ہمراہ لی تاجر
نے آج شاہزادے کے چہرے کو فرخناک اور شگفتہ پایا سمجھا اب مطلب بر آئیگا وہ قزاق یقین ہے کہ
بخوبی سزا پائیگا خوشی خوشی یہ دونو روان تھے آپسمین سیر و کیفیت سے صحرا کے خوشوقت و خندان
تھے عجب وقت تھا کہ نسیم مشکبار نوید جانبخش لاتی تھی سبزۂ بیگانہ لقب کو ہمدم صحرا بناتی تھی قطرہاے
شبنم نوک سبزہ پر جمے تھے گویا چھوٹے چھوٹے حال موتیون کے پڑے تھے یا مژگان چشم سرمگین
شاہدان چمن پر آنسو دھرے تھے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے گرد و غبار اور بڑا حجاب دامن
گرد شگاف ہوا ایک لشکر عظیم پیدا ہوا شاہزادہ ٹھہر گیا دیکھا تو وہ سواران جرار ساٹھ ہزار جو عقب
مین اسکے باپ نے روانہ کیے تھے شاہزادے کو ڈھونڈتے ہوئے آتے ہین جب قریب آئے سبھون
نے پہچانا افسران فوج نے بخوبی جانا شرائط التعظیم بجا لائے شاہزادہ قلب لشکر مین داخل ہوا
فوج کو قرینے سے جاکر مثل در مثل طبل فتح و ظفر بجایا القصہ بعد طی مراحل و قطع منازل قریب
کوہ بوقلمون لشکر نے ورود اقبال و نزول اجلال فرمایا لوگون نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی کوہ
ہے جسپر وہ قزاق رہتا ہے حکم دیا کہ لشکر اوترے بمجرد ارشاد فیض بنیاد خیمے اور سراپردے شاہی
نصب ہوئے دانغلے کے طبل بجے شاہزادہ مع چند سردار واسطے سیر کوہ و صحرا کے چلا قریب
جاکر دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے جسمین سنگ رنگ رنگ کے زرد و سرخ و سبز و سفید بیشمار ہین ہزار
در ہزار ہین اور گھاٹیونکو قزاقون نے مستحکم کیا ہے آیند و روند کا راستہ بند ہوا ہے اور

کہ آتش سے فرقت کی دل ہے کباب	کیا عشق نے خانمان کو خراب
مجھے میکشی سے ذرا ہو سرور	لکھون تا کہ مضمون نزدیک و دور
زمرد کی بوتل ہو ہیرے کا کاک	مئے سرخ دیوے بجھا دل کی آگ
نیا عشق کا ہے جو انداز ہے	عجب اسکے پردے مین کچہ ساز ہے
کہین بنکے معشوق یہ لائے راگ	لگائے کہین دل مین عاشقکے آگ
کہین شعلۂ عشق مین شمع سا	رہین مثل پروانہ جلتے سدا

اب یہان سے مسافر قلم دشت قرطاس پر عشق شاہد مضامین دلفریب مین یون روان ہے اور
خامۂ جگر چاک تعشق معانی دل آویز مین اسپ تحریر پر سوار یون دوان ہے کہ وہ شہزادہ جسکا یہ حال
اور یہ مقال تھا **ابیات** صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق + کہا صبر نے الفراق الفراق
تشتط حواسون نے پیدا کیا + جنون کا علم دل نے برپا کیا + سر کینے لگا پاس ناموس و ننگ +
لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ + اوس تصویر پر عاشق ہو حیرت سے بیجان دلمین وصل کا
ارمان یاد زلف مین دنکو شام کرتا منزل تمام کرتا چلا جاتا تھا جب شام ہوتی خواہش دل ترقی
پر جی کی کاہش سے جینا وبال محبوب کا خیال ہوتا بہت فراق مین روتا شب ہجر کی سیاہی کو
سنبل زلف کی یاد مین آنسوؤنسے دہوتا اور اوس تصویر کو گلے سے لگاتا اور یہ فرماتا **نظم**
تجھ بن ہے خراب زندگانی + ہے مجھپہ عذاب زندگانی + اتنا تو نہ چھپ کے لے کفن کا
گھبرا کے نقاب زندگانی + اسیطرح کبھی خاموشی شبیہ جانان کی شکایت کبھی اپنے ولولۂ دل
کی حکایت وہ شب کہ شب دیو غم فراق ہوتی عاشقون کے لیے خال عارض محبوب کے طور رہزن اور
قزاق ہوتی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا یاد رخسار مین سحر کرتا صبح کو جانورون کی زمزمہ سرائی سے اور
وحشت زیادہ ہوتی ایسا گھبراتا کہ جان لب پر آتی دل مضطر مین جنون دہوم مچاتا اور زیادہ

کی طرح ہر دم باغ زمین خاطر سر راوٹھانا قمری کے مانند یاد قامت سوزون مین کوکو کرکے شور مچانا اشک خونین بہانا ہر ایک کی نگاہ مین خوار اسکے دلمین غم کا خار یا دُن رہ محبوب مین شل شل خوشۂ انگور آبلہ دار قامت کی یاد مین شمشاد کی روش آزاد یاؤن چل نکلنے کو آمادہ کہ بیابان دیکھین آنکھونکو یہ تمنا کہ صحرا دیکھین صحبت دست و گریبان لب پر نالہ و فغان زنجیر سے سلسلہ الفت خاطر تار تار زخم دل نشتر رنج سے فگار ہر ایک طرح کا ملال فرط غم سے آنکھین لال لال اسکا قصہ گو طول طویل ہے پر عاشق مزاجونپر سب منکشف اسکی دلیل ہے قصہ کوتاہ اسنے بہت سمجھایا مفت اپنا سر پھرایا شہزادہ تو دیوانہ ہو چکا تھا عقل و ہوش کھو چکا تھا قزاق کی طرف سے منہ پھیر لیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقدمہ جو عاشقونکے لیے رنج کا تونے مجھپر جالی کیا بیفائدہ سر اپنا خالی کیا کسواسطے کہ آتش شان عشق اولے ہے مجنون دودمان عشق سے ✤ ناخلف نالایق و ناقابل و ناکارہ تھا ✤ بحث علم عشق کے قابل تھا دونون مین ایک ✤ کوہکن ہمیغز تھا مجنون جو تھا آوارہ تھا ✤ اپنا یہ دفتر نصیحت تہ کر رکھ مینے کتاب عقل بند کرکی سبق دفتر عشق سے پڑھا اب بادیہ گرد دشت جنون ہونگا نہین تو فراق مین دل رنج سے خون ہوگا جب قزاق لاچار ہوا عرض کیا غلام بھی ہمراہ چلیگا تنہا نہ جانے دیگا المختصر یہ تینون مسافر ایک شہزادہ دوسرا ضربخت جنگال تیسرا تاجر گھوڑونپر بیٹھکر روانہ ہوئے جلو مین آہ و نالہ ہوئے ✤

چل کھڑے ہونا اوس آوارہ دشت محبت کا تلاش محبوب مین اور پہونچنا دشت وحشتناک مین اور رہا کرنا ایک جن کا قید سے ساحرہ کے پھر دعوت کرنا اوسی جن کا اور پہونچا دینا اوسکا شہزادیکو دیار جانانمین ہمراہ جنونکے اور پہونچنا شاہزادیکا میلے مین اور دیکھنا جمال جہان آرائی ملکہ خورشید جمال کو پھر جانا واسطے فتاحی طلسم کے ✤ نظم

ذرا ساقیا شیشہ عشق سے		محبت کی مے کو پلادے مجھے ✤	

سے کہاکہ اگر مجکویہ میلا اور تماشا دکھائیگا تو مال دنیا سے بے نیاز کردونگا تجھے سرفراز کردونگا اسنے عرض کیاکہ
غلام ہمراہ رکاب ہے اگر یہ عزم جناب ہے بس اوسیوقت فوجکوایک عریضہ خدمت پدر بزرگوار مین اپنے
لکھکر دیا اور آپ چلنے کا دیار جانان کے ارادہ کیا جب یہ قزاق نے ماجرا دیکھا اور تاجر سے حال سنا
حیرت سے سر دُہنا گھبراکر خدمت مین شاہزادے کی عرض کیاکہ اے بادشاہ پرشوکت وجاہ عشق کا
دم بھرنا اس راہ مین قدم دھرنا بمقتضائے ؎ عشق مین ہے خون دل پینے سے کام ٭ زندگی
ہے عشق مین اپنی حرام ٭ حضرت عشق دشمن جان ہین بلائے بیدرمان ہین اسی خانہ خراب نے
بہت گھرونکو ویران کیا ہزارون مکینان کاشانہ عشرت کو پریشان کیا ہزارون پرارمان مرے بہت
سے آتش فرقت مین جلے کتنو نکے دلپر خنجر ظلم چلے کوئی جومرتا جیتا در دلدار تک پہونچا اوسنے
بے اعتنائی سے کلیجہ زخمی کیا مارے اغماز کے مار ڈالا کسی طرح عاشقی مین آرام نپایا کبھی جو
وصل کی شب ہوئی فرقت کی بلا آگئی اب حسرت کی نوبت آئی صبح فراق کے دھڑکے نے سر شام ہی
سے جان کہائی مرغ سحر پچھلے ہی سے غل مچانے لگے سلطان خاور کے دبدبے اپنا عمل بٹھانے
لگے تمام عمر بیچارا حسرت کا مارا سرپر ہاتھ دھر کر رویا پہلے تو فراق مین فقط دو سے یکنظرے خوش
گذرے کا حساب تھا اب می وصل سے بادہ شوق دو آتشہ ہوئی جام عمر گردش مین پڑا ساغر حیات
شراب رنج سے لبریز ہوا عجب کیفیت ہوئی وصل کا مزا اوٹھاکر اور نشہ زیادہ ہوا بہت پچتایا اور سوا
ساقی مہوش کا خیال آیا اور جو دوری ہے تو ہر دم فکر حضوری ہے سر مغزن اور جان کہی ہے
عجب طرحکی بیبسی ہے ہرایک سے ذکر معشوق کرنا لوگونکا بدگمان ہونا ہمنشینونکا طعنے دینا اسکا
پھوڑنا سنگ طفلان سے الفت آدمیونسے گریز آہوان صحرا سے یاد چشم محبوب مین دلکو رغبت
پیرہن تار تار جگر دشنہ غم سے فگار سوز درون سے سینہ داغدار لالہ رویونکا خیال دلمین
گلعذارونکا ملال ہمہ تن سر وچراغان سوز عشق عیان نرگس وار حیران سنبل نمط پریشان بلبل شوریدہ

سے ہے اوس ملک مین حسینان جہان بہت خرم وشاد رہتی ہین رنج دنیا سے آزاد رہتے ہین وہانکا
مالک کہ نام اوسکا قہرمان عدوسوز ہے بہت بڑا مدبر ہے حاکم بحر وبر ہے اوسکے صدف بحر سلطنت
مین یہ گوہر بے بہا ہے جسپر ایک زمانہ ہزار جانسے شیدا ہے ہزارون شاہان روزگار عاشق وبیقرار
ہین جان ودلسے نثار ہین اوس بادشاہ کے ملک مین ایک طلسم بنا ہے کہ جسکو بدرالجمال کہتے ہیں
اسی سبب سے اوس شہر کا بھی یہی لوگ نام لیتے ہین کوئی آجتک وہان گیا نہین کسی سے یہ عقدہ
حل ہوا نہین کہ اوس طلسم مین جاوے اور وہانکی خبر لاوے کہ اوس طلسم مین کیا ہے اور کون حکومت
کرتا ہے چنانچہ قہرمان نے یہ شرط کی ہے کہ جو اس طلسم مین جاوے اور اوسکو فتح کرکے آوے تو وہ شخص
اس متاع خوبی کو اپنے تصرف مین لاوے یعنی اوسکے ساتھہ اسکی شادی کرونگا والا نہ یہ دختر کسیکو دونگا
اے شہریار بہت سے شاہان نامدار آئے اور ارادہ کرکے واسطے فتاحی طلسم کے گیے کچھ عرصے تک
تو پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے بعد چندے لاش اون بیچارونکی سرحد طلسم مین سے کسی نے باہر
پھینک دی اوسکو ملکہ خورشید جمال نے قریب حوالی طلسم ایک صحرا ہے اوسمین ایک باغ اور
قصر مرتفع بنایا ہے اوس باغ مین لاشین جو طلسم سے نکلتی ہین دفن ہوتی ہین اور ملکہ نے بادشاہ
سے یہ اجازت لی ہے کہ بعد ایک مہینے کے وہان جایا کرے اون نامراد عاشقونکی روح ناشاد
کو شاد کرآیا کرے بعد ایک مہینے کے وہان میلا ہوتا ہے نام اوس میلے کا مزار عشاقان رکھا ہے
شاہزادی تشریف فرما ہوتی ہین اور بادشاہ بھی آتا ہے ایک رات اور ایکدن وہان مجمع رہتا ہے حسب
اتفاق یہ غلام بھی آپکا اوسجگہ جا پہونچا تھا یہ میلا دیکھا تھا جب ملکہ عالم تشریف لائین تھین قریب
محافہ مین کھڑا تھا قدرت خدا ہوا سے پردہ محافے کا اوڑ گیا مینے شاہزادی کو دیکھ لیا ایسی دلچسپ
شکل تھی کہ مین بیقرار ہوا اگر کیا ہو سکتا تھا کچھ دن وہان رہکر کوچ کیا مین مصور ہون تصویر خیالی
کھینچ لی ہے اوس صنم دلربا کی یہ شبیہ ہے یہ قصہ سنکر شاہزادیکو تیر عشق کاری لگا بے اختیار ہوکر تاجر

کرونگا ہر کام مین جان تک دریغ نہین شاہزادے نے ارشاد کیا کہ اس تاجر کا مال واسباب جو کچہ تونے
لوٹ لیا ہے حاضر کر اسنے کہا بہت بہتر غلام جان نثار ہے اسباب کیا نا لکار ہے پھر قزاقون کو حکم دیا وہ
تمام مال تاجر کا حاضر لائے شاہزادے نے کہا اے تاجر بموجب فہرست کے مطابق کرلے جو تلف
ہوگیا ہو مجھسے لے تاجر نے تمام مال پایا خوش ہوکر سب شاہزادے پر سے لٹایا اور کہا اے گوہر صدف
خوبی ومتاع گران مایہ بہبودی مین آجسے عمر اپنی غلامی مین بسر کرونگا مال رکھکر کیا کرونگا مگر ایک صندوقچہ
مکلل بجواہر اوس مال سے اپنے پاس لٹانے سے باقی رکھا اوسپر غلاف پر زر اور تمام جواہر اعلے
اور بیش بہا نصب تھا شاہزادے نے پوچھا کہ اسمین کیا ہے تجاہل کرکے کیا معقول جواب دیا کہ جہان
ہے اس جملہ سے شہزادے نے اسرار کیا کہ اسمین کونسی اشیائے نادر ہے کہ جسکا تو مفتون سراسر ہے اور
مجھسے پوشیدہ کرتا ہے کیا مین لیکر پھر تجھے ندونگا بلکہ اگر مین دیکھکر خوش ہونگا تو زیادہ انعام عطا کرونگا
تاجر نے کہا کہ اسمین وہ زہر ہے کہ جسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے حضور کے دشمنونکو ضرر ہوگا اس
اصرار سے شہزادے کو زیادہ شوق ہوا ہاتھ بڑہا کر وہ صندوقچہ لے لیا اوسوقت تاجر لاچار ہوکر خاموش
ہوا لیکن شاہزادے نے صندوقچہ کھولا گویا عقدہ سربستہ عشق کھلا ایک کاغذ پر ایک شبیہ ماہ پیکر
غارتگر متاع دل وجان وہوش وحواس وایمان کو دیکھا کہ **ابیات** مانی چو نقش آن بت بدمست
میکشد ✤ چون میرسد بلب عدا و دست میکشد ✤ نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ✤ نوبت
بزلف او چو رسد آہ میکشد ✤ ہر اعضا پر مصور نے عجز وقصور لکھا تھا کہ جیسی اصل صورت ہے ویسا
ہمسے نقشہ نہین کہنچ سکا شاہزادے کا دیکھکر یہ حال ہوا کہ لب خشک چہرہ زرد لبو نپر آہ سرد بے اختیار
ہوکر تاجر سے پوچھا کہ یہ کس رہزن جان وایمان کی تصویر ہے جسپر دل ترک فلک کا بہی نخچیر ہے تاجر
نے کہا حضور مشرق کے شہرونمین ایک شہر ہے کہ اوسکو طلسم بدر الجمال کہتے ہین کیا اوسکی آبادی
اور وسعت کا ذکر کرون دیار تقریر کی وسعت تنگ ہے پائے کمیت خامہ نا تراس بیان مین لنگ

ویکار تھا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے تھے ہر دم تلاش زد و کشت تھی عجب طاقت خدا داد ہاتھہ آئی تھی کہ ضرب گرز گران سے دس دس آدمی کے مغز پراگندہ ہوتے تھے بھیجے کلہ عمود کی ضرب سے دور بھیجے جاتے تھے جسکو او جھڑ سپر کی مارتا گرد ہو کر دیتا صفوف لشکر مثل بنات النعش پراگندہ تھین بگیر بگیر بہ بند بہ بند کا شور تھا اوسی گرمی جنگ مین ضرب سے مقابلہ ہوا شہزادے نے للکارا کہ ادھر آ تو میرا صید زبون ہے تیرا سر میرے ہاتھہ سے خون ہے قزاق مقابل آیا مگر دلمین اسکی صورت دیکھکر کچھ خوف نہ لایا کہا او طفل بے ادب تیری بھی یہ لیاقت کہ تجھسے مین مقابلہ کرون حکم دے اپنی فوج کو کہ تنہا اوس سے لڑون سبکو تہ تیغ کرون گو سب میرے ہمراہی بھاگ گئے مگر مین اکیلا کافی ہون یہ فوج تو کیا لاکھون پر وافی ہون شہزادے نے کہا او اجل رسیدہ زبان کو بند کر اور بازو کھول ؎ بیا تا چہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ مین تجھے زبان شمشیر اور پیکان تیر سے جواب دونگا زبان سے گفتگو نکرونگا اسکی جرأت پر اوسے حیرت ہوئی کہا مجھے ترس آتا ہے اب بھی اپنی فوج لیکر چلا جا ابھی تو لڑکا ہے شہزادے نے کہا یہ جائے رزم ہے کچھ جائے بزم نہین جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نکر خدائے ما بزرگ ہست جب قزاق نے اسکو آمادہ جنگ دیکھا بغیر لڑے نہ مفر دیکھا نیزہ سینۂ بیکینہ شہزادے پر لگایا شہزادے نے نیزہ سنان بر خنجر گا تھا جنگاریان سنانون سے پیدا ہوئین بعد ہر دو قدح شہزادے نے نیزہ اسکے ہاتھہ سے نکالا قزاق نے تلوار کا وار کیا اسنے بند دست پر ہاتھہ ڈالکر تلوار کو بھی چھین لیا پھر تو کشمکش کے زور ہوئے آخر شاہزادے نے قاش زین سے اوسے اوٹھا لیا قزاق یہ زور و قوت دیکھکر گھبرایا کلمہ امان زبان پر لایا شاہزادے نے ہاتھہ سے چھوڑ دیا اسنے یہ مروت دیکھکر اپنے لشکر کو لڑائی سے منع کیا اور اپنا سر کو شاہزادے کے پاون پر رکھا دلاورون نے کوس فتح بجایا وہ قزاق اپنے ہمراہ شاہزادے کو کوہ پر لایا اور عرض کیا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن ہرگز غلامی سے گردن تابی

صحرا قلب البیاب ہے کہ انسان تو کیا پرند تک کا گذرنا او سجگہ سے مشکل ہے راست و چپ کوسون تک
پہاڑ کی دانگ ہے پشت پر دریا ہے شاہزادہ سمجھا یہان جانا دشوار ہے یہ راہ بے گذار ہے
مگر قدرت خدا جب طبل واخلے کے بجے قزاق خبردار ہوئے اپنی اپنی جگہ ہوشیار ہوئے ضر پر سے جاکر
کہا کہ ایک لشکر کسی بادشاہ کا آیا ہے اوسنے حکم دیا کہ جاکر سد راہ ہو جو کچہ مال اسباب ہو لوٹ لو اور
مابدولت بھی خود چلتے ہین سب قزاق اپنے افسر کا حکم سنکر زیر کوہ مثل مور و ملخ جمع ہوئے لوٹنے
پر مجتمع ہوئے اور ضر پر بھی فوجکو شاہزادے کی دیکھکر خود اوتر آیا اور اپنی فوجکو بلاکر شبخون کا ارادہ
کیا یہان شاہزادے نے جب اونکو آمادہ حرب و پیکار پایا افسران فوج سے فرمایا کہ یہ قزاق آج حیلہ
سازی سے شبخون آئینگے سبکو غافل پاکر قتل کرینگے لازم ہے کہ تیس ہزار سوار کمینگاہ مین رہین
اور تیس ہزار راست و چپ سے لشکر حریف کا محاصرہ کرین اور اپنے لشکر کی محافظت مین سرگرم
رہین بموجب حکم افسران فوج عمل مین لائے تیس ہزار کمینگاہ مین رہے اور تیس ہزار یمین و یسار محافظت
کرنے لگے جسوقت نصف شب گذری ؎ رومی یہ حبش نے فتح پائی ٭ بس ظلمت لیل آکے
چھائی ٭ سعدی قرص خورشید در سیاہی شد ٭ یونس اندر دہان ماہی شد ٭ قزاق
مسلح و مکمل ہوکر چلے اور ضر پر کے ہمراہ شبخون آئے تمام بہادر یہان ہوشیار تھے خیمہ و خرگاہ خالی تھے
اونمین اگ لگائی نائرہ فساد کو مشتعل کیا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا شاہزادے نے بیدار ہوکر نعرہ
کیا نعرہ شیرانہ بلند کیا بہادرون نے کمین گاہ سے نکلکر پہلے طرف کوہ کے جاکر راستہ بند کیا او
یمین و یسار سے فوج نے حملہ کیا ہزارون کو بیدم کیا بہت سے مارے گئے جالنسے بیکار
گئے رات بھر خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخرکار شکست فاش ہوئی قزاقون کو
بھاگنے کی تلاش ہوئی مگر ضر پر سخت چنگال نے پاؤن جائے سر دست جان دینا گوارا کیا بھاگا نہ
گیا اور شاہزادہ بھی جنگ رستمانہ کرتا تھا مثل نہنگ بجرہیجا اوس فوج دریا موج مین شناور حرب

ماہ نے تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا اور خورشید نے عبادتخانہ مشرق سے
نماز سحر پڑھکر سر بدر کیا **ابیات** سحر چون زاغ شب پرواز برداشت ٭ خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند ٭ لحاف غنچہ از رخ در کشیدند ٭ سمن از آب شبنم روے خود بشست
بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست ٭ شاہزادے نے نماز سحر سے فراغت حاصل کر عزم سفر پر کمر کو
چست باندھکر تاجر کو بیدار کیا مرکب کو منگایا پھر سوار ہوکر منزل مقصد کی راہ لی فتح وظفر ہمراہ لی تاجر
نے آج شاہزادے کے چہرے کو فرحناک اور شگفتہ پایا سمجھا اب مطلب بر آئیگا وہ قزاق یقین ہے کہ
سمجھی سزا پائیگا خوشی خوشی یہ دونو رواں تھے آپس میں سیر وکیفیت سے صحرا کے خوشوقت وخنداں
تھے عجب وقت تھا کہ نسیم مشکبار نوید جانبخش لاتی تھی سبزہ بیگانہ لقب کو ہمدم صحرا بناتی تھی قطرہاے
شبنم نوک سبزہ پر جمے تھے گویا چھوٹے چھوٹے جال موتیوں کے پڑے تھے یا مژگان چشم سرمگین
شاہدان چمن پر آنسو دھرے تھے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے گرد وغبار اور حجاب دامن
گرد شگاف ہوا ایک لشکر عظیم پیدا ہوا شہزادہ ٹھہر گیا دیکھا تو وہ سواران جرار ساٹھ ہزار جو عقب
میں اسکے باپ نے روانہ کیے تھے شاہزادے کو ڈھونڈتے ہوئے آتے ہیں جب قریب آئے سبھوں
نے پہچانا افسران فوج نے بخوبی بجا لانا شرائط التعظیم بجا لائے شاہزادہ قلب لشکر میں داخل ہوا
فوج کو قرینے سے جاکر نشل درشل طبل فتح وظفر بجایا القصہ بعد طی مراحل وقطع منازل قریب
کوہ بوقلموں لشکر نے ورود اقبال ونزول اجلال فرمایا لوگوں نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی کوہ
ہے جسپر وہ قزاق رہتا ہے حکم دیا کہ لشکر اوترے بموجب ارشاد فیض بنیاد خیمے اور سراپردے شاہی
نصب ہوئے داخلے کے طبل بجے شاہزادہ مع چند سردار واسطے سیر کوہ وصحرا کے چلا قریب
جاکر دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے جسمیں سنگ رنگ رنگ کے زرد و سرخ و سبز و سفید بیشمار ہیں ہزار
در ہزار ہیں اور گھاٹیوں کو قزاقوں نے مستحکم کیا ہے آمد ورفت کا راستہ بند ہوا ہے اور وہ

واے در سر اوق لم یزلی بوحدانیت معروف اے یاور زیر دستان واے سرفراز کنندہ متکبران و گردنکشان
اس ذرہ بیمقدار کو تیری عنایت درکار ہے اور بھروسا کسیکا بیکار ہے آتش عاجز نواز ہو سرا تجھ سا
کوئی نہین + رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا + باغ وبہار آتش نمرود کو کیا + مشکل کے وقت حامی ہوا
تو خلیل کا + موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی + فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا +
طوفان مین ناخدائیے کشتی نوح کی + حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا + دیکھا تو خار و گل کا
مقام ایک شاخ ہے + دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا + آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زدم
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے پیل کا + دی ہے جو تو نے تشنہ کوثر کو آبرو + کوثر کا پانی اسی کا ہے
نے سلسبیل کا + اے پروردگار اے ملک الجبار اس عبد ذلیل کو ذلت سے بچانا قزاق
پر فتحیاب فرمانا اللہ اللہ ادہر تو شاہزادہ دعا کرتا تھا ادہر مقتدی قبولیت آمین کہتا تھا
کہ ایک آواز السلام علیک آئی شاہزادے نے آنسو پونچھ کر وعلیک السلام کا جواب دیا دیکھا
تو ایک مقدس کو اپنے روبرو کھڑا پایا وہ مقدس کہ عبائے سبز مثل برگہائے طوبی اجسم انور
مین پہنے تھے اور عمامہ اخضر کہ عظمت مین پوست سدرہ تھا سر مبارک پر باندھے تھے قریب تشریف
لائے اور اسکے سر کو سینے سے لگایا اور از راہ شفقت دلاسا دیا اور فرمایا کہ ہمنے تجھکو نظر کردہ کیا آج سے
تیری پشت کوئی زمین سے نہ لگا سکیگا اب جا قریب کوہ بوقلمون ہے اوس قزاق پر فتحیاب ہوگا اور
ایک کاغذ متبرک تحریر عنایت فرمایا کہ یہ ہر کام مین تیرے کام آئیگا پروردگار ہر ایک آفت سے بچائیگا
جب کوئی مشکل درپیش ہو اسے کھولکر پڑھنا پھر کسی آفت سے نہ ڈرنا اسنے اوسے لے لیا اور
پیر مرد نے دست شفقت پشت پر رکھا اسنے قدم کو آنکھوں سے لگایا پھر جو سر اوٹھایا اون
بزرگوار کو نہ پایا اسنے اوس کاغذ کو نقش کے طور حرز جان اپنا سمجھکر بازو پر باندھا اور اسی مقام
پر تمام شب عبادت اور ریاضت مین بسر کی یہانتک کہ وہ وقت آیا کہ عابد شب زندہ دار

مرصع دم رقص کرتے تھے آہوان صحرا جست وخیز سے سم پر آنکھہ دکھا کر تال بھرتے تھے جدول زنگاری سبزے کے گرد جو بہار کھچی تھی خط عارض معشوقان کو شرماتی تھی مسند اطلس کاہی کا نرگس و یاسمن زیر خیمۂ چرخ زنگاری بچھاتی تھی قلہ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان کواکب اور کوڑیالا پھیلا تھا رشک سلک مسلسل عقد ثریا تھا جانوران آبی بط و قاز و قرقرے و مرغابی ٹوٹ ٹوٹکر ہوا سے ندیون پر گرتے تھے غوطہ بازی اور خوش فعلی سے کلیلین کرتے تھے ہر سمت پھولون کا ابنار عجب فرحت بخش دہ گلزار

سعدی روضة الماء و نهرها سلسال ✤ دوحه سجع طیرها موزون ✤ این پر از لالہ ہای رنگارنگ ✤ وین پر از میوه ہای گوناگون ✤ باد در سایه درختان اش ✤ گسترانید فرش بوقلمون ✤

نظم

سبزه ایسا تھا دلفریبنده ✤ مرده ہو جسکو دیکھکر زنده ✤ سوئے اُس سبزے پر اگر بیمار ✤ تندرستی کے ساتھہ ہو بیدار ✤ یہ ہوائے خوش اوس سے آتی تھی ✤ روح بالیدگی سی پاتی تھی ✤ بس نظر کرتی تھی جہانتک کام ✤ مخمل سبز سی بچھا تھا تمام ✤ اکطرف تھا وہ سبزۂ نوخیز ✤ اکطرف تھی نسیم عنبر بیز ✤ یہ سیر وکیفیت جو اوس نورسیدۂ حدیقۂ سلطنت نے ملاحظہ فرمائی بے اختیار طبیعت گلگشت کو لہرائی بند زره مست ہو کر کھولدئے آنکھوں مین سرخ سرخ ڈورے فرط نشۂ جرات سے پڑ گئے خفقان دلکا بہلنے لگا ہر طرف تفریحا ٹہلنے لگا فلک پر تو ماه زمین پر یہ مہ چاردہ کہ نوردشت جس سے دوبالا تھا حسن اوسکا ایسا پر ضیا اور اعلے تھا کہ مسافر قمر طی منازل بروج سے تھک کر رخسار تابان کے شوق دید مین اوسی جا جم رہا تھا ہر ایک سیاره و ثوابت اوسکے دیکھنے کو تھم رہا تھا اس شوکت و صولت سے ٹہلتا تھا کہ زمین و آسمان دہلتا تھا مگر خوش خرامی سے کبک کہساری شرماتا تھا صبا وہ یکایک باغ مین پہونچے جو اٹھلاتے ہوئے ✤ کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوئے اسیطرح تفریحا سیر کنان قریب ایک چشمے کے وہ گوہر صدف سلطنت پہونچا ہاتھہ منہ دھویا اور ایک تختۂ سنگ پر بیٹھ کر رو بقبلہ ہوا اپنی تنہائی پر خوب رویا پھر پکارا کہ اے در بسر بر یلا یزالی بحر دانیت موصوف

چنبری تھا فیض ساقی سحاب سے سبز بختان زمانہ شراب قطرات بارش سے سرشار تھے جرعہ نوشان جام
ملاکت بادۂ ترشح ابر سے مست و ہوشیار تھے مصور موسم بہار نے نقاوریو قلمون و نقش پر لگار نگار خانہ
صحرا مین بنائے تھے منشی ربیع قدرت نے صفحۂ دشت پر خط ریحان کے فقرے رنگین تحریر فرمائے تھے
مشاطگی صبا سے عروس صحرا کمال جوبن پر تھی خواہان ہمکناری جوانان چمن تھی ایک سمت نرگس
شہلا مست ایکطرف لالہ ساغر در دست جام عقیق لگار سے سبزان چمن کو شراب مصفا شبنم کی دیتا
تھا سبزہ اوس جگہ کا باوجود خاکساری کے پھولون سے نوک کی لیتا تھا ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس
عنبر شمیم سے نافہ ہاے گل رشک مشک تاتار تھے معطر کن دماغ گلرخان روزگار تھے دوشیزگان
نبات نبات ہزارون جمال و ناز سے معشوقان خلخ و لعبتان فرنگ کو مسلسل محبت و مطوق الفت کرتی
تھین پانی نھرونکا سبزہ پر روان تھا تو یہ معلوم دیتا تھا کہ عروس بہار شرم سے پسینے مین ڈوبی ہے یا جا در
آب روان زیب و زینت سے اوڑھی ہے فراش ازل اوس حوالی دشت مین اہتمام کرتا تھا
فرش زمردین سبزہ کا ہر جانب بچھا تھا آب جوئبار پر نظارہ بازون کو کہکشان چرخ اخضر کا یا
زلف گلرخان کی مانگ کا دھوکا ہوتا تھا نواسنجی طوطیان شیرین زبان و خوش الحانی مرغان بوستان
سے یہ کیفیت تھی کہ لوح زمردین دشت سے اطفال غنچہ مانند ابجد خوانونکی سبق انبساط و فرحت لیتے
تھے زبان فصیح سے اوستاد بہار کی مدحت سرائی کرتی تھے میزبان زمانہ مہمانان دیر خراب آباد کو خمخانۂ
بہار سے شراب انگوری پلاتا تھا سبزہ فیض نسیم سے مانند دریا کے موجزن اور لہلہا تھا عکس
گلہاے سرخ سے شل منقار گلنار طوطی زمردین بال غزالان دشت کا رنگ احمر تھا چشمہ چشمۂ
چشمۂ کوثر تھا فراش ماہتاب نے فرش چاندنی گسترده کیا تھا ہر ذرۂ ریگ بیابان کا ہمسر انجم
آسمان بنا تھا یا صیاد ابد نے دام نور واسطے شکار حسن کے بچھایا تھا تجلی ماہ نے مہ جبینان زمانہ
کو اپنے اوپر لبھایا تھا جوانان چمن کی محفل نشاط مین کنول گلون کے روشن تھے طاؤسان

سیاران دشت فسانہ کہن وطی کنندگان مراحل سخن شہسواران توسن عرصۂ فصاحت وفتاحان
کشور بلاغت شمشیر خامہ سے وادگاہ قرطاس تحریر پرپون معرکہ آرا ہوتے ہین کہ وہ یکہ تاز میدان جرات شیر
بیشۂ شجاعت جسوقت کئی منزل ہمراہ تاجر شہر کے باہر آیا ایک روز ایک مرغزار دلکشا نے یاد شہر و دیار
کو خاطر حزین سے بھلایا عجب صحرائے سبزہ زار کہ نمونہ بہشت برین تھا نشاط افزا و سرور قرین تھا
ہر طرف خندہ کبک دری کی آواز کسی جا طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز درخت سرکشیدہ بلند اشجار
صحرا کے گلہائے زعفرانی سے طبع پسند فرد پسند دلکو مرے چھاون ہے پھولون کی + عجب
بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی + واہ کیا او سجا بہار تھی کہ اگر خزان بھی سیر کو آتی بہار مین
شامل ہوجاتی بیت زردی گلونپہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت + دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان بھی ہے
پہاڑون سے آبشار ہوتا گھاٹیون سے جھرنا جھرتا گیاہ سبزفام مینا رنگ فیروزہ گوش بعتبان سبزہ رنگ
اس مسافر نے اس صحرائے سبزہ زار مین پہونچکر دن کو شام کیا منزل کو تمام کیا کہ مرغ زرین بال فلک
چراگاہ سپہر سے واپس ہوکر آشیانہ مغرب مین استراحت کنان ہوا اور ماہ دہقان چرخ کشت انجم کی آبیاری کے لیے
روان ہوا یہ کوکب شش جہت افروز جہانداری و نیر ابہت و کامگاری قریب ایک چشمہ کے مقام پاک
و پاکیزہ دیکھکر اوترا تاجر سے کہا کہ یہ صحرا بھی قابل دید ہے دیوانون مصیبت کے مارونکو عید ہے
آج کی شب تامل کرو صبح کو عازم سمت کوہ بوقلمون ہو اوسنے عرض کیا بہت اچھا جو رائے اقدس مین
آیا ارشاد مولی از ہمہ اولی گھوڑونکی باگ اوتار کر واسطے چرا کرنے کے چھوڑ دیا آپ زین پوش بچھا کر بیٹھا صحرا
کی سیر کرنے لگا سبحان اللہ دشت سبزہ زار نئی طرح کی بہار ہر سمت طائران خوش الحان بزبان بیزبانی
تعریف ایزد منان مین مشغول نہرونکے پانیکی سفیدی اور شفافی معقول اوسمین درختونکے عکس کی
سیاہی گویا دونو وقت ملتے ہین خسرو انجم کی عنایت تھی چادر نور کی لطافت تھی میدان دشت
سطح فلک کیطرح جوش سبزہ سے نیلوفری تھا صحن صحرا گل خودرو سے خجلت دہ ثوابت چرخ

منصور کرے اوس دشمن کو مقہور کرے اور اگر آپ بجانے دیجیے گا کمترین اپنے تئین یہین ہلاک کریگا زندگی کا قصہ پاک کریگا ورنہین تو اگر حیات مستعار باقی ہے انشاء اللہ بعد فتح پھر ملاقی ہونگا ظلم رسیدہ کی داد دینا خوشنودی مالک الملک ہے غلام جائیگا یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کریگا یا اوس قزاق کو کوہ سے منہدم اور فرار کریگا در اگر قضا میری کشان کشان اوس جانب لیجاتی ہے تو خیر مجبوری ہے والا نہ ع
روزیکہ قضا باشد و روزیکہ قضا نیست + روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست + غرض بہزار خرابی رخصت ہوا محل مین شور و غل مچا نوحہ و گریہ کا شور گنبد گردان مین پیچیدہ ہوا گوہر اشک سینے اوس در شہر یاری پر نثار کیے نذر امام ضامن کے روپے باندھے شہزادے نے باہر برآمد ہو کر مرکب طلب فرمایا خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب منور اور روشن کیا بادشاہ نے ساٹھہ ہزار سواران جرار و مردان میدان کار عقب مین روانہ کیے مگر شاہزادہ پہلے روانہ ہوا شہر کے ادنے اعلے رئیس و غریب و امیر سب ہمراہ تھے لب پر سبکے نالہ جانکاہ تھے شہر پناہ سے سبکو رخصت کیا تسکین اور دلاسا دیا فرمایا میرے لیے دعا کرو گریہ و ماتم سے کہ بدشگونی ہے شور نہ برپا کرو پھر فاتحہ خیر پڑھکر شہر کی جانب سے منہ موڑا عزیز و اقارب کے رشتہ محبت کو توڑا او نہین یونہین روتا چھوڑا اور اپنا راستہ لیا شہر سے باہر چل نکلا کسی کا رستہ نہ دیکھا

روانہ ہونا اوس شیر بیشۂ شجاعت کا واسطے جنگ قزاق کے اور دینا ایک صحرائے سبزہ زار مین پیر روشن ضمیر کا مکتوب کو پھر سوداگر سے تصویر پاکر عاشق ہونا ملکہ خورشید جمال پر اور جانا اوسکی تلاش مین

کرے برگ فصاحت نخل کلک دو زبان پیدا + گل رنگین ہو اوراق بیان پر بیکمان پیدا
دہان کلک مشک افشان کرے توصیف صحرا کی + دوات رشک نافہ سے ہو خوشبو بیان پیدا
مثال طوطی خوش لہجہ مین شیرین بیان جب ہون + سخن مین میرے ہووے شکرستان بیگمان پیدا
مجھے مے دے ذرا ساقی برائے ساقی کوثر + دماغ گرم سے مضمون تر ہون مہربان پیدا

دربار مین ہر جانب سرداران تہمتن و یلان صف شکن کی طرف نظر فرمائی تاکہ میرے ارادسے مطلع ہوکر کچہ وہ لوگ عرض مین لائین یعنی خود واسطے جنگ قزاق کے درخواست کرکے جائین یہان جب تاجرنے قزاق کا نام لیا تھا اوسکو ہر ایک پہلوان پہچانتا تھا شاہ کی جانب سے منہ پھیر لیا اوسکے نام جرأت نے یہین سکو تسخیر کیا جب بادشاہ نے فوج کو بیدل پایا تاجر سے فرمایا کہ جو کچہ مال تیرا لٹ گیا اور جو کچہ اسباب تجہسے چہٹ گیا ہمارے خزانے سے لے لے اور فوراً وزیر سے حکم دیا کہ دلوادے کسواسطے کہ اوس قزاق نے بہت سر اوٹھایا ہے اکثر ارسال شاہی لوٹ کر ملازمان سرکار کو مرتبہ ہلاکت پہونچایا ہے جب یہ حکم تاجر نے سنا غم مین اپنے مقتولون کے سر دہنا اور عرض کیا کہ حضور میرے ہمراہیون کا معاوضہ خون نہوا یہ ارمان دلمین رہا جب اوسنے یہ دعوے کیا بادشاہ ندامت سے زرد ہوا اور کچہ جواب ندیا ناچار وہ مایوس دلفگار رخصت ہونے لگا اوسوقت شاہزادۂ قمرضیا پروردہ مہد ناز و نعم ہیغم اپنے مقام پر سے اوٹھا اور تاجر کا جا کر دستگیر ہوا کہ چل ہم اوس سے لڑین گے اوس فیل دبالسے شیرانہ ہم بھڑین گے تمام دربار مین اس کلام سے ایک غل ہوا بادشاہ سے ہر ایک نے عرض کیا کہ حضور یہ صاحبزادے ہین ناتجربہ کار اور وہ قزاق ہے جنگ دیدہ بڑا عیار و مکار مریخ کی کیا لیاقت کہ باوجود لقب جلادی فلک اوس سے شمشیر زنی کرے اور مکر و حیلہ مین پیر فلک کی باین ہمہ کہن سالی کیا طاقت کہ اوس سے کوئی عیاری کرے بادشاہ نے ہر چند منع کیا مگر شاہزادے نے نہ سنا یہ خبر محلین گئی اوسکی مان کو کھہ پکڑے درِ دولت پر دوڑی آئی شاہزادے کے نثار ہوئی بلائین چٹ چٹ لین نہایت بیقرار ہوئی اور کہا اے جان مادر اس مان کو اپنی جدائی سے نہ بیقرار کر مجکو للہ نہ سوگوار کر اسنے عرض کیا کہ یہ آپ شفقت سے فرماتی ہین مجھے بہلاتی ہین مگر مجھے اب اجازت دیجیے اور میرے واسطے دعا کیجیے کہ پروردگار مظفر و

لوگ سامنے لائے بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت وجیہ وشکیل کلاہ دانائی برسر وقبائے
ذی شعوری دربر جوان رعنا بلند بالا قوی تن غضنفر گردن سعدی بالائے سرش زہوشمندی
میتافت ستارہ بلندی + مگر لباس اوسکا تار تار خنجر غم سے سینہ فگار پیرہن اگرچہ عمدہ ومعقول
مگر آلودگی غبار ظلم سے خاکسار بادشاہ نے بنظر عنایت استفسار کیا اپنی مرحمت کا اظہار کیا کہ
اے گرفتار رنج والم واے وابستہ سلسلۂ غم وستم کیا فلک کج خرام تیرے ساتھ کیونکر پیش آیا کیا حادثہ
درپیش آیا اور کونسی نرد ظلم بساط روزگار نے تیری ساتھ بازی کی زمانے کی کجروی نے بیرخی تازی
کی کہ تجھ ایسے عاقل اور فرزین کو مات کیا کیا ستم ہیہات کیا وہ تاجر بزبان فصیح وبلیغ مدح
وثنائی بادشاہی بجا لایا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لایا قطعہ تا سرزند آفتاب سرور باشی ++
تا صبحدم مست ہمدم ساغر باشی ++ تا تاج حیات بر سر خضر بود ++ درخانۂ اقبال سکندر باشی
اے شاہ زمان بصفت نشان غلام ایک تاجر ہے چھوٹا بڑا جس سے اکناف وجوانب میں
ماہر ہے بالفعل صرصر بدبعت فلک نے میرے گل عیش کو مرجھا دیا خانمان برباد کیا عین شادی
میں ناشاد کیا یعنی میرے مال واثقال کو قریب حوالی بلاد بہشت نژاد حضور ایک کوہ پرستوہ ہے
ایک قزاق کہ نام اوسکا ضرر سخت چنگال ہے اوسنے لوٹ لیا اور ہمراہیان قافلہ اور راحلہ متعلق
تھی سب مارے گئے عدم کو سدھارے گئے میں اپنی متاع جان کو غنیمت جانکر رو بفرار لایا
یہانتک بھاگ کر آپ تئیں پہونچایا ہنوز یہ ماجرا پورا تاجر کہنے نپایا تھا اور شاہ کچھ دادرسی
نکرنے پایا تھا کہ پرچۂ اخبار صداقت آثار وزیر خوش تدبیر نے پیش کیا بادشاہ کو جس سے
کل احوال مفصلاً دریافت ہوا کہ ایک سوداگر کا مال واسباب مع اجناس نفیسہ واشیائے
غریبہ کوہ بوقلمون پر قزاق بداعمال ضرر سخت چنگال نے لوٹ لیا اور ہمراہیان قافلہ وراحلہ کو
مارکوٹ لیا جب بادشاہ نے تمام پرچۂ اخبار سے اور زبان حال سے تاجر کا اظہار سنا اپنے

نہین اوگا تہا آتش رخسار بے دود تہی قدرت رب ودود تہی مگر اتنی ہی سے سن مین جمیع فنون و
کمالات صوری ومعنوی سے آگاہ حسن اخلاق وخوبی ذات وعلم ادب وعربی وفارسی وعلم مجلس
ومعانی ومنطق مین کمال اوسکو دستگاہ صولت وشہامت وشجاعت مین رستم وسام واسفندیار
کی نشانی حسن اور خوبصورتی مین وہ عزیز دل یوسف ثانی آوازہ اوسکے حسن وجمال کا اور شہرہ اوسکے
کسب وکمال کا چاردانگ عالم مین تہا اور رعب اوسکے نہیب شمشیر کا خاطر ظالم مین تہا تمام دنیا کے اوستاد
علم سپہ گری اور عالم بیبدل اور فاضل بیمثل اوستادان ہنرپرور وخیر اندیشان نیک اختر اوسکی
خدمت مین حاضر رہتے تہے شب وروز ہر قسم کے علوم کی مشق کراتے تہے یہانتک کہ وہ عنایت خدا سے
تہوڑے دنون مین آراستہ علم ادب وپیراستہ کمال وکسب سے ایسا ہوا کہ ہر فن مین اوستادان
دہر سے سبقت لیگیا کاملان بلیغ دانش وعاقلان سترگ بنیش اوسکے آگے عاجز رہتے منصفان
دہر اوسکو دیکہکر آفرین کہتے اوس فرخ لقا کو قمر ضیا نام کرتے تہے خوبان جہان کو اوسکے حسن
کے روبرو لوگ نام دہرتے تہے ایسا مہروش حور لقا کہ تنویر ماہ آگے اوسکے روئے زیبا کے ہشل سُہا
ایکروز وہ شاہزادہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس تخت سلطنت پر جلوہ گر تہا اور ہر ایک امیر وزیر مشیر
سلطنت اپنے اپنے عہدہ پر حاضر تہا یہ معلوم ہوتا تہا کہ شہنشاہ ماہ بافوج سیارگان اورنگ فلک
پر زیب دہ مسند خلافت ہے یا آفتاب سریر سپہر پر متمکن باہزاران زیب وزینت ہے کہ یکایک
صدائے گریہ وزاری دربارگاہ آسمان جاہ کیطرف سے سمع ہمایون وگوش حق نیوش مین بادشاہ
کے آئی رحم دلی سے طبیعت بے اختیار گہبرائی فرمایا دیکہو کوئی ستمدیدہ گریان ہے آتش جور فلک سے
شاید دل بریان ہے ہرکارے خبر کو گئے اور حاضر ہوکر زبانپر لائے کہ ایک تاجر جسکا اسباب زیان
ظلم نے متاع جور دیکر خرید کیا اوسی بیچارے کو گرفتار عذاب شدید کیا بحال پریشان حضور کے
آستان پر آیا ہے کچہ حال ہمسے نہین بتاتا ہے شاہ نے حکم دیا کہ حاضر لاؤ اوسکا حال ہمین دکہاؤ

کی اوسمین پستی بلندی ہر قصر کی سر اپنا سقف سپہر سے گھستی عرض وطول کو ازل ابد کی جریب بنا کر پیمایش
کرین انتہا نہ پائین وسعت مین رقم فلک اور زمین کو حاصل ضرب بنائین لمؤلفہ قصر اعلی اسطرح آباد تھی
چرخ چنبر برج کرتا تھا نثار + خم ہون ابروئے حسینان جہان + اسطرح کے طاق تھے محراب دار ++
بلکہ سے لطیف و دلکش و آب ہوائے + مبارک منزل و فرخندہ جائے + خلق خدا کو فراغ حاصل
سودائے خرمی کے بین دین مین ہر ایک ماہ تمثال کامل ایسا معمورہ دلچسپ کہ آفتاب باوجود
گشت زنگاری فلک کے اوسکی خرمن آبادی کا خوشہ چین خلاصہ یہ کہ جیسے لکھنؤ کی سرزمین
اوس کشور حسینان جہان کو حسن آباد کہتے تھے خوبان جہان بہت آسایش سے اوسمین رہتی
تھے حاکم وہان کا سپہر اقتدار جم شوکت فریدون حشمت دارا دربان سلیمان مکان کہ جسکی محفل
خلد تزئین مین لولی فلک کو بکرشمہ و ناز شغل رقاصی اور جسکی دربانی کو خنجر گذار سپہر سرگرم فرمانبرداری
وہ شوکت وصولت کہ آفتاب نگاہ گرم اوسکے حصار محکم و استوار کو ندیکھے اور ماہ شب افروز اوسکی
حرارت غیظ سے بنظر برودت نگاہ نکرے صاحبقران اقلیمستان ظفر قرین صدر مکان شہر و رعیت
پناہ تاج بخش قیصر و جم فخر اولاد آدم صاحب نام و ننگ عدو گیر بیدرنگ راست گفتار خورشید
رخسار شجاعت شعار افسر سلاطین نامور فخر خواقین بحر و بر قطعہ شہ مغرب کہ مشرق رابنہ بود ++
سلیمان کاخرش بالائے مہ بود + ز اقصائے ختا تا آخر روم + کسی جز آن عطالیش نیست محروم
کمینہ چاکرش فغفور چین بود + فریدونش غلام کمترین بود + بدرگاہش بعجز استادہ از دور ++
ہزاران بادشہ مانند فغفور + اوس سلطان ہمایون کو خورشید تاجدار کہتے تھے جسکے ضیائے
سایۂ دولت سے ادنے اور اعلے خرم و شاد رہتے تھے وہ اپنے کاشانۂ عشرت اور خانۂ سلطنت
مین ایک فرزند مثل شمع سنور بزم افروز راحت رکھتا تھا اور باغ خاطر کی شگفتگی کو ایک پھول دلبند
فراغت رکھتا تھا کہ عمر اوس نونہال گلشن خلافت کی بارہ برس کی تھی چمن حسن مین سبزہ

عین موسم بہار یعنے شروع موسم گرما ماہ محرم سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آغاز کیا اور اس گل باغ فصاحت کا
طلسم فصاحت نام رکھا اپنے مالک کی فرمایش سے کام رکھا اور بطور یادگار اپنے اس جرائد کہن
روزگار پر ثبت کیا ؎ غرض نقشیست کز ما یاد ماند + کہ ہستی را نمی بینم بقائے + امید نکتہ
سنجان والا منش ارباب بینش سے یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی اس سراپا غلط بموجب مثل + خود غلط معنی
غلط انشا غلط املا غلط سے ہوگئی ہو تو نقطہ وار دامن عفو سے محصور فرمائین اور از راہ توجہ باطنی
اصلاح مین جہد بلیغ کرین کہ الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان فضل خدا سے مقبول ہو یہ کتاب انہ المبدء والیہ المآب

آغاز داستان حیرت بیان ملک خورشید تاجدار اور اوسکے فرزند شاہزادہ قمر ضیا کی آنا ایک تاجر کا لٹ کر ضرب سخت چنگال قزاق کے ہاتھ سے اور جانا شاہزادے قمر ضیا کا واسطے جنگ قزاق کے ہمراہ تاجر کے

پلا ساقیا ساغر لالہ گون + کہ تیری بدولت ذرا مست ہون + سرور ہوئے دل کو وہ دارو پلا +
بہکنے نپاؤن ذرا ساقیا + لکھون فرط مستی سے مین اک کتاب + دکھا دون سخن کی تجھے آب و تاب
سخندان کہین مجکو شاہ سخن + وہ حاصل ہو اب دستگاہ سخن +

رہروان منازل خوش بیانی وطی کنندگان صحرائے قصہ خوانی گام فرسایان جادہ اذکار و بادیہ پیمایان
اثمار ملک سخن مین از راہ فرمان حکومت بیان یون حکمران ہوتے ہین اور تاجدار تقریر میدان داستان مین
جمع مع لشکر مضامین بیکران ہوتے ہین کہ اطراف ممالک ہندوستان جنت نشان بل رشک جنان مین
ایک شہر تھا مینو سواد بہشت نژاد کہ نسیم تعظیم آسا اوسکی معطر کن مشام حور غلمان ہر کوچہ و برزن اوسکا خوبی
مین اور لطافت اور چمک دمک مین رشک صحن آسمان ہر قصر رفیع پختہ ہر ایک قطعہ مکان مرتفع زمین
جسکی چشمک زن فلک ہفتمین خوبی مین بازار گلزار نمونہ بہشت برین دوکانون مین اوسکے سودائے
حسن مع ناز معشوقان خریدار اور بیوپاری کرشمہ ساز تمام شہر آباد رعیت دلشاد وسعت سپہر بلکہ کوئی مین

مشاطگی معترضی سے شانہ صفت ابہان زلف عروسان کتب کو آراستہ کرتے ہین یہ احسان خریدارون کے سر دہرتے ہین اور خزانچی صاحب مطبع کی دیانت و امانت داری تو مشہور انام ہے چلن اونکا بازآ نیکنامی مین زبان زد خاص و عام ہے اونکے کھرے پن سے کھوٹے کی جانچ ہے عیار راستی کے لیے آتش صداقت کی آنچ ہے پارے کیست خامہ جنکی توصیف مین شل لالہ کنومل صاحب ایسے امین و معتبر ثانی انکے کہان ہین اگر ہین تو مثل دفینہ زیر نہان ہین اس مطبع مین بلکہ تمام جہان مین بڑے ممتاز ساہوکارون مین سرفراز الہی جب تک اس کل سے چرخ زنگاری کے اوراق سیاہ و سفید لیل و نہار طبع ہون جب تک یہ مطبع اور مالک مطبع صفحۂ دہر پر مجتمع ہون بس یہ ذکر اوسکی سخاوت اور برگزیدہ لوگون کی نسبت پرورش کا جو لکہا گیا ایک قطرہ اوسکے دریائے فیض کا ہے زہی گوہر گرانمایہ بحر مروت وخہی اختر تابندہ برج ریاست نیر اعظم سپہر جلال کہ بدر کامل جسکے ضیائے مروت کے مقابل ہلال وہ کرو فر کہ اگر غصہ آجاے آسمان کے بیک نگاہ غضب تو اوسان اوڑین اور زمین سہم کر اپنی جگہہ پر رہجائے طبیعت حلم پسند کو وہ انکسار کہ ادنی کو وہ تقرب حاصل جیسے خار پہلوئے گل مین شامل کلام معجز نظام عیسی دم مسیح نفس کہ مردہ دل صاحب احتیاج حیات دوبارہ پائین دل غرضمندون کے زندہ جاوید اور بے نیاز بنجائین حسب الاتفاق ایک روز اوسنے اپنی محفل خلد مشاکل مین کہ حقیر حاضر تھا مارے خوشی کے جامے سے باہر تھا ارشاد فرمایا کہ اے جاہ تیرا رتبہ ایسا ہے کہ ہمارے حکم عالی کو دوش ہوش پر رکھے اور زبان کو چاکری مین واجب الامر اطاعت سپرد کر کے یعنی ایک قصہ دلچسپ لاثانی دلگی کی نشانی اگر لکھے تو اوس شاہد دلفریب سخن کو حلیۂ طبع سے محلی اور آراستۂ زیور شہرت کیا جائے مادح اور مدیح کا نام نیک فرد قرطاس روزگار پر باقی رہجائے مینے عرض کیا کہ کبھی مینے کوئی فقرہ لکھا نہین کوئی شعر کہا نہین مگر زہی فخر و افتخار جو آپ کی اطاعت گلگونہ کش چہرۂ مرام ہے انشاءاللہ بخوبی آغاز ہو کر قصہ تمام ہے اوسی روز سے کہ

صحیفہ بلاغت ہے اور مخبران صداقت کیش کے لیے جو بادۂ خوشگوار خبر سے مست و مدہوش ہین جام
جہان نما یا آیینۂ سکندر یکتائی مین بہر صورت ہے خبرین اسکی مثل نسیم شمیم آسا گل مضمون سے پیچیدہ
ہوکر دماغ جان ہر ایک ناظرین کا معطر کرتی ہین اور وقایع اسکے ہر ایک شاہان کشور روزگار خوبی
کے مشام جان کو معنبر کرتی ہین اسکی سطرون کی تختہ بندی پر لالہ رشک سے داغدار سوسن ہزار
زبان سے اوسکی سواد تحریر ثناخوان اور نثار نرگس وار آنکھ ہر ایک کی اوسکی نظم و نثر کہ مثل سنبل مسلسل
ہے حیران مضمون لطافت مشحون کی مشتاق یہ اخبار ایسا شہرۂ آفاق مضمون نگار اڈیٹر جو خود
مالک مطبع ہین صاحب اقتدار جنکے روبرو مخبران صداقت کیش و وقایع نگاران خیر اندیش عاجز و
بیکار ہر وقت مضمون نگاری اڈیٹر صاحب کا یہ قول ہر بار **حافظ** در پس آیینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم خوش انجامی اڈیٹر صاحب سپہر وقار سے ہر روز یہ اخبار
مانند ماہ دو ہفتہ افق طبع سے ساطع و لامع اوراق شعبدہ باز چرخ پر جلوہ گر ہوکر خاطر مشتاق کا
تسکین دہ و ضیا بخش چشم صاحبان بصارت و اشتیاق کا ہوتا ہے چھوٹا بڑا ادنے اعلے او سے مستفید
ہوتا ہے اڈیٹر صاحب کی ندرت طرازی ہر رنگ مین جلوہ دکھاتی ہے کہ نکتہ سنجان فہم و باریک
بینان خرد کو بھاتی ہے نثر مضمون کا دل بقرار نظم پر رشک سے مانند مسطر خاطر تار تار سلسلۂ
عبارت سے حاسد بند الم مین اور زنجیر غم مین گرفتار اگر ماگرمی پر فقرون کی سوز درون سے عدو
کے دل مین آبلے پڑین جنون ہوجائے عبارت عاشقانہ کرشمۂ لعبتان و شاہدان کو شرمائے
قلم فقیر اوسکے اوصاف لکھنے سے قاصر ہے کہ حد شمار سے باہر ہے لہذا گوشہ گیری ذکر سے
عملہ دفتریان مطبع پر کرون اس ذکر سے معتکف ہون کہ وہ لوگ بھی مجمع اوراق اتفاق و شیرازہ
بند دفتر اخلاق ہین کہ جنکی بلندی فطرت کے روبرو رشتۂ فلک کوتاہ ہے خدا گواہ ہے
کہ حسن لیاقت پر اونکے ہر ایک حاسد کے سینہ مین ٹھیس اوٹھتی ہے جلد وہی صفت کب ہوسکتی ہے

کا بیان کرون اگر علم شعر مین ہر ایک کو رشک صائب و فخر حافظ کہون تو بہی نہین ہو سکتا ہر ایک کا قافیہ تنگ بازار سخن مین انکی روانی خاطر پر توسن ادہم نکے بیان کا لنگ اگر وحید الدہر کاملیت علوم عربی و فارسی لکہون یا موصل مثال فاضلان چرخ برین کرون کب ہو سکتا ہے کہ ایسے اثبات ذات والا صفات کو مجہول سے نسبت دون ہمانا لافظ غرائب فصاحت حافظ مراتب بلاغت قافیہ سنجان اوزان بدیع وزن شناسان میزان تقطیع فکر سلیس وہ اونکو حاصل کہ کیا امکان جو ایک نقطہ بہی صحت سے رہجائے اگر کہین فکر مصنف کتاب نے کمی کی ہو تو فوراً اوسپر حاشیہ چڑہ جائے زیور اصلاح سے محشہ ہو لباس معرکی سے برہنگی کا عار و ننگ جائے جب خلعت حاشیہ پائے پیرایہ وہ صحیفہ دانش صاحب بینش تعریف انکی تیری زبان قلم سے کب بر آئے جب عالمون کی شان مین العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حبیب خدا فرمائے زیادہ کیا لکہون اب محرران مطبع رشک منشیان زمان کا ذکر کرون کہ عبارت سلیس سے انشا طرازون مین مربع بیٹہون پہر کوئی کسر نہ ہے کسی حیلہ پر حصر نہ ہے کسواسطے کہ رسم الخط سے آگاہ ہون صحیفہ بیان پر تختہ تختہ نقش وصف بناؤن کیونکہ وہ لوگ سر دفتر حساب دانی تتمہ امدان نیکنامی کہ پیشانی لونیس افراد جزو کل وجہ سے طغرائے نیکنامی انکے نام جاری ہوا اور اونکی روشندلی اور صفائے باطنی سے نام نیک فرد قرطاس روزگار پر روشن اور باقی رہا زر ریزی جمع علمیت سے ہر ایک مالا مال رقومات انشا گری سے مرفہ الحال تحریر اور تقریر زبانی جمع و خرچ مین ایسے کامل کہ دبیر فلک جنکے مقابل ایک رقم فاضل الحال یہ لوگ بقایائے روزگار ہین فی زمانہ یادگار ہین وصف انکا حساب و شمار مین کیونکر آئے میزان بیان مین کب سمائے اب دل اسوقت خبر دیتا ہے بار بار اخبار کا ذکر کرتا ہے جوش کیا حقیقت ہے زمانے مین کسی نثار کی ✢ مدح جو قرطاس پر لکہی اودہ اخبار کی ✢ حقیقت مین صاحبان نظارت اور سیاران کلام فصاحت کے لیے یہ اخبار رشک گلزار ایک

اسواسطے سمند کلک کی عنان کوارژنگ بیان مین نقاش مطبع کی جانب پھیرا کہ وہ شہ کشور اعجاز
ندرت طراز رشک بہزاد و مانی لایق تحسین پیشوائے صورتگران ارژنگ و چین کہ نقاش ازل نے نگارخانہ
دنیا مین نقش یکتائی اوسکے نام کا بنایا اور کاتب قدرت نے لوح قدرت پر قلم قدرت سے حرف
بیمثالی اوسکے نام کا تحریر فرمایا سحر طراز جادو نگار اپنے فن مین استاد دہر کہ جسکے قلم معجز رقم نے
صفحہ گیتی سے تحریر بہزاد و مانی کو مٹایا باریکیان اوسکی فہم دقیقہ رس نے چشم تماشا کو دکھلا کر اونکا
صد بسلا بن ثبوت کرایا اوسکے مرقع خانے کی بلندی تا عرش عظیم ہے اور بنا اوسکی مستحکم مثل
طور اور رنگ نگار خانہ کا تجلی طور کلیم ہے مانی ہر نقش پر بلکہ ہر لکیر پر اوسکے خامے کا فقیر از روئے
خریداری ارژنگ بیعانے مین دیتا ہے مگر یوسف کی خریداری اور ضعیفہ کے سوت کا نقشہ ہوتا ہے
اور اعجاز نگاری کی صفت سے یہ ادنے حال ہے کہ اگر مزاج ہمایون مین خیال نقشبندی کا آیا
تو حدیقہ قرطاس پر چمن بےخزان مع ہیئت کامل پر از گل نرگس و ریحان لگایا چشم نظارہ بین مین
بعینہ سیر باغ کا عالم گردکھایا دریا کو حیرتکدہ دہرمین آئینہ وار سکتے کا اوسکے مرقع پر عالم ہے
جدولین اوسکی نہرین باغ لطافت کی تصویرین دست مصنوع کی صورتین ملاحت کی ہین اور
خامے کی چالاکی اور صفائی یہ کہ آب بحر پر نقش بنائے اور صناعی یہ دکھائے کہ دانہ خردل پر تصاویر
اشجار ریاض عالم مع تراکیب انہار و صورت گل و بلبل اس روش بنے کہ چشم صاحبان دور
بین مین وقت مشاہدہ اصل دکھائی دے اور سوائے کمال صورتگری خلق و حیا و خوبی حسن
اخلاق و قابلیت علم کی ذات مجمع صفات تصویریت ہے بلکہ میری اقتدار قلم تحریر ہے کب ہوسکتا ہے
کہ لکھون کہان زبان کو یارا کہ کہون آخر نام نامی سے دلکو چین ہے وہ کون یعنی شیخ احمد حسین
ہے انکے والد شیخ امیر علی مرحوم جو اس فن مین مشاق بڑے شہرہ آفاق تھے الحاصل اب ذکر
صاحبان صحت کا صحیح صحیح ثبت کرون کہ یہ تمنا بھی برآوے دلکی آرزو نکل جائے کس کس علم

خشک زبانی سے ہونٹھ چاٹ کر بات کرے ذائقہ زبان پر آجائے ایسی حلاوت تازہ پائے واقف
رموز خفی و جلی محرم اسرار نکتہ سنجی میرزا عاشق علی عقیل و فہیم و ذہین ذکی و عقل صافی عالی
منش والا دودمان کہ ابنائے دہر جسکے مرآت رعایت سے آئینہ خیال مین منہ دیکھین بلکہ ٹکٹکی باندھین
کہ ایسا بھی صورتگر ازل صفحہ دہر پر نقش بہبودی بناتا ہے ایسا حرف بھی قلم قدرت سے ظہور مین آتا
ہے اور اشفاق صداقت کیش کے مذکور سے اگرچہ سیری بیان کو نہین بلکہ اپنی کام و دہان کو تشنگی
ہے لیکن آب زلال مواصلت سے آسودگی ہے ان کے اور کل مصلح السنگون کے استاد یگانہ روزگار
ذی وقار مقبول بارگاہ لم یزلی جناب میر حشمت علی صاحب کہ جنہون نے اپنے ایک ایک ادنیٰ
شاگرد کو اُستاد بنایا ہر ایک معجز نگار کہلایا اس فن مین زمانہ قدیم سے موقلم کو سر مو تابعداری [illegible]
عذر نہ تھا سرفرازی حاصل تھی بردباری اوسکی اس بار کو فخر سے بلکہ احسان سے حاصل تھی مگر
جناب اوستاد ممدوح کہ باعث خامہ کلک نیستانی کی تقدیر برعکسی سے سیدھی ہوئی کہ اپنے
آبرو پائی اوسکی بارگاہ تحریر مین تقرب پاکر سر جھکایا سرفرازی کا خلعت پایا موقلم کو القط کیا بال بھر اعتبار
فرمایا یہ قلم معتمد علیہ بنایا نیا ایجاد کیا طرز نو سے شاگردون کی خاطر کو شاد کیا گوشہ دست مبارک
کنقش الحجر ہے تحریر اونکی نہال اسید و دامن صراحی تحریر کسی معجز طراز کی تحریر کو رنگ نہین بلکہ کوئی
ہمسنگ نہین چمنستان اسطار سنگ مین اگر صرصر غلطی کاتب سے باد [illegible] بلندی تحریر مین
سے پژمردگی حروف اور نقطونکی ہو بہر و ملاحظہ چشم نظارت بخش طراوت حاصل ہو تازگی اس
حدیقہ کمال کی جب تک کہ چمن دنیا سرسبز و شاداب ہے الشاری فیض ذات اقدس سے باقی
رہیگی گلزار جہان مین اس فن کو سرسبزی حاصل رہیگی بس اے جادہ صفحات لیے افسر برتر
کی جہد ریز و تحریر [illegible] قلم سے اسطرح کام لیں اور معرکہ آرا ہون کہ خامہ
سے شگاف ہو سر جھکائے دائرہ اطاعت مین مرکز ہوا رد را سے نیز و سے زبان ہو

رشک گلمل طور ہے فریم وسنگ پیچ کے فرش بسیط پر اسطرح استراحت کنان ہین گویا دست و بغل
عاشق وجانان ہین پرپیمان ذی لیاقت گاہ بزہی اور آراستگی مین ایسے بوستان منفعت سکے
مصروف کار ہین حقیقت مین بڑے ہوشیار ہین کہ جنکی کاریگری پر یہ چرخ زنگاری کی کل گردش مین
ہے بلکہ عقل چرخ مین ہے باین ہمہ پیرانہ سالی دیدۂ ثوابت سے اونکی دانائی دیکھ دنگ ہے سکنے کا
ڈھنگ ہے اور بڑے ظریف کہ ترانہ مرغول سے عنادل صفت چمن مطبع مین نواسنج ہین نہایت
خوش اور بیرنج ہین پر پیمائے مطبع اور اون جامع کمالون کو مخزن کتب علوم ہر اقسام کہنا زیبا ہے
سب طرح کی صفت اونمین مہیا ہے مصلح السنگان فرہاد جنگ کی صفت مین خامہ مصنف فرط شادی
سے اکثر کر کر چپا ہوتا ہے اور اپنے کارنامے پر جیسے فخر کرتا ہے مشاطگی عقل سے عروسان حروف
کو ایسا آراستہ وپیراستہ کرتے ہین کہ وقت طبع وہ لطافت وخوبی کا دم بھرتے ہین جملہ طبع سے
معشوقہ کتب کہ حلل معنی اور زیور مضامین سے پیراستہ ہو کر صورت ظاہری کا جوبن پا کر جمال
باطنی کی خواہشمند ونکو رغبت دلاتی ہے نیا رنگ جماتی ہے قلب انسان اونکی تحریر مقلوب نثار
ہے ہاتھون کی ندرت طرازی پر بتصدق خط گلزار ہے ایک جملہ اس صفت مین یاد آیا ناظرین
کو جتایا یعنی فرہاد بہت بڑا صناع اپنے زمانے کا تھا مگر میرے نزدیک بہنر تھا اگر فی الحال ہوتا
ایسے شخصون کی خدمت کے عشق مین محنت کرتا جان شیرین برباد نجاتی حرف تراشی سیکھتا
کوہ کنی چھوڑ دیتا اب ان جامع کمالون کیا اوصاف ہون دلکو کس کا کس کا نام نامی لیکر تسکین دون اس
مین افسر تر بر والا گہر کہ جنکے اشفاق دلی اور محبت صافی یاد آئی بے اختیار زبان قلم پر وہین مضامین
سے نکل آئی واہ کیا شریف ہین کہ اشرف الناس خیر الانام ایسی ہی شخصون کے نسبت مقولہ ہے
ورنہ اس گروہ انسان کو اشرف بہانے کی کیا وجہ ہے ایسے برگزیدہ دہر کہ شہ اگر انصاف دلی کا
اونکی تحریر کرون قلم معدلت رقم نوشیروانی کا دم بھرے اگر اونکے اوصاف لکھون خامہ تر زبان

کہ نیسان وار صدف حال مردمان شکستہ بال کی نسبت گھر بار روزگار ہے سناؤن اور لآلی شاہوار مدح
مطبع دامن ناظرین فسانہ مین گراؤن وہ یہ ہے کہ اوس سحاب کرم نے لبان سبزہ چمن پرورش
شرفائے دہر کے لیے گلزمین مطبع فیض منبع کی سرسبزی مین غور تام فرمایا خاطر مفلسان حزین کا
مقصد برآیا عجب عجب صناع ہر کام وہر اقسام کے واسطے نخلبندی ایسے بوستان ہنر ان کے
حاضر خدمت نگین کاشانہ عشرت ہوئے اونکی قدردانی اوس فرحت بخش نے نسیم فیض سے ایسی
فرمائی کہ غنچہ خاطر ہر ایک کے نزہت بخش ہوئے سبحان اللہ خوشنویس ایسے ایسے عمدہ اور نستعلیق
کہ جنکی تحریر کی روبرو عطارد سادہ لوح یعنی بیوقوف یاقوت رقم کو ہر ایک دائرہ کی کشش پر مثل پرکار
گردش سپہر بھی اوسے کیا وقوف حرفونکی مدین نیر بزیر شد و مد کرین رشک سے خجالت اوٹھا کر کبھی
زبردستی کی نہ لیتا اگر فی زمانہ ہوتا اونکے کلک گہرفشان کو بوسہ دیتا نزاکت سنبل و ریحان اونکے
خامے کی لطافت تحریر و ندرت طرازی پر نثار ہے گلزار کتابت کی تفریح سے شکستہ خاطرون کو
فرحت کا اقرار ہے سچ ایسے ولایتی جنسے صنعت پروردگار عیان اونکے شوق دید مین دل انسان کا رنگ
برنگ آئینہ وار حیران مثل تختۂ لالہ و نافرمان گلشن مطبع مین نہایت خوبی سے لبان سرو جوئبار
رواں اے حبادہ یہ کیا مثال ہے کہ سرو بے گل و بے بار ہے اور انسے ثمر مراد اور زرریزی کے
تخم سے ہر ایک نہال ہے وہ چوب ناتراشیدہ یہ شاہد چمن مطبع حسن مشاطگی ممدوح سے خواب
نازمین لبان سبزہ آرمیدہ اگر وہ اپنی راستی پر گشیدہ تو اس شجر امید مین سخاوت کا ڈالا ہے و اسکو
ناعم آزادگی اسکے آگے فقیری کا لقب ہے اسکو جود و عطا سے مطلب ہے سنگ ایسے کہ جنکی صفائی
پر آئینہ حیران ہے بلکہ مرات خاطر اہل صفا تیرہ اور رشک سے بیجان ہے اور آئینہ تو بروقت مقابلے کے
اندھا اندھا حروف اونپر اسطرح تحریر ہین جیسے نہر مین عکس سرو کی سیدھی لکیر ہے جو فرمان اونپر
طبع ہوتا ہے خوبی نافرمان کو داغ دیتا ہے سواد سیاہی دیدہ حور سے ضیا بخش چشم مردمان بعبارت

کی واسطے قدمبوسی کے دوتا ہے غبار زمین نہین اوڑتا ہی بلکہ خاک صاحبان مرتبہ کی اوسکے جاہ وحشم
پر بلاگردان ہے قبا جامۂ اقبال سے قامت پُر استقامت پر بقا کی زیبندہ ہے سوزن نفس مسیح
اور رشتۂ حیات خضر سے واسطے ہمیشگی کے مردہ دلون صاحب احتیاج سبز بختون کے لیے تیار کیا
ہے خلعت اشرف کہ بالائے والائے اجلال پر پیراستہ ہے رشتۂ شعاع آفتاب صبح سے آراستہ ہے
کسواسطے کہ صبح جسوقت منہ سے بولے یعنے دم زنی کرے نام ایسے بہترین خلق کا لے اور آفتاب
جسوقت آنکھ کھولے منہ ایسے مہر سپہر جلالت کا دیکھے کہ تمام روز جگر سے بچے خیر و خوبی سے گذرے
نکہت گل مین خوبی کی یہ وجہ ہے کہ شمیم خلق اوسکے دماغ مین ایسے ممدوح کا پیچیدہ ہے اور شمع جو
روشنی بخش انجمن ہے اوسیکے شعشۂ حسن مرحمت سے پرتو افگن ہے جسکی ہمت نے حوصلہ حاتم
کا طی کیا رستم کو اوسکی دلیری سخاوت نے خجالت کا درپے کیا روزگار مفلس کشکول لیل و نہار و قدح
مہر و ہلال لیکر اوسکے در کا دریوزہ گر کسرے صولت بزرجمہر فطانت باذل عادل کہ جسکے مقابل ہمت
حاتم جہل و بخل حلیم کریم غربا پرور منشی سر دفتر حلم و مروت ہمایون القاب معلی جناب شیر بیشۂ سخاوت
دلیر میدان فتوت کہ جسکی محبت مخلصون کو نوش اور عداوت و کینہ مخالفون کو نیش علو مراتب کے
روبرو سب بیش سر افگندہ مثل ہیچ انتظام ریاست کا اوسی سے قانون ظلم و بدعت جسکے روبرو
زبون ناصر جنگ پریشانی مین منصور احکام ممالک کشور خوبی مین اوسیکا دستور اعنی صاحب قوت
وزور منشی نولکشور بہادر دل ضاعف اللہ اقبالہ بالتوالی والتواتر اب شایان و نمایان عبارت
آرائی اور بہجت سرائی کے یہ دعا ہے کہ ممدوح نامور زمانے مین مثل مہر درخشان
ہو اختر بخت شمس کیطرح افق سعادت و اقبال سے تابان ہو الہی تا نسبت حال و محل درمیان
شمس افق صادق سے موافق ہے حال دولت و مال سعادت اس آفتاب آسمان غرت اور کمال
لامحل شمس افق مطابق سے واثق اور موافق رہے بتصدق نبی و آلہ النبی کچھ شمہ ذکر اوسکی سخاوت کا

نے ارشاد فرمائی ہین کلام آلہی مین بہت سے آیتین اوس جناب کی شان مین آئی ہین النظم

وصف لکھے جب وزیر خسرو لولاک کے	دائرے حرفون کے ہر اک ہو رشک افلاک کے
اے قلم ہے شاخ طوبی سے ترا رتبہ بلند	حرف مضمون صفت انجم ہین اب افلاک کے
وصف روشن بر زبان ہے اسلیے ہے مجکو فخر	ہمسری اب مہر سے کرتے ہین ذرے خاک کے
مہر اوسکی دل مین ہے اب مین بھی ہون روشن ضمیر	مہر تابندہ مضامین ہین میری ادراک کے
شست و شو کی جامہ عصیان کی اوسنے اسقدر	دھو گئے دھبے ہر اک کی خاطر ناپاک کے
اے حبیب نائب حق اے شہ جن و بشر	میری حاجت کر روا صدقے مین روح پاک کے
مجھسے بل کرتا ہے گردون شش جہت مین تنگ ہون	اسطرح گردش ہے مجکو جیسے چکر چاک کے
تیری آل پاک پر اور تجھپہ اے عالیمقام	دمبدم تحفے پہونچتے ہون درود پاک کے

سرسبزی گلشن سخن کی آبیاری صفت مطبع اور مالک مطبع سے اور سبب تصنیف لطیف اس بوستان بیخزان کا

ہیچ مہیچ زبان ہیچمدان خاکراہ ارباب سخن محمد حسین ابن سید غلام حسین رمال ساکن لکھنو تخلص جاہ کو کیا لیاقت کہ طوطیان شکرستان شیرین کلامی کے روبرو اپنی عندلیب زار زبان سے کچھ نوا سنجی کرے اور گلہائے مضامین باغ خاطر نایافتہ سے شگفتگی مزاج یاران گلشن سخن سنجی کرے لیکن اگر رئیس دوران حاتم زمان بنظر آراستگی حدیقہ خیال کو اپنی مرحمت سے تازگی بخشے تو کیا عجب ہے کہ سیاحان ریاض بصارت کے لیے کچھ گلہائے سوسنی تحریر فسانہ کے صفحہ چمن روزگار پر شگفتہ کرنے کا کمترین بھی اقرار کرے ایسا سرو نوخیز بوستان ریاست کہ جسکے شوق نظارہ مین قمری و بلبل دوان آوارہ چمن گمکردہ آشیان سیاران گلشن فلک ہوائے ضیائے رخسار تابان مین ہر سو نگران اللہ اللہ کیا جاہ و جلال ہے کہ کمر پر چرخ

صورت معنی مولود سے خوش تھا جو قلم	کھینچا لوح پہ تھا صاحب علے کی تصویر

گفتار طوطی خامۂ شیرین مقال اظہار تعریف ستونان بارگاہ اسلام یعنی صحابہ رضی اللہ تعالے عنہ مین

تعریف صحابہ کبار در گنجینہ سخن کی مفتاح ہے باب مقاصد دارین کی فتاح ہے جنہون نے خیمہ دین کو طناب ہدایت اور ستون شریعت سے برپا کیا اور طریقہ اور آئین اسلام کو خانہ دلین ہر شخص کے مستحکم فرمایا سقف ارکان دین و اسلام بازوی پر قوت مومنان صاحب مرام کہ جنکا لواے شوکت وصولت اور قبہ بارگاہ فضیلت زمین سے چرخ برین تک بلند او ر سرفراز نائب خدا کے ہمدم اور ہمراز صفت اونکی سویداے ضمیر صاحب باطنان پر بلکہ دلین تمام عالم کے ظاہر ہے کلام رسول پاک سے ہر خورد بشمر ماہر ہے اَلصحابی کالنجوم اظہر من الشمس ہے اور ابین من الامس ہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

صریر کلک ہمصفیر عنادل باغ قدس کی نغمہ سنجی بوستان منقبت گل گلزار نبوت سرو گلشن امامت یعنی حیدر کرار علیہ السلام مین

منقبت صاحب ذوالفقار حیدر کرار غالب کل غالب مظہر العجائب والغرائب اخی رسول زوج بتول کہ جنہون نے بحکم پروردگار اور فرمان ملک الجبار سے ذوالفقار کو باندھا جو حامی دین متین قاتل المشرکین سوار دوش محبوب رب العالمین ہے فاتح خیبر کُشندہ عمرو انتر براز مشک و عنبر میرا دہان ہے کہ وصف اوس مختار کون و مکان کا برزبان ہے کیا مدح اوس عقدہ کشاے مہمات عالم کی سلسلہ بند نگارش ہو کہ جسکی شان مین خود مداح حاکم آفرینش ہو معنی ہل اتی چشم صاحب بصارت مین واضح ولائح ہین بہت سے کلمے صفت کے بدر منیر فلک پیغمبری نے اوسکی شان رفیع کی نسبت فرمائے ہین احادیث لحمک لحمی وہذا سید العرب وانا مدینۃ العلم وغیرہ حضرت

نے ارشاد فرمائی ہین کلام آلہی مین بہت سے آیتین اوس جناب کی شان مین آئی ہین الغظم

وصف لکھے جب وزیر خسرو لولاک کے — دائرے حرفون کے ہر اک بن گئے افلاک کے

اے قلم ہے شاخ طوبےٰ سے ترا رتبہ بلند — حرف مضمون صفت انجم ہین اب افلاک کے

وصف روشن ہر زبان سے ہے اسلیے ہے مجکو فخر — ہمسری اب مہر سے کرتے ہین ذرے خاک کے

مہر اوسکی دل مین ہے اب مین بھی ہون روشن ضمیر — مہر تابندہ مضامین ہین میری ادراک کے

شست و شو کی جامۂ عصیان کی اوسنے اسقدر — دھوگئے دھبے ہر اک کی خاطر ناپاک کے

اے حبیب نائب حق اے شہ جن و بشر — میری حاجت کر روا صدقے مین روح پاک کے

مجھسے دل کرتا ہے گردون شش جہت مین ہون تنگ — اسطرح گردش ہے مجکو جیسے چکر چاک کے

تیری آل پاک پر اور تجھپہ اے عالیمقام — دمبدم تحفے پہونچتے ہون درود پاک کے

سرسبزی گلشن سخن کی آبیاری صفت مطبع اور مالک مطبع سے اور سبب تصنیف لطیف اس بوستان بیخزان کا ۰

یہ کج مج زبان ہیچمدان خاکراہ ارباب سخن محمد حسین ابن سید غلام حسین رتال ساکن لکھنو تخلص جاہ کو کیا لیاقت کہ طوطیان شکرستان شیرین کلامی کے روبرو اپنی عندلیب نزار زبان سے کچھ نواسنجی کرے اور گلہائے مضامین باغ خاطر نایافتہ سے شگفتگی مزاج یاران گلشن سیہ نجی کرے لیکن اگر رئیس دوران حاتم زمان بنظر آراستگی حدیقہ خیال کو اپنی مرحمت سے تازگی بخشے تو کیا عجب ہے کہ سیاحان ریاض بصارت کے لیے کچھ گلہائے سوسنی تحریر فسانہ کے صفحہ چمن روزگار پر شگفتہ کرنے کا کمترین بہی اقرار کرے ایسا سرو نوخیز بوستان ریاست کہ جسکے شوق نظارہ مین قمری و بلبل دوان آوارۂ چمن گمکردۂ آشیان سیاران گلشن فلک ہوائے ضیائے رخسار تابان مین ہرسو نگران اللہ اللہ کیا جاہ و جلال ہے کہ کمر پیر چرخ

صورت معنی مولود سے خوش تھا جو قلم | کھینچتا لوح پہ تھا صل علے کی تصویر

گفتار طوطی خامۂ شیرین مقال اظہار تعریف ستونان بارگاہ اسلام یعنی صحابہ رضی اللہ تعالے عنہ مین

تعریف صحابہ کبار در گنجینہ سخن کی مفتاح ہے باب مقاصد دارین کی فتاح ہے جنہون نے خیمہ دین کو طناب ہدایت اور ستون شریعت سے برپا کیا اور طریقہ اور آئین اسلام کو خانہ دلین ہر شخص کے مستحکم فرمایا سقف ارکان دین و اسلام بازوی پرقوت مومنان صاحب مرام کہ جنکا لوائے شوکت وصولت اور قبہ بارگاہ فضیلت زمین سے چرخ برین تک بلند اور سرفراز نائب خدا کے ہمدم اور ہمراز صفت اونکی سویدائے ضمیر صاحب باطنان پر بلکہ دلین تمام عالم کے ظاہر ہے کلام رسول پاک سے ہر خورد بشر ماہر ہے الصحابی کالنجوم اظہر من الشمس ہے اور ابین من الامس ہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

ہمسر کلک ہمصفیر عنادل باغ قدس کی نغمہ سنجی بوستان منقبت گل گلزار نبوت سرو گلشن امامت یعنی حیدر کرار علیہ السلام مین

منقبت صاحب ذوالفقار حیدر کرار غالب کل غالب مظہر العجائب والغرائب اخی رسول زوج بتول کہ جنہون نے بحکم پروردگار اور فرمان ملک الجبار سے ذوالفقار کو باندھا جو حامی دین متین قاتل المشرکین سوار دوش محبوب رب العالمین ہے فاتح خیبر کشندہ عمرو انتر رار مشک وعنبر میرا دہان ہے کہ وصف اوس مختار کون و مکان کا برزبان ہے کیا مدح اوس عقدہ کشائے مہمات عالم کی سلسلہ بند نگارش ہو کہ جسکی شان مین خود مداح حاکم افرینش ہو معنی ہل اتی جشم صاحب بصارت مین واضح ولائح ... ت سے کلمے صفت کے بدر منیر فلک پیغمبری نے اوسکی شان رفیع کی نسبت فرما... ک لحمی و ہذا سید العرب وانا مدینۃ العلم وغیرہ حضرت

کی دی ہمیشہ ہم لوگون کا جہاز حیات دریائے کفر مین تلاطم امواج گمراہی سے طوفانی رہتا ندامت سے آب آب ہوتے کہین تھل بیڑا نہ لگتا زندگی حباب آسا بسر ہوتی بیکسی انجام کو انفعال سے پھوٹ پھوٹ کر روتی الف الف تحیۃ وثنا او رسلام اوسپر اور اوسکی آل پر کہ جسکی ذات سراپا بہبود کو معبود نے کل مخلوق کے لیے بفحوائے لولاک لما خلقت الافلاک ہویدا کیا سرور انبیا سلطان الاصفیا حبیب خدا محبوب کبریا محمد مصطفے احمد مجتبے صلے اللہ علیہ والہ وسلم اگرچہ کلک گہرفشان وخامۂ تر زبان شوق شورش نعت مین بہت جوش وخروش سے روان ہے مثل موج شناور قلزم بے پایان ہے لیکن عجز وبیچارگی بھی عیان ہے کہ ساکن عالم بالا اعلی جسکی دربانی کا فخر وافتخار جانے اس چوب خشک کی کیا لیاقت کہ جو اوسکی صفت پہچانے آخرکار سر نیاز کو بہت گھسا ہر چند غواصی کی مگر اس محیط بے پایان کی تھاہ کا پتا نہ ملا ناچار تھک کر کنارے بیٹھ رہا

نظم

صفحۂ دہر پہ ہے نعت یہ اوسکی تحریر + کہ زہی سیدی وانت حبیبی قدیر +
ذات اقدس کے سبب سے ہے جو گناہوں سے نجات اسلیے میری زبان پر ہے خوشی کی تقریر
ہے تری مہر جو ہم سبکی دلون پر روشن ظلمت کفر سے ہم نکلے تھے ماہ منیر +
اللہ اللہ ترا اوج مراتب یہ ہے + شب معراج ثنا خوان تھا ترا رب قدیر
آمد آمد کی خبر سنکے خوشی بھرتے تھے حور و رضوان و ملک کرتے تھے باہم تقریر
کہ زہے صل علے احمد والا آئے کب بھلا آج جہان مین ہے کوئی اونکا نظیر
سلسلہ فیض الٰہی کا محبت کا یہ تھا پائے امت سے ہوئی دور گنہ کی زنجیر
عرش تھا وجد مین جنبان یہ خوشی کے باعث شور ہر سمت تھا آئے ہین یہان رب کے وزیر
واہ رہی شوکت آمد کہ شیاطینون کا روز مولود ترے اولٹا فرشتون نے سریر

گل مین بو رنگ مین شوخی ہے چمن مین ہے بہار ہر گل تر کی نزاکت مین اوسیکا جلوا ہے
چشم نرگس تجھے دکھلاتی ہے نیرنگ جہان کھول آنکھین تو نظر آئیگا وحدت کا سما
باغ عالم مین ہین کیا کیا گل رنگین کھل کر باغبان چمن دہر کی کرتے ہین ثنا
جسنے لالے کو کیا روز ازل سے سرشار ہاتھ سے جام نہ اوسنے کبھی اپنے رکھا
گل ہر اک کان لگائے ہین اوسیکی جانب صوت بلبل سے سناہی یہی دیتی ہے صدا
کون ہے بے کہے گل یکتا کی یہ شوخی ظاہر کسکی نیرنگی کا عالم مین پڑا ہے چرچا

خوش لہجگی مرغ شاخ سدرہ اعنی کلک حقیر کی گلشن نعت شفیع المذنبین ہادی المضلین خاتم المرسلین احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و الہ وسلم مین

بعد مقال حمد ایزد متعال عزم نعت سید انام پس از ہزار ہزار تحفۂ درود و سلام وسیلہ سعادت کونین ہے ذریعۂ مقصد دارین ہے کہ جو غواص بحر ناپیدا کنار رمز الوہیت و شناور قلزم زخار اسرار قدرت ہے جسکی وجہ سے کشتی شکستگان امت کا بیڑا پار ہوا در مدعا ہاتھ آیا ساحل مغفرت کو پاکر عصیان کے دریا سے پار ہوئے جب اوس ناخدائے سفینۂ نجات کا قدم ہمارے درمیان مین آیا گنہگارونکو رب العزت نے یہ مژدہ سنایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اگرچہ ہم لوگون کا جہاز غرق بحر عصیان ہے مگر ذات اوسکی لنگر زمین و آسمان ہے شفیع المذنبین ہادی المضلین کہ جسکی طغیانی آب ہدایت سے زورق شیاطین ورطۂ ہلاکت مین ہے سحاب کرم نیسان وار اوس در یتیم صدف نبوت کا بارندۂ احکام شریعت ہے حبیب مالک بحر و بر گزیدۂ دہر جسکے دین مبین اور ملت بیضا اور شریعت غرانے اسلام کو آبرو بخشی الیسا چشمۂ آفتاب فیضماب دریائے سپہر نبوت کہ خس و خاشاک نے بلکہ ماہ و ماہی اور سنگریزون نے گواہی اشہد ان محمد الرسول اللہ

کسیکا سینہ رنج والم سے بسان لالہ داغدار کوئی سنبل نمط پریشان وزار ہے کہین موسم بہار مین گل کیا کیا بزم آرائی کرتے ہین کبھی فصل خزان مین عندلیبان خوش الحان نالہ وزاری کرتے ہین اسی طرح عاشقون کا وصل معشوق سے دہن گل کیطرح خندان کہین فصل ہین آنکھون سے اشکون کی نہرین روان حقیقت مین عجب نیرنگ ہین ہر رنگ کے جدا ڈھنگ ہین کہان کہان عقل دوڑاے قلم اوسکی حمد مین ایک نقطہ لکھنے سے عاجز ہے جسنے صفحۂ دہر پر اسقدر نقطے تحریر کیے کہ جسکا حساب نہین ہو سکتا کچھ نکتے خدمت نکتہ سنجان مین عرض کر سکتا ہون کہ فلک پر نقطہائے آفتاب ومہتاب اور دریا مین نقطہائے حباب نقطہائے سیارگان بیحد وشمار افلاک پر نقطہائے ذرہ خاک پر نقطہائے غنچہ گلزار مین نقطہائے گرداب جویبار مین نقطہائے درم مخازن مین نقطہائے جواہر معادن مین نقطہائے سواد آنکھون مین نقطہائے سویدا دلون مین نقطہائے نافہ ناف آہو مین نقطہائے گرہ زلف مشکبو مین نقطہائے مروارید صدف مین بشکل نقاط پارہ ہائے خذف مین نقطہائے شرر نار مین نقطہائے اشک چشم عاشق زار مین نقطہائے خال رخ زیبائے دلدار مین نقطہائے فکر ونسک ومضامین انتخاب تازہ نکات خاطر شاعران طرار مین بس ایسا منشی قدرت کہ بیاض صبح سے خط شعاع آفتاب ہویدا اور خط نورانی تحریر سیاہی شب مہتاب سے پیدا آفتاب اور اختر اوسکی خط غلامی کا داغ اپنی پیشانی پر رکھتے ہین اور حباب دم بدم اوسکی معبودیت کا دم بھرتے ہین غنچے اوسکی یاد مین خموش ہین اور مخازن او معادن مین اوسکی صفت کے جواہر آبدار در پوش ہین جبکہ نخلبندان حدیقۂ معرفت ومقربان بارگاہ صمدیت اور کیا تاجدار نبوت اس باغ حمد کی آراستگی مین غنچہ صفت خاموش ہین بادہ اطہر ما عرفناک حق معرفتک سے بیہوش ہین جاہ تیری کیا مجال ہے عہدہ ثنائے الٰہی سے بر آنا بیجا خیال ہے نظم

شبکو شبنم کی تراوت سے یہ مضمون ٹپکا	گلشن دہر مین ہے فیض الٰہی ہر جا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہار گلشن تقریر حمد محمود اوس باغبان قدرت کی ہے کہ جسکے عندلیب خطاب نے ایک ترانہ کن مین جو کچھ کہ باغ کون و مکان مین نخل قامت آدمیان و ملائکان و نباتات و مخلوقات ہژدہ ہزار عالم ہے بنایا اور آبیاری رحمت کاملہ سے تر و تازہ انہار و اشجار کو فرمایا اور فرش بسیط ارض دلکش کو بچھایا اور درجہ ہای بروج آسمان کو بنایا گلشن فلک مین ثمر سیارگان اور خوشہ ہای ثوابت و چشمہ ہای شمس و قمر و گلہائے مختلف نگارنگ مثل سپیدہ صبح یاسمن و سیہ بہار شام سوسن گل عارض گلرخان سنبل زار زلف محبوبان وغیرہ اور جو کچھ لائق ریاض خداوندی چاہیے تہا اوسے اوسی کہ بنایا اور اپنی صناعی باغبانی کا ان سبکو گواہ کر کے تغمہ معبود حقیقی سنایا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کا مقرر ہمہ ایام ہر تختہ چمن دنیا اور ہر قطعہ گلزار جہان مین کیا کیا پھول الوان مختلف اور ترکیب جداگانہ سے کھلائے ہین کہ ہر ایک کی نشو و نما و بو و لطافت اور رنگ جدا جدا بنائے ہین کہین حسن صبح مانند گل گلشن کہین حسن سیاہ مثل سوسن سے

16.C.81.
Tilism i fasāhat.

بعون صناع مکین و فضل خلاق زمین و زمان

طلسم فصاحت

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع مزین مطبوع چھپا ہوا

اطلاع اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ازران ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین ادہین بعض کتب قصہ جات نثر ونظم اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر

الف لیلہ - اردو ترجمہ منشی طوطا رام تخلص شایان

ایضاً - عربی ترجمہ بترجمہ منشی عبد الکریم -

فسانۂ عجائب - باتصویر مولفہ مرزا رجب علی بیگ متخلص بہ سرور -

ایضاً - بغیر تصویر -

سروش سخن - بجواب فسانۂ عجائب مصنفہ سید فخر الدین حسین مودودی -

طلسم حیرت - برنگ فسانۂ عجائب مولفہ منشی جعفر علی شیون -

باغ و بہار - یعنے قصہ چہار درویش مولفہ میر امن دہلوی -

فسانۂ آزاد جلد اول - اگرچہ بظاہر ایک قصہ دلچسپ پر اثر ہی مگر نفس الامر مین جو دیکھیے تو اس اردو ناول سے ناظرین کو مہذب ظرافت کے پیرایہ مین عمدہ عمدہ اخلاقی نتیجے حاصل ہوتے ہین مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب جنکا ناول نگاری مین آج شہرہ ہی -

ایک روسی زمیندار کا قصہ - جو انگریزی سے اردو مین ترجمہ ہوا عبرت انگیز داستان ہی

وقائع راجکمار - مصنفہ کنور جگت سنگھ خلف مہاراجہ مان سنگھ -

بیتی سوبادری - ترجمہ راجہ شیو پرساد ستارۂ ہند

آرایش محفل - قصۂ حاتم طائی باتصویر مولفہ سید حیدر بخش -

ایضاً - بغیر تصویر -

داستان امیر حمزہ - باتصویرات نبظر ثانی حافظ محمد عبد اللہ بلگرامی -

نوطرز مرصع - قصہ چار درویش بعبارت مسجع مولفہ منشی محمد عوض زرین -

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مولفہ فقیر محمد خان گویا -

قصۂ سیاہ پوش - مولفہ عنایت اللہ خان قیس

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

طلسم فصاحت

مطبع منشی نولکشور مین بطبع مزین مطبوع جہان ہوا

اطلاع اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائینہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی از ارزان ہی اسس کتاب کے تمثیل ہیچ کے تین صفحہ جو سادہ ہین ان مین بعض کتب قصہ جات نثر ونظم اردو درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہی اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر

الف لیلہ۔ اردو ترجمہ منشی طوطا رام تخلص شایان
ایضاً۔ عربی ترجمہ بترجمہ منشی عبد الکریم۔
فسانۂ عجائب۔ باتصویر مولفہ مرزا رجب علی بیگ متخلص بہ سرور۔
ایضاً۔ بغیر تصویر۔
سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب مصنفہ سید فخر الدین حسین مودودی۔
طلسم حیرت۔ برنگ فسانۂ عجائب مولفہ منشی جعفر علی شیون۔
باغ وبہار۔ یعنے قصہ چہار درویش مولفہ میر امن دہلوی۔
فسانۂ آزاد جلد اول۔ اگرچہ بظاہر ایک قصہ دلچسپ پُر اثر ہی مگر نفس الامر مین جو دیکھیے تو اس اردو ناول سے ناظرین کو مہذب ظرافت کے پیرایہ مین عمدہ عمدہ اخلاقی نتیجے حاصل ہوتے ہین مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب جنکا ناول نگاری مین آج شہرہ ہی۔
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ جو انگریزی سے اردو مین ترجمہ ہوا عبرت انگیز داستان ہی
وقائع راجکمار۔ مصنفہ کنور جگت سنگھ خلف مہاراجہ مان سنگھ۔
پنچی سوبادری۔ ترجمہ راجہ شیو پرساد ستارۂ ہند
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر مولفہ سید حیدر بخش۔
ایضاً۔ بغیر تصویر۔
داستان امیر حمزہ۔ باتصویرات منظر ثانی حافظ محمد عبد اللہ بلگرامی۔
نوطرز مرصع۔ قصہ چار درویش بعبارت مسجع مولفہ منشی محمد عوض زرین۔
بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مولفہ فقیر محمد خان گویا۔
قصۂ سیاہ پوش۔ مولفہ عنایت اللہ خان قیس

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

طلسم فصاحت

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مزین مطبوع جہان ہوا